جیسی کرنی ویسی بھرنی

تالیف
علامہ ریاست علی مجددی

مکتبہ حنفیہ
گنج بخش روڈ، لاہور

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

وعلیٰ آلک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

مولای صلِّ وسلِّم دائماً ابداً ۔ علیٰ حبیبک خیرِ الخلقِ کُلّھِم

ھو الحبیبُ الذی تُرجیٰ شفاعتُہٗ ۔ لِکُلِّ ھولٍ مِّنَ الاھوالِ مُقتحِم

محمدٌ سیّدُ الکونینِ والثقلینِ ۔ والفریقینِ من عُربٍ ومن عجمِ

فاِنَّ مِن جودِکَ الدُنیا وضرّتَھا ۔ ومِن علومِکَ عِلمَ اللوحِ والقلمِ

مکتبہ حنفیہ

قادری رضوی کتب خانہ لاہور

Marfat.com

ایسے افعال جن کا بدلہ اس دنیا میں ہی مل جاتا ہے۔ اُن کے متعلقہ نصیحت آموز

"روایات وحکایات" کا ایمان افروز مجموعہ

جیسی کرنی ویسی بھرنی

تالیف

علامہ ریاست علی مجددی

مکتبہ حنفیہ
گنج بخش روڈ۔ لاہور
042-37213575

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ﴾

نام کتاب	ـــــــــ	جیسی کرنی ویسی بھرنی
تالیف	ـــــــــ	علامہ ریاست علی مجددی خطیب جامع مسجد خوشبوئے مصطفیٰ ﷺ کوٹ قاضی حافظ آباد روڈ، گوجرانوالہ
پروف ریڈنگ	ـــــــــ	علامہ ریاست علی مجددی
کمپوزنگ	ـــــــــ	طاہر کمپوزنگ سنٹر، گوجرانوالہ
اشاعت باراول	ـــــــــ	ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ/نومبر ۲۰۱۱ء
صفحات	ـــــــــ	384
زیرنگرانی	ـــــــــ	چوہدری محمد خلیل قادری
تحریک	ـــــــــ	چوہدری محمد ممتاز احمد قادری
ناشر	ـــــــــ	چوہدری عبدالمجید قادری
تعداد	ـــــــــ	1100
قیمت	ـــــــــ	300 روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ حنفیہ گنج بخش روڈ لاہور

قادری رضوی کتب خانہ ۔ گنج بخش روڈ لاہور

Hello: 042-7213575, 0333-4383766

Marfat.com

حسنِ انتساب

سیدالابرار... محبوبِ پروردگار... قبلہء دیں... کعبہء ایماں
آئینہء جمالِ کبریا... خزینہء معرفتِ الٰہی... نبی الحرمین... امام القبلتین
باعثِ تخلیقِ کائنات... خلاصہء موجودات... سرورِ کائنات... شہنشاہِ ارض وسماء
سیدالمرسلین......رحمۃ اللعالمین...... شفیع المذنبین...... انیس الغریبین
سردارِ قابَ قوسینِ او ادنیٰ... فرمانروائے ملکِ تسلیم ورضا

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کے عظیم

خطبۂ حجۃ الوداع

کے نام

جو حقوقِ انسانی کا عظیم علمبردار...... تعلیماتِ قرآنی کا نچوڑ...... دینِ اسلام کا خلاصہ
مسلمانوں کے لئے بیش بہا خزانہ... اور پوری انسانیت کے لئے عظیم تحفہ ہے
جس کا رکھنا باعثِ برکت...... جس کا پڑھنا باعثِ ہدایت
اور جس پر عمل کرنا باعثِ نجات ہے

طلب گارِ شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ریاست علی مجددی

﴿ مکمل خطبہ حجۃ الوداع صفحہ نمبر 388 پر ملاحظہ فرمائیں ﴾

Marfat.com

بہ فیضانِ نظر

چراغ راہِ جہاد...داعی صراطِ حق... بدرِ منیر...ماہِ تاباں...وقارِ عالماں
صاحب عرفان...تاجِ زمانہ...اِک ملک صفت اِنساں...سعیدِ زماں
قاسم عشق ومحبت رسول...مصباح بردارِ عشق رسول...تمکنت مجلس فقر...عالم عصر
سراج العارفین...شہبازِ طریقت...شارحِ مکتوباتِ اِمامِ رَبّانی...سعید الاولیاء
حضرت علامہ ابوالبیان **پیر محمد سعید احمد مجددی** قدس سرہٗ السرمدی
نقشبندی.....قادری.....چشتی.....شاذلی.....اُویسی
آستانہ ءعالیہ درگاہ حضرتِ ابوالبیان علیہ الرحمتہ والرضوان گوجرانوالہ
جن کی نگاہِ فیض سے بندۂ ناچیز یہ خدمت سرانجام دے سکا

بہ فیضانِ کرم

پیکر صدق واِخلاص...عالمی مبلغ اِسلام... پروردۂ آغوش ولایت
شیخ کامل...بحرِ علم وعرفان...جانشین ابوالبیان...صاحبزادہ والاشان
حضرت علامہ صاحبزادہ **پیر محمد رفیق احمد مجددی** دامت برکاتہم العالیہ
زیب سجادہ درگاہ حضرت ابوالبیان رحمۃ اللہ علیہ گوجرانوالہ شریف
امیر اعلیٰ عالمی اِدارہ تنظیم الاسلام

گدائے درگاہِ مرشد
ریاست علی مجددی

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
01	انتساب	5
02	عرضِ مؤلف	16
03	حمد باری تعالیٰ	18
04	اِلتجاء بارگاہِ رحمت دو جہاں ﷺ	19
05	جیسی کرنی ویسی بھرنی......قرآنِ پاک کی روشنی میں	20
i	عہد کے بدلے عہد	20
ii	نصرت کے بدلے نصرت	20
iii	اندھے پن کے بدلے اندھا پن	21
iv	یاد کے بدلے یاد	21
v	دھوکے کا بدلہ	22
vi	مذاق کا بدلہ	22
vii	نسیان کا بدلہ	23
viii	معاف کرو تمہیں بھی معاف کیا جائے گا	23
06	جیسی کرنی، ویسی بھرنی......حدیث پاک کی روشنی میں	25
07	قتل کرنے کا دعویٰ کیا لیکن خود قتل ہو گیا	40
i	بے نماز کا حشر	41
ii	حضور نبی کریم ﷺ کی سچائی کے غیر بھی معترف	42

iii مسلمانوں کے لئے مقامِ عبرت	42
08 کسی کی مصیبت پر خوش ہونے کی سزا	44
09 طعنہ دینے کی سزا	45
10 بیمار سے نفرت کی سزا	46
i انسانیت سے ہمدردی کا سبق	46
11 حضور نبی کریم ﷺ سے تمسخر کرنے پر لقوہ کا حملہ	49
12 کسی کے لئے کنواں کھودنا اور پھر اُسی میں خود گرنا	50
i ابو جہل کا کنوے میں گرنا	52
ii ایک پہلوان کا لوگوں کو تکلیف دینے کے لئے کنواں کھودنا اور پھر خود ہی اُس میں گرنا	56
iii انسانیت	75
13 اولے کا بدلہ	58
i ورزش کا فائدہ	59
ii صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا آپس میں دوڑ لگانا	59
iii میاں بیوی کی باہمی محبت کی برکات	61
14 حضرت یوسف علیہ السلام اور بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا کا واقعہ	63
i رجوع الی اللہ کے فائدے	68
ii بی بی زلیخا کے ایمان میں شک کرنا اپنے ایمان سے محرومی کا سبب ...	68
15 سرِ امام حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ	70
16 کان کا بدلہ کان تھپڑ مارنے کی سزا	76
17 طمانچہ کا بدلہ اور گالی کے بدلے گالی	78

Marfat.com

◄◄	18 ﴾ تھپڑ کے بدلے تھپڑ........................	﴿80	►►
◄◄	i ﴾ ایک حکمران کا فرضِ منصبی........................	﴿81	►►
◄◄	19 ﴾ ٹانگ کے بدلے ٹانگ........................	﴿85	►►
◄◄	20 ﴾ مزدور کو زندہ جلایا تو خود بھی زندہ جلنا پڑھا............	﴿87	►►
◄◄	21 ﴾ احسان کا بدلہ احسان........................	﴿91	►►
◄◄	i ﴾ دوست کی ضرورت کا خیال........................	﴿92	►►
◄◄	22 ﴾ نیکی کا بدلہ نیکی........................	﴿93	►►
◄◄	23 ﴾ ادلے کا بدلہ........................	﴿96	►►
◄◄	i ﴾ خوش طبعی........................	﴿96	►►
◄◄	24 ﴾ خطا کا بدلہ (سُنار کی بیوی)........................	﴿101	►►
◄◄	25 ﴾ نیکی کا بدلہ........................	﴿301	►►
◄◄	26 ﴾ ایک کے بدلے ایک........................	﴿105	►►
◄◄	i ﴾ قرآنِ پاک کی تاثیر........................	﴿105	►►
◄◄	27 ﴾ دیس نکالے کا بدلہ........................	﴿107	►►
◄◄	28 ﴾ جیسی جائی......ویسی مائی........................	﴿109	►►
◄◄	29 ﴾ چھپکلی سے غیبی امداد کا واقعہ........................	﴿112	►►
◄◄	30 ﴾ زانی کا نفسیاتی علاج........................	﴿116	►►
◄◄	31 ﴾ والدین کی بے ادبی کا دُنیا میں انجام........................	﴿118	►►
◄◄	i ﴾ والد کی بے ادبی........................	﴿118	►►

Marfat.com

◂◂	ii ﴾ آدھا کمبل باپ کے لئے............	118 ﴿	▸▸
◂◂	iii ﴾ مجھے دریا میں ذرا آگے پھینکو...........	120 ﴿	▸▸
◂◂	iv ﴾ باپ کو جوتا مارنے سے بیٹے سے جوتے کھانا پڑے..	121 ﴿	▸▸
◂◂	v ﴾ والدہ کا نافرمان گدھے کی شکل میں........	122 ﴿	▸▸
◂◂	vi ﴾ والدہ کو گدھی کہنے والا خود گدھا بن گیا........	123 ﴿	▸▸
◂◂	vii ﴾ ماں کو ایک جوتا مارا اب روزانہ جوتے پڑتے ہیں...	124 ﴿	▸▸
◂◂	viii ﴾ ماں کو گھر سے نکالنے کا انجام..........	125 ﴿	▸▸
◂◂	32 ﴾ والدین کی خدمت کا صلہ..........	128 ﴿	▸▸
◂◂	33 ﴾ سسر کی خدمت کا صلہ..........	135 ﴿	▸▸
◂◂	34 ﴾ بوڑھوں کی خدمت' عزت کا سبب..........	136 ﴿	▸▸
◂◂	35 ﴾ بوڑھے آدمی کی بے عزتی کرنے کا انجام..........	137 ﴿	▸▸
◂◂	36 ﴾ سائلوں سے بدسلوکی کا انجام..........	139 ﴿	▸▸
◂◂	i ﴾ سائل کو جھڑکنے کا انجام..........	139 ﴿	▸▸
◂◂	ii ﴾ فقیر کی ٹانگیں توڑنے کی سزا..........	139 ﴿	▸▸
◂◂	iii ﴾ فقیر کو دھکے مارنے کا انجام..........	145 ﴿	▸▸
◂◂	iv ﴾ سنار کی دوکان سے قصاب کی دوکان تک..........	146 ﴿	▸▸
◂◂	v ﴾ فقیر کو جھڑکنے کا انجام..........	147 ﴿	▸▸
◂◂	vi ﴾ درویش کو جھڑکنے کا انجام..........	150 ﴿	▸▸
◂◂	vii ﴾ سائل کو ٹالنے کا عذاب..........	151 ﴿	▸▸

Marfat.com

viii	سائل کو حقارت کی نظر سے دیکھنے کا انجام..........	154
37	باغ ضرواں کا قصہ..............................	158
i	توبہ کی برکت..............................	162
ii	تجارت میں بے برکتی کی وجہ..............................	162
iii	بخل کا انجام..............................	163
38	دودھ اور شہد دینے والی بکری..............................	165
39	خدمت کا صلہ..............................	167
40	جیسی کرنی.....ویسی بھرنی..............................	168
41	ایثار کا اجر..............................	172
i	ایک تھیلی تین گھروں میں..............................	172
ii	ایک مرغی سات گھروں میں..............................	173
iii	بکری کی سری سات گھروں میں..............................	174
iv	آخری وقت پانی کا ایثار..............................	174
v	بکری کے بدلے بکری..............................	176
vi	دوکاندار ساتھی کا احساس..............................	176
vii	خواہش کے باوجود مچھلی سائل کو دے دی..............................	177
viii	باہمی ایثار کی برکت..............................	178
ix	اپنا سارا کھانا کتے کو کھلا دیا..............................	180
42	وقت ایک جیسا نہیں رہتا..............................	181

Marfat.com

vii	بلی پر ظلم جہنم کا سبب بن گیا	299
viii	اللہ تعالیٰ ظلم پسند نہیں کرتا	300
ix	حضرت نوح علیہ السلام کا درندے پر شفقت	300
x	حرم شریف کی ہرنی کے شکار کی سزا	301
xi	بے رحمی کی سزا......اور پرندے پر رحم کی جزا	301
xii	گدھے کو مارنے پر تنبیہ	302
xiii	بھینس کو تکلیف دینے کی سزا	303
68	جانوروں کی خدمت کا صلہ	304
i	فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو چڑیا پر رحم کرنے کا صلہ	304
ii	بکری پر رحم کا صلہ	304
iii	بکری پر رحم کرنے سے کلیم کا درجہ	305
iv	بلی پر رحم کرنے سے شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی بخشش	306
v	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چڑیا پر شفقت	307
vi	حضرت عثمان خیری رحمۃ اللہ علیہ کی گدھے پر شفقت	308
vii	بلے کی خدمت کا صلہ	308
viii	بلی کی خدمت کا صلہ	309
ix	کتے پر رحم کا صلہ	310
x	کتے کو کھانا کھلانے سے خصوصی نوازشات	312
xi	کتے پر رحم کا صلہ	312

Marfat.com

◀◀	xii ﴾ ہرنی کے بچے پر رحم کا صلہ.........	313﴿	▶▶
◀◀	xiii ﴾ بلی کی آگ سے حفاظت.........	317﴿	▶▶
◀◀	xiv ﴾ مکھی پر شفقت کی وجہ سے بخشش.........	319﴿	▶▶
◀◀	69 ﴾ ناشکروں سے نیکی کا انجام.........	321﴿	▶▶
◀◀	i ﴾ سانپ کے ساتھ احسان نقصان کا باعث.........	321﴿	▶▶
◀◀	ii ﴾ سانپ کے ساتھ بھلائی کا انجام.........	325﴿	▶▶
◀◀	iii ﴾ بجو کے ساتھ نیکی کا انجام.........	327﴿	▶▶
◀◀	70 ﴾ ظلم کی سزا.........	329﴿	▶▶
◀◀	71 ﴾ دیانت دار کا انعام.........	333﴿	▶▶
◀◀	72 ﴾ ایمان دار کا انعام.........	341﴿	▶▶
◀◀	73 ﴾ بے مثال وفاداری.........	354﴿	▶▶
◀◀	74 ﴾ جو دوسروں کے پردے چاک کرتا ہے خود اُس کا بھی پردہ چاک ہو جاتا ہے...	361﴿	▶▶
◀◀	75 ﴾ جیسا عمل کماوے کوئی ویسا ہی پھل پاوے.........	362﴿	▶▶
◀◀	76 ﴾ رحمدل شہزادہ.........	365﴿	▶▶
◀◀	77 ﴾ حسد کا انجام.........	369﴿	▶▶
◀◀	78 ﴾ لوگوں کو کتوں کے آگے ڈالتی رہی آخر اُن ہی کتوں نے اُسے چیر پھاڑ کے رکھ دیا	376﴿	▶▶
◀◀	79 ﴾ ضربُ المثل.........	377﴿	▶▶
◀◀	80 ﴾ ہنر کی برکت......بادشاہ کی جان بچ گئی.........	379﴿	▶▶
◀◀	81 ﴾ میدانِ عرفات میں خطبۂ حجۃ الوداع.........	388﴿	▶▶
⌘	82 ﴾ فہرس المراجع والمصادر.........	397 تا 400﴿	⌘

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی

رَحۡمَۃٌ لِّلۡعٰلَمِیۡنَ سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ سَیِّدِنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

اَمَّا بَعۡدُ!

عرضِ مؤلف

ہر قسم کی حمد وثناء پروردگار عالم' مالکِ حقیقی' حکیم وعلیم' احکم الحاکمین' معبود ومسجودِ برحق' ربِّ محمد ﷺ کے لئے جس نے سب کو نقشِ ہستی عطا فرمایا' پانی پر زمین کا فرش اور فضا میں آسماں کا خیمہ لگایا۔

پھر کروڑوں بلکہ کھربوں دُرود وسلام اس محبوبِ عالی وقار پر جو کمال ہی کمال' جمال ہی جمال اور خیر ہی خیر ہیں۔ جو ابراہیم علیہ السلام کے مقصودِ دُعا' عیسیٰ علیہ السلام کے مُبشر' سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے خواب کی تعبیر' سیدنا عبداللہ علیہ السلام کے دل کا درمان' ربِّ کائنات کے محبوبِ اعظم ﷺ پوری اِنسانیت کے محسنِ اعظم ﷺ سارے عالمین کے لئے رحمتِ اعظم ﷺ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرتِ اِنسان کو تخلیق فرمانے کے بعد اپنے نبیوں اور رسولوں کے ذریعے نیکی اور بدی کی منزل کا پتہ بتایا کہ اگر نیک کام کرو گے تو جنت ملے گی بُرے کام کرو گے تو دوزخ یعنی جزا اور سزا کی وضاحت فرمادی۔ منزل متعین فرمادی کہ جیسا فعل اختیار کرو گے ویسی جزا ملے گی۔ بعض اعمال ایسے ہیں جن کے کرنے سے اُن کا نتیجہ اِس دُنیا میں ہی سامنے آجاتا ہے یعنی جیسا سلوک کسی سے کرتے ہیں' آنے والے وقت میں اُن کے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک کیا جاتا ہے۔ عام مُحاورہ مشہور ہے ''جیسا کرو گے ویسا بھرو گے'' ایسے ہی چند واقعات بطورِ نصیحت واِصلاح بعنوان ''جیسی کرنی ویسی بھرنی۔'' پیشِ خدمت ہیں' اللہ ربُّ العزت ہمیں پیارے مُصطفیٰ ﷺ کے صدقے بُرائیوں سے بچنے اور نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قبر میں میت اُترنی ہے ضرور
جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور

راقم الحروف جب وزیرآباد سے تبدیل ہوکر 2007ء کو گوجرانوالا (E.D.O. Works & Services Office) آیا تو اپنے محکمہ ورکس اینڈ سروسز (پی۔ڈبلیو۔ڈی) کی ایک معروف اور قابل ترین شخصیت محترم محمد ظہیر خاں صاحب ہیڈ کلرک (آف ایمن آباد) کے پاس بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا' دفتری کام کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کا ذکر ہوتا رہتا تھا۔ ایک مرتبہ اسی موضوع یعنی ''جیسا کرو گے ویسا بھرو گے'' پر گفتگو

Marfat.com

شروع ہو گئی تو اُسی وقت دِل میں شوق پیدا ہوا کہ اِس قسم کے واقعات جو کہ مختلف کتابوں میں بکھرے پڑے ہیں اُن کو جمع کر دیا جائے۔ پھر اُسی دن سے اِس موضوع پر کام شروع کر دیا۔ اِس کی ترتیب کچھ اِس طرح ہے پہلے متعلقہ مضمون کے مطابق قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کا انتخاب کر کے کتاب کو مزین کیا گیا ہے' پھر مختلف کتابوں سے مطالعہ کے دوران موضوع کے مطابق حاصل شدہ واقعات ترتیب وار درج کئے گئے ہیں۔ پیرو مرشد کی نظر کرم اور والدین کی دُعاؤں اور بیٹی غلام زہرا کے تعاون سے یہ کام پایۂ تکمیل تک پہنچا۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ جہاں کہیں کوئی سقم نظر آئے تو بجائے تنقید کے اصلاحی پہلو کے پیشِ نظر ضرور آگاہ فرمائیں۔ ان شاءاللہ عزوجل آئندہ ایڈیشن میں اُس کی تصحیح کی کوشش کی جائے گی۔

اپنے انتہائی محسن مولانا محمد نعیم اللہ خاں قادری' بی ایس سی... بی ایڈ... ایم اے... اُردو... پنجابی... تاریخ (آف کامونکی) اور محمد علیم خاں آف مغل چک جو اپنا قیمتی وقت نکال کر اہم مشوروں سے نوازتے رہے' حوالہ جات کے لئے کتابیں فراہم کرتے رہے' دیگر جن دوستوں نے اِس کتاب کی اشاعت میں معاونت کی' اللہ تعالیٰ سب کو دارین کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔ خصوصی طور پر اپنے بھائی قاضی غلام مصطفیٰ آف کوٹ قاضی جو ہر معاملے میں معاونت فرماتے رہتے ہیں' حوالے کے لئے کسی کتاب کی ضرورت ہوتی ہے تو نئی کتاب خریدنے کا اِنتظام کر دیتے ہیں' بارگاہِ خداوندی میں دُعا ہے کہ اَپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اُنہیں حاسدین کے حسد' شریروں کے شر' دُشمنوں کی دُشمنی سے اَپنی پناہ میں رکھے...... امین۔

چوہدری محمد خلیل قادری ناظم قادری رضوی کُتب خانہ لاہور کا دل کی اِتھاہ گہرائیوں سے شکر گزار ہوں کہ اُنہوں نے اس کتاب کو زیورِ طباعت سے مزین فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس ادارے میں برکت اور ترقی عطا فرمائے...... امین۔ یارب العالمین' بجاہِ سیدُ المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

جن علماء و مشائخ کے کلام سے استفادہ کیا ہے اور جو محبت سے اس کا مطالعہ کریں گے' دُعا ہے اللہ تعالیٰ اُنہیں اپنے پیارے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے بہرہ ور فرمائے۔ امین...

یارب العالمین' بجاہِ سیدُ المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

طالب شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ریاست علی مجددی

کوٹ قاضی حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ

۹ رذی الحجہ الحرام ۱۴۳۲ھ ❖ ۰۶ رنومبر ۲۰۱۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمدِ باری تعالیٰ جل جلالہ

ہے ذکر تیرا گلشن گلشن ' سبحان اللہ سبحان اللہ
مصروفِ ثناء ہیں سر و سمن ' سبحان اللہ سبحان اللہ
غنچوں کی چٹک ' شبنم کی ضیاء ' سبحان اللہ سبحان اللہ
قائم ہیں تجھ ہی سے حسن چمن ' سبحان اللہ سبحان اللہ
کیا دیکھے کوئی وسعت تیری ' ہو کیسے بیان عظمت تیری
عاجز ہے نظر ' قاصر ہے دہن ' سبحان اللہ سبحان اللہ
مطلوب بھی تو ' مقصود بھی تو ' مسجود بھی تو ' معبود بھی تو
تو روحِ صبا ' تو جانِ چمن ' سبحان اللہ سبحان اللہ
ہر نقش تیری قدرت کا نشاں ' ہر نقش کے لب پر تیرا بیاں
ہر بزم میں تو موضوع سخن ' سبحان اللہ سبحان اللہ
مٹی کو زباں دے کر اس کو ' اعجاز بیاں دینے والے
اعظمؔ کو بھی توفیق سخن ' سبحان اللہ سبحان اللہ

صلی اللہ علی حبیبہ محمد و آلہ وسلم

Marfat.com

اِلتجاء بارگاہِ رحمتِ دو جہاں صَلَّی اللہُ علیہ وسلّم

رحمت دو جہاں، حامی بے کساں، صدقہ حسنین رضی اللہ عنہم کا کچھ عطا کیجئے
ہم گنہگار ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مختار ہیں، ہم تمہارے ہیں، ہم کو نبھا لیجئے
اے حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مرتضیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
ہم بڑے پُر خطا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جود وعطا، عاصیوں کو گلے سے لگا لیجئے
بولنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق کی گفتار ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دِید اللہ کا دیدار ہے
یہ تیرے منتظر شاہا، جائیں کدھر، پیاری صورت ہمیں بھی دکھا دیجئے
یہ حجابِ دوئی کے ستائے ہوئے، عرض کرتے ہیں سر کو جھکائے ہوئے
ہم تو مجبور ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہیں، لِلّٰہ در پر ہمیں بھی بُلا لیجئے
مانگنے کا سلیقہ نہ انداز ہے، اُمتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں یہی ناز ہے
یہ فقیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں، اسیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے، زُلف کی قید سے نہ رہا کیجئے
اِسمِ اعظم سرِ عرش چمکے تیرا، ماہ وخورشید تاروں میں تیری ضیاء
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نورِ خدا، ہم بڑے روسیا، داغ دوئی کا دِل سے مٹا دیجئے
ہم کو دیر وحرم نے ہے ٹھکرا دیا، بے سہاروں کو ہے آسرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا
ہے یہی اِلتجا، اے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم! ہم کو دِیوانہ اپنا بنا لیجئے

❖ عرفان حق:٦٤ ❖

صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم

جیسی کرنی، ویسی بھرنی

قرآن پاک کی روشنی میں

عہد کے بدلے عہد

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے......

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ ﴿البقرۃ:۴۰﴾

اور پورا کرو تم میرے (ساتھ کئے ہوئے) وعدہ کو
مَیں پورا کروں گا تمہارے ساتھ کئے ہوئے وعدہ کو

-•❖❁﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾❁❖•-

نُصرت کے بدلے نُصرت

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے فرماتا ہے......

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ○

﴿❖ پ ۲۶، سورۃ محمد آیت نمبر ۷ ❖﴾

اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا اور (میدانِ جہاد میں) تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔

-•❖❁﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾❁❖•-

Marfat.com

اندھے پن کے بدلے اندھا پن

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے......

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى

❖ پ ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل: ۷۲ ❖

اور جو کوئی اِس جہان میں اندھا بنا رہا' وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا

وضاحت:- اَعْمٰی (اندھا) سے مراد دل کا اندھا ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

یاد کے بدلے یاد

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے فرماتا ہے......

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ۔ ﴿البقرہ: ۱۵۲﴾

سو تم مجھے یاد کیا کرو' میں تمہیں یاد کیا کروں گا

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ میرے متعلق جیسا خیال کرتا ہے میں اس کے مطابق ہوں۔ جب وہ میرا ذکر کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے محفل میں یاد کرے تو میں اسے بہتر محفل میں یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ ایک بالشت میرے قریب آئے تو میں ایک بازو کے برابر اس کے قریب ہو جاتا ہوں۔ اگر وہ ایک بازو میرے نزدیک آئے تو میں دو بازو پھیلانے کے برابر اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آئے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

Marfat.com

صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

دھوکے کا بدلہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے......

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ﴿النسآء:۱۴۲﴾

بیشک منافق (اپنے گمان میں) دھوکہ دے رہے ہے اللہ کو اور اللہ تعالیٰ سزا دینے والا ہے انہیں (اس دھوکہ بازی کی)۔

صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

مذاق کا بدلہ

اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ کہتے ہیں کہ

اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ○ اَللّٰهُ یَسْتَهْزِئُ بِهِمْ۔ ﴿البقرہ:۱۴،۱۵﴾

ہم تو صرف ان (مومنوں) کا مذاق اڑا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس مذاق کی سزا دے رہا ہے۔

صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

مذاق

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِیْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ○ ﴿پ ۷، سورۃ الانعام:۱۰﴾

ترجمہ: اے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تم سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کا مذاق اڑایا جاچکا ہے، مگر ان مذاق اڑانے والوں پر آخر کار وہی حقیقت مسلط ہو کر رہی، جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔

صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

Marfat.com

نسیان کا بدلہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے......

نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ﴿التوبہ:٦٧﴾

اُنہوں نے بھلا دیا ہے اللہ کو تو اُس نے بھی اُنہیں فراموش کر دیا ہے۔

-•❖❄﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾❄❖•-

معاف کرو تمہیں بھی معاف کیا جائے گا

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے......

وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

﴿❖پ ۱۸ سورۃ النور:۲۲❖﴾

ترجمہ:۔۔معاف کر دینا اور درگزر کرنا چاہیئے کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف فرما دے؟ اللہ تعالیٰ قصوروں کو معاف فرمانے والا مہربان ہے۔"

اِس آیت کریمہ میں اللہ ربُّ العزت نے لوگوں کو عفوو درگزر کی تعلیم اِس ترغیب کے ساتھ دی ہے کہ تم دوسروں کو معاف کرو اللہ تم کو معاف کرے گا۔یعنی اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو معاف کر دے تو تم بھی لوگوں کو معاف کرنا سیکھو اور کسی کی غلطی پر اُس سے بدلے لینے یا سزا دینے کی بجائے اس سے درگزر کر دو۔اگر کوئی لوگوں کی لغزشوں پر انہیں معاف کرنے کی عادت ڈال لے گا تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے شخص کے گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔

-•❖❄﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾❄❖•-

Marfat.com

برے اعمال کا بدلہ

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ○

❖ پ۲۱' سورۃ الروم آیت نمبر۴۱ ❖

ترجمہ:- بحر و بر یعنی خشکی اور تری میں جتنی خرابیاں ظاہر ہوتی ہیں' وہ لوگوں کے ہاتھوں کی کمائی کا نتیجہ ہیں' تا کہ اللہ تعالیٰ انہیں بعض برے اعمال کا مزہ چکھائے' جو انہوں نے کیے ہیں' تا کہ وہ باز آ جائیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

Marfat.com

جیسی کرنی، ویسی بھرنی

حدیث پاک کی روشنی میں

نرمی برتنے کا صلہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا......

اَللّٰھُمَّ مَنْ وَلِیَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَیْئًا فَشَقَّ فَاشْقُقْ عَلَیْہِ، وَمَنْ وَلِیَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَیْئًا فَرَفَقَ بِھِمْ فَارْفُقْ بِہٖ۔ ❁ مسلم شریف ❁

ترجمہ:۔ اے اللہ! جو شخص میری اُمت میں کسی کام کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے اور وہ لوگوں پر سختی کرے تو تو بھی اُس پر سختی کر اور جو میری اُمت میں کسی کام کا والی بنایا جائے اور وہ لوگوں کے ساتھ نرمی برتے تو تو بھی اُس پر نرمی کر۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ

جو مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے، اللہ اُس کی پردہ پوشی کرے گا

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا......

اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَایَظْلِمُہٗ وَلَا یُسْلِمُہٗ مَنْ کَانَ فِیْ حَاجَۃِ اَخِیْہِ کَانَ اللّٰہُ فِیْ حَاجَتِہٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ کُرْبَتَہٗ فَرَّجَ اللّٰہُ عَنْہُ بِھَا کُرْبَۃً مِنْ کُرَبِ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

Marfat.com

ترجمہ:۔ مسلمان‘ مسلمان کا بھائی ہے نہ اُس پر ظلم کرتا ہے نہ اُسے بے یارومددگار چھوڑتا ہے‘ جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا ہوتا ہے اللہ اُس کی حاجت پوری کرنے میں لگا ہوتا ہے‘ جو کسی مسلمان کی پریشانی دور کرنے میں لگا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی قیامت کے روز کوئی ایک پریشانی دور فرمادے گا اور جس کسی نے مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ قیامت کے دن اُس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ ﴿صحیح بخاری‘ باب الایظلم المسلم المسلم ولا یسلمہ﴾

درجہ بالا حدیث سے واضح ہوا کہ مسلمان اپنے مسلمان بھائی پر ظلم نہیں کرتا اور مسلمان کی حاجت پوری کرنا‘ اُس کی پریشانی دُور کرنا اور اپنے مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرنا اِس کا کتنا اجروثواب ہے‘ اس کا اندازہ بھی لگائیں کہ اُس کی حاجتیں اللہ پوری کرتا ہے اُس کی پریشانیاں اللہ دور کرتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ اُس دن جب ہر کسی کے اعمال ظاہر ہوجائیں گے اللہ تعالیٰ اُس کی پردہ پوشی کرے گا۔

﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾

پردہ پوشی کا بدلہ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......

مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

”جس کسی نے مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ قیامت کے دن اسکی پردہ پوشی فرمائے گا“۔ ﴿صحیح بخاری، المظالم، باب لایظلم المسلم المسلم ولا یسلمہ﴾

اِس کے برعکس جو شخص کسی مسلمان کے عیبوں کو تلاش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کو دُنیا اور آخرت میں رسوا فرمائیں گے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور بلند آواز سے اِرشاد فرمایا......

"اے مسلمانوں کے گروہ! جو اپنی زبان سے اسلام لائے ہو اور ایمان ان کے دلوں میں نہیں پہنچا۔ مسلمانوں کو ایذا مت دو' انہیں عار مت دلاؤ اور اُن کے عیب مت تلاش کرو' اِس لیے جو اپنے مسلمان بھائی کے عیب ڈھونڈے گا' اللہ تعالیٰ اُس کے عیب فاش کرے گا اور جس کے عیب اللہ تعالیٰ فاش کر دے تو وہ ذلیل و رسوا ہو جائے گا' اگرچہ وہ اپنے مکان میں ہو۔ ﴿جامع الترمذی: ۳۲/۲﴾

حضرت سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......

مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللّٰهِ تَعَالٰى يَتْلُونَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ۔

﴿صحیح مسلم باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن﴾

ترجمہ:- جس نے کسی مومن سے دُنیا کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کی اللہ تعالیٰ اُس کی قیامت کی تکلیفوں میں سے کوئی بڑی تکلیف دور فرمادے گا' جس نے کسی تنگ دست پر آسانی کی اللہ تعالیٰ اُس پر دُنیا و آخرت میں آسانی فرمائے گا' جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ دُنیا و آخرت میں پردہ

Marfat.com

پوشی فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگ رہتا ہے۔ جو ایسے راستے پر چلتا ہے جس میں وہ علم دین تلاش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے ذریعے سے اُس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے اور جو لوگ بھی اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور آپس میں اس کی تدریس کرتے ہیں تو اُن پر سکینت نازل ہوتی ہے' انہیں رحمت ڈھانپ لیتی ہے' فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن کا ذکر اُن فرشتوں میں فرماتا ہے جو اس کے پاس ہوتے ہیں اور جس کو اس کا عمل پیچھے چھوڑ گیا اُس کا نسب اُسے آگے نہیں بڑھائے گا۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

سلام کے بدلے سلام

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز گھر سے نکلے تو میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجوروں کے ایک باغ میں داخل ہوئے اور (وہاں) بہت لمبا سجدہ کیا' حتیٰ کہ مجھے یہ خدشہ لاحق ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح ہی نہ قبض کر لی ہو۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اُٹھایا اور فرمایا: اے عبدالرحمٰن کیا بات ہے؟ میں نے ساری بات بتائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......

اِنَّ جِبْرِیْلَ اَتَانِیْ فَبَشَّرَنِیْ فَسَجَدْتُّ لِلّٰہِ شُکْرًا۔

﴿ مسند احمد جلد اول ☆ الترغیب والترہیب ﴾

ترجمہ:- بیشک جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے اور اُنہوں نے مجھے

Marfat.com

بشارت دی (یعنی خوشخبری سنائی) تو میں اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدہ ریز ہو گیا۔

خوشخبری یہ سنائی تھی کہ جو آپ ﷺ پر درود بھیجے گا میں اُس پر رحمت نازل کروں گا اور جو آپ ﷺ پر سلام بھیجے گا میں اُس پر سلام بھیجوں گا۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

صلہ رحمی کا صلہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں......

اَنَا الرَّحْمٰنُ اَخْلَقْتُ الرَّحِمُ وَشَقَقْتُ لَهَا اسْمًا مِنْ اسْمِيْ فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهٗ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعْتُهٗ۔ ﴿سنن ابی داؤد باب الزکاۃ فی صلۃ الرحم ☆ الترمذی شریف﴾

ترجمہ:- میں رحمٰن ہوں' میں نے رحم رشتوں کو پیدا کیا ہے' جو اسے جوڑے گا میں اُسے جوڑوں گا' جو اسے توڑے گا میں اُسے توڑوں گا۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ......

فَقَالَ اللّٰهُ مَنْ وَصَلَكِ وَصَلْتُهٗ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهٗ۔

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (اے صلہ رحمی) جو تجھے ملائے گا میں اُسے ملاؤں گا جو تجھے کاٹے گا میں اُسے کاٹ کے رکھ دوں گا (یعنی اُس کے معاملات کو بکھیر دوں گا)۔ ﴿مشکوٰۃ شریف جلد دوم ☆ بخاری باب من وصل وصلہ اللہ: ۵۹۸۸﴾

صلہ رحمی رشتے ناطوں کو جوڑنے کا نام ہے اللہ تعالیٰ کا قانون ہے جو اللہ کے بنائے ہوئے رشتوں کا خیال رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کا خیال رکھتا ہے یعنی اُس کے تمام معاملات کو دُرست رکھتا ہے کیونکہ ساری کائنات کا خالق ایک اللہ ہے جس نے مخلوق کو پیدا فرمایا اور پھر ان کے درمیان رشتے ناطے بنائے۔ قرآن

Marfat.com

پاک سورۃ الفرقان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''وہی تو ہے جس نے پانی سے آدمی پیدا کیا' پھر اس کو صاحب نسب اور سسرالی رشتوں والا بنا دیا اور تمہارا پروردگار ہر طرح کی قدرت رکھتا ہے''۔

-•✥❋﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾❋✥•-

مخلوقِ خدا پر خرچ کرنے کا صلہ

حدیث قدسی ہے......

اَنْفِقْ يَا ابْنَ اٰدَمَ اُنْفِقْ عَلَيْكَ۔ ﴿صحیح بخاری ☆ صحیح مسلم شریف﴾

ترجمہ:- اے ابن آدم! (میری راہ میں) خرچ کر' میں بھی تجھ پر خرچ کروں گا اور جو صدقہ خیرات کو روکتا ہے اُس کے لئے وعید بھی موجود ہے......

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا......

لَا تُوْكِيْ فَيُوْكٰى عَلَيْكَ۔ ﴿صحیح بخاری﴾

صدقہ وخیرات کو مت روکو' ورنہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) تمہارا رزق بھی روک دیا جائے گا۔

درجہ بالا احادیث مبارکہ سے عیاں ہو رہا ہے کہ جو کوئی مسلمان کسی اپنے مسلمان بھائی کی ضروریات کو پوری کرنے کی خاطر مال خرچ کرتا ہے' جتنا مال و دولت زیادہ خرچ کرے گا' اُس کے بدلے اللہ تعالیٰ اُسے اتنا ہی زیادہ عطا فرمائے گا۔ اور جو مال اکٹھا کرنے میں لگا رہے گا' حتیٰ کہ صدقہ وخیرات تک کو روک دے گا' غریبوں' مسکینوں پر خرچ نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے شخص کا رزق روک دے گا اور وہ کنگال ہو جائے گا۔

-•✥❋﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾❋✥•-

Marfat.com

مسلمان بھائی کی عزت کے دفاع کا صلہ

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ اَخِيْهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَّجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ:- جو شخص اپنے بھائی سے وہ چیز دور کرے جو اُس کی عزت میں خلل ڈالتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کے چہرے سے جہنم کی آگ دور کریں گے۔ ﴿جامع الترمذی﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص کسی مسلمان کو ایسے موقع پر بے یارومددگار چھوڑ دے جہاں اس کی بے حرمتی اور بے عزتی کی جارہی ہو تو اللہ تعالیٰ اُسے ایسے موقع پر بے یارومددگار چھوڑ دے گا جہاں اُسے مدد درکار ہوگی اور جو شخص کسی مسلمان کی ایسے موقع پر مدد کرے جہاں اس کی بے حرمتی اور بے عزتی کی جارہی ہو تو اللہ تعالیٰ اُس کی ایسے موقع پر مدد کرے گا جہاں اُسے مدد درکار ہوگی۔ ﴿سنن ابی داؤد شریف﴾

بعض اوقات اِنسان کی زندگی میں ایسے مواقع بھی آجاتے ہیں کہ اُسے اپنی عزت بچانا مشکل ہو جاتا ہے' اُس وقت وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعائیں کرتا ہے یا اللہ میری عزت محفوظ رہے تاکہ میں لوگوں کے سامنے رسوائی بچا رہوں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ عزت کو بچانے کی خاطر اگر اپنی ساری زندگی کی کمائی بھی لٹانی پڑ جائے تو اِنسان اس سے دریغ نہیں کرتا۔ درجہ بالا احادیث مبارکہ سے واضح ہو رہا کہ اللہ رب العزت ایسے لوگوں کی عزت کی حفاظت فرماتے ہیں جو دوسرے مسلمانوں کی عزت کی اُس وقت حفاظت کرتا ہے جب کوئی اُن کی عزت پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔

Marfat.com

-•❖❄❄﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾❄❄❖•-

آسانی پیدا کرو گے تو آسانی پاؤ گے

سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ ﴿❖ صحیح مسلم، الدعوات، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن ❖﴾

ترجمہ:۔ جس نے کسی مومن سے دُنیا کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کی اللہ تعالیٰ اُس کی قیامت کی تکلیفوں میں سے کوئی بڑی تکلیف دور فرما دے گا۔ جس نے کسی تنگ دست پر آسانی کی، اللہ تعالیٰ اُس پر دُنیا و آخرت میں آسانی فرمائے گا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم سے اگلے لوگوں میں ایک شخص تھا، جس کے پاس اُس کی روح قبض کرنے فرشتہ آیا تو اُس سے کہا گیا کہ کیا تو نے کوئی نیکی کی ہے۔ وہ بولا میں نہیں جانتا البتہ میں دُنیا میں لوگوں سے تجارت کرتا تھا اور لوگوں کو قرض بھی دیا کرتا تھا۔ جب کسی تنگ دست کو دیکھتا تو اپنے نوکروں سے کہہ دیتا کہ درگزر کرو، شاید اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر فرمائے اور اُن پر تقاضا کرتا تھا تو امیر کو مہلت دے دیتا اور غریب کو معافی۔ چنانچہ، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو بخش دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے جنت میں داخل فرما دیا۔ (بخاری و مسلم شریف)۔

﴿❖ مشکوٰۃ شریف جلد دوم باب المساھلۃ فی المعاملۃ الفصل الاول ❖﴾

-•❖❄❄﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾❄❄❖•-

Marfat.com

زمین پر تم رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا

سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......

اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا اَهْلَ الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِی السَّمَآءِ۔ ﴿❖ سنن ابی داؤد/ الادب باب فی الرحمۃ ❖﴾

ترجمہ:- رحم کرنے والوں پر رحمان رحم کرتا ہے، تم اہل زمین پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ لَّا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ۔ ﴿❖ صحیح البخاری ❖﴾

ترجمہ:- جو (مخلوقِ خدا پر) رحم نہیں کرتا، اُس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔

صرف اِنسانوں ہی پر نہیں بلکہ اللہ کی دیگر مخلوقات، جیسے جانوروں اور پرندوں پر رحم کرنے کی احادیث میں تاکید کی گئی ہے۔

قرہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگا کہ میں بکری ذبح کروں گا اور (ذبح کرتے وقت) میں اُس پر رحم کروں گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......

وَالشَّاةَ اِنْ رَحِمْتَهَا رَحِمَكَ اللّٰهُ۔ ﴿❖ مسند احمد ❖﴾

"اگر تو بکری پر رحم کرے گا تو اللہ تجھ پر رحم کرے گا۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......

مَنْ رَحِمَ وَلَوْ ذَبِيْحَةَ عُصْفُوْرٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ:- جو رحم کرتا ہے اگرچہ پرندے کے ذبیحے پر ہی کرے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس پر رحم فرمائیں گے۔

Marfat.com

-•❖❄ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ ❄❖•-

رحم کرو گے تو تم پر بھی رحم کیا جائے گا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......

اِرْحَمُوْا تُرْحَمُوْا وَاغْفِرُوْا یُغْفَرْ لَکُمْ۔ ﴿مسند احمد جلد دوم﴾

ترجمہ:۔ تم دوسروں پر رحم کرو، تم پر رحم کیا جائے گا اور دوسروں کو معاف کر دیا کرو، تمہیں بھی بخش دیا جائے گا۔

-•❖❄ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ ❄❖•-

صفیں ملاؤ......قربِ الٰہی پاؤ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پاک ہے کہ......

مَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَہُ اللّٰہُ وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَ اللّٰہُ

﴿❖ ابوداؤد، الصلاۃ، باب تسویۃ الصفوف ❖ نسائی شریف ❖﴾

ترجمہ:۔ صفیں ملانے (یعنی خلا کو پر کرنے) والوں کو اللہ (اپنے ساتھ) ملا لیتا ہے اور صفیں کاٹنے والوں کو اللہ (اپنے سے) کاٹ دیتا ہے۔

-•❖❄ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ ❄❖•-

مسلمان بھائی کے لئے غائبانہ دُعا، اپنی دُعا کی قبولیت کا سبب

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

مَامِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ یَدْعُوْلِاَخِیْہِ بِظَہْرِ الْغَیْبِ اِلَّا قَالَ الْمَلَکُ الْمُوَکَّلُ وَلَکَ بِمِثْلِ ذٰلِکَ۔ ﴿❖ صحیح مسلم ❖﴾

ترجمہ:۔ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے لیے اس کی عدم

موجودگی میں دُعا کرتا ہے تو مقرر کردہ فرشتہ کہتا ہے: تجھے بھی ایسے ہی نصیب ہو۔

حضرت صفوان، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے گھر میں تشریف لائے، وہ گھر پر موجود نہیں تھے اور آپ نے حضرت اُمِ درداء رضی اللہ عنہا سے اُن کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ وہ گھر میں نہیں ہیں اور میں نے سنا ہے کہ آپ اِس سال حج کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہاں، میں حج کا ارادہ رکھتا ہوں تو اُمِ درداء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "فَادْعُ لَنَا بِخَيْرٍ" (ہمارے لیے خیر کی دُعا کرنا) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے......

دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ وَعِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيهِ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ آمِينَ۔

صحیح المسلم، الذکر والدعا

ترجمہ:- جب مسلمان اپنے بھائی جو موجود ہو اُس کے لئے دُعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دُعا کرنے والے کے سر پر ایک فرشتے کو مقرر فرما دیتے ہیں اور جب یہ اپنے بھائی کے لئے دُعا کرتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے، اے اللہ! اس کی اپنے بھائی کے بارے میں دُعا قبول فرما جو یہ نعمت مانگ رہا ہے اس کو بھی عطا فرما۔

درجہ بالا احادیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ جو کوئی مسلمان، اپنے کسی مسلمان بھائی کے لیے اُس کی غیر موجودگی میں دُعا کرتا ہے تو وہ دُعا قبول ہو جاتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ دُعا کرنے والے کا بھی فائدہ ہو جاتا ہے اور ایسا عمل دُعا کی قبولیت کا ذریعہ بھی ہے۔ اگر کوئی چاہتا ہے کہ اُس کی دُعائیں قبول ہوں تو اُسے چاہئے کہ اپنی دُعاؤں میں اپنے مسلمان بھائیوں کو بھی شامل کرے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى حَبِيبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا نسخہ

جو شخص کسی سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے محبت کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اُس سے محبت کرتے ہیں۔ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں......

حَقَّتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ۔ ﴿ مسند احمد: جلد پنجم ﴾

ترجمہ: میرے لیے ایک دوسرے سے محبت کرنے والوں سے محبت کرنا مجھ پر ضروری ہے۔

حضرت ابوادریس خولانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں دمشق کی مسجد میں گیا تو دیکھا کہ ایک جوان آدمی جس کے اگلے دانت خوب چمکیلے ہیں' اُس کے پاس لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب وہ آپس میں کسی چیز کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں تو اُس کے حل کے لیے اُس سے سوال کرتے ہیں' اپنی رائے سے رجوع کر کے اُس کی رائے کو قبول کر لیتے ہیں۔ چنانچہ میں نے اُس نوجوان کے بارے میں پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب اگلا دن ہوا تو میں صبح سویرے ہی مسجد میں آ گیا' میں نے دیکھا کہ جلدی آنے میں بھی وہ مجھ سے سبقت لے گئے ہیں اور میں نے انہیں وہاں نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ پس میں اُن کا انتظار کرتا رہا' یہاں تک کہ وہ اپنی نماز سے فارغ ہو گئے' میں اُن کے سامنے کی طرف سے اُن کے پاس آیا' انہیں سلام عرض کیا اور کہا......

"اللہ کی قسم میں آپ سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں"

انہوں نے کہا: کیا واقعی؟

میں نے کہا: واقعی اللہ کی قسم!

Marfat.com

پس انہوں نے مجھے میری چادر کے کنارے سے پکڑا اور اپنی طرف کھینچتے ہوئے فرمایا:

خوش ہو جا کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے......

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجَبَتْ مَحَبَّتِی لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ۔ ﴿موطا امام مالک باب ماجاء فی المتحابین فی اللہ﴾

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میری محبت واجب ہو گئی اُن کے لیے جو میرے لیے آپس میں محبت کرتے ہیں میرے لیے ایک دوسرے سے ہم نشینی کرتے ہیں اور میرے لیے ایک دوسرے سے ملاقاتیں کرتے ہیں اور میرے لیے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

مسلمان کو آزاد کر، جہنم سے آزادی ملے گی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......

أَيُّمَا امْرِئٍ مُسْلِمٍ أَعْتَقَ مُسْلِمًا اسْتَنْقَذَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ۔ ﴿صحیح بخاری﴾

ترجمہ:- جس مسلمان آدمی نے کسی مسلمان آدمی کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اُس کے ہر عضو کو اُس کے ہر عضو کے بدلے جہنم سے آزاد کر دیں گے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......

أَيُّمَا امْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ أَعْتَقَتْ امْرَأَةً مُسْلِمَةً كَانَتْ فِكَاكَهَا مِنَ النَّارِ

ترجمہ:- اور جس مسلمان عورت نے کسی مسلمان عورت کو آزاد کیا تو وہ اُس کے لئے جہنم سے خلاصی کا موجب بن جائے گی۔ ﴿ابوداؤد شریف﴾

Marfat.com

درجہ بالا احادیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ جو کوئی مسلمان اللہ کی مخلوق پر نرمی کرتے ہوئے کسی غلام کو آزاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اُس پر شفقت کرتے ہوئے اُسے جہنم سے آزاد کریں گے۔

معلوم ہوا کہ کسی مرد و عورت کو آزادی دلانا جہنم سے آزادی کا ذریعہ ہے۔
اللہ تعالیٰ کا قانون اِس مقام پر بھی کارفرما ہے کہ اللہ ایسے انسان کو جہنم کی آگ سے آزاد کریں گے۔

-••• صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ •••-

اپنا ظاہر تم پاک رکھو، باطن اللہ پاک کردے گا

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے......

طَهِّرُوْا هٰذِهِ الْاَجْسَادَ طَهَّرَكُمُ اللّٰهُ۔ ﴿مجمع الزوائد جلد دوم﴾

اپنے جسموں کو پاک و صاف رکھا کرو، اللہ تعالیٰ (تمہارے باطن کو بھی) پاک و صاف کردے گا۔

حارث بن عاصم اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاُ الْمِيْزَانَ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، تَمْلَاٰنِ اَوْ تَمْلَاُ مَا بَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ، وَالصَّلَاةُ نُوْرٌ، وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ، وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ، وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ اَوْ عَلَيْكَ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْ، فَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا، اَوْ مُوْبِقُهَا۔

﴿صحیح مسلم باب فضل الوضو ❖ مسند احمد ❖﴾

ترجمہ:- پاکیزگی نصف ایمان ہے (یعنی اجر و ثواب میں آدھے ایمان کے برابر ہے) اور الحمد للہ کہنا میزان کو بھر دیتا ہے (یعنی بہت وزنی عمل ہے، جس کے اجر

Marfat.com

وثواب سے میزانِ اعمال بھاری ہو جائے گی) اور سبحان اللہ اور الحمد للہ کہنا' یہ آسمان وزمین کے درمیانی خلا کو بھر دیتا ہے اور روشنی ہے (جس سے اُسے دُنیا میں حق کی طرف رہنمائی ملتی ہے اور آخرت میں پل صراط سے گذرتے وقت بھی یہ روشنی مومن کے کام آئے گی) اور صدقہ دلیل ہے (اس بات پر کہ اس کا ادا کرنے والا مومن ہے) صبر روشنی ہے' قرآن تیرے لئے حجت (دلیل) ہے (اگر اس پر عمل کیا جائے بصورت دیگر) تیرے خلاف دلیل ہے۔ ہر ایک صبح صبح اپنے کاموں میں نکلنے والا ہے اور وہ اپنے نفس کا سودا کرتا ہے' پس اسے (عذاب سے آزاد کرنے والا ہے یا اس کو (اللہ کی رحمت سے محروم کر کے) ہلاک کرنے والا ہے۔

-•❖❋﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾❋❖•-

قتل کا دعویٰ کیا لیکن خود قتل ہو گیا

ابی بن خلف مکہ کے مشرکین میں سے بڑا دشمن اسلام تھا۔ ہجرت سے پہلے نبی کریم ﷺ سے کہا کرتا تھا کہ میں نے ایک گھوڑا پالا ہے' اُس کو بہت کچھ کھلاتا ہوں' اُس پر سوار ہو کر (نعوذ باللہ) تم کو قتل کروں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ اُس سے فرمایا تھا کہ اِن شاء اللہ میں ہی تجھ کو قتل کروں گا۔ اُحد کی لڑائی میں وہ حضورِ اقدس ﷺ کو تلاش کرتا پھرتا تھا اور کہتا تھا اگر وہ آج بچ گئے تو میری خیر نہیں' چنانچہ حملہ کے ارادہ سے وہ حضور نبی کریم ﷺ کے قریب پہنچ گیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ارادہ فرمایا کہ اُسے دور ہی سے نمٹا دیں۔ حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِسے آنے دو' جب وہ قریب ہوا تو حضورِ اقدس ﷺ نے ایک صحابی کے ہاتھ میں سے برچھا لے کر اُس کے مارا' جو اُس کی گردن پر لگا اور ہلکا سا خراش اُس کی گردن پر آ گیا' اس کی وجہ سے گھوڑے سے لڑکھڑاتا ہوا گرا اور کئی مرتبہ گرا اور بھاگتا ہوا اپنے لشکر میں پہنچ گیا اور چلاتا تھا کہ خدا کی قسم! مجھے محمد (ﷺ) نے قتل کر دیا۔ کفار نے اُس کو اطمینان دلایا کہ معمولی سی خراش ہے' کوئی فکر کی بات نہیں۔ مگر وہ کہتا تھا کہ محمد (ﷺ) نے مکہ میں کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا' خدا کی قسم! اگر وہ مجھ پر تھوک بھی دیتے تو میں مر جاتا۔ لکھتے ہیں کہ اُس کے چلانے سے اُس کی آواز ایسی ہو گئی تھی' جیسا کہ بیل کی ہوتی ہے۔ ابوسفیان نے (جو اس لڑائی میں زوروں پر تھا) اُس کو شرم دلائی کہ اس ذرا سی خراش سے چلاتا ہے۔

اُس نے کہا: خبر بھی ہے کہ یہ ماری کس نے ہے؟ یہ محمد (ﷺ) کی مار ہے، مجھے اس سے جس قدر تکلیف ہو رہی ہے، لات اور عزیٰ (دو مشہور بتوں کے نام) کی قسم! اگر یہ تکلیف سارے حجاز والوں کو تقسیم کر دی جائے تو سب ہلاک ہو جائیں محمد (ﷺ) نے مجھ سے مکہ میں کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ میں اُس وقت سمجھ گیا تھا کہ میں ضرور ان کے ہاتھوں سے مر جاؤں گا، میں ان سے چھوٹ نہیں سکتا، اگر وہ اس کہنے کے بعد مجھ پر تھوک بھی دیتے تو میں اس سے بھی مر جاتا، چنانچہ مکہ مکرمہ پہنچنے سے ایک دن پہلے ہی وہ راستے میں مر گیا۔ (تاریخ الخمیس)

-❖❖ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ❖❖-

(حاصل کلام): - ایک تو اِس واقعہ سے حضور نبی کریم ﷺ کی بے ادبی اور گستاخی کا انجام ظاہر ہے کہ جو الفاظ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ بولتا تھا کہ میں ایسے کر دوں گا وہ اُسی طرح حضور ﷺ کے ہاتھوں قتل ہوا، اور واصل جہنم ہوا۔

بے نماز کا حشر

یہ کافر اتنا بد بخت، اور برا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک ارشاد میں فرمایا کہ جو نماز نہیں پڑھتا اُس کا حشر دوسرے کافروں سمیت ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ پوری روایت ملاحظہ فرمائیں......

"حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے نماز کا ذکر فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز کا اہتمام کرے (یعنی حفاظت کرے) تو نماز اُس کے لئے قیامت کے دن نور ہو گی اور حساب پیش ہونے کے وقت حجت ہو گی اور نجات کا سبب ہو گی اور جو شخص نماز کا اہتمام نہ کرے اُس

Marfat.com

کے لئے قیامت کے دن نہ نور ہوگا اور نہ اُس کے لئے کوئی حجت ہوگی اور نہ نجات کو کوئی ذریعہ۔ اُس کا حشر قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہو گا۔ ﴿ ❖ مسند امام احمد بن حنبل ❖ طبرانی شریف ❖ ﴾

-•❖❁﴿صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾❁❖•-

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ان چاروں کا خصوصیات سے ذکر اِس لئے کیا کہ یہ لوگ سردارانِ کفار و مشرکین تھے، پس جس نے اپنی تجارت کے باعث نماز چھوڑی وہ ابی بن خلف کا ساتھی ہوگا، جس نے اپنے ملک کے سبب چھوڑی وہ فرعون کے ساتھ ہوگا، جس نے مال و دولت کی محبت میں چھوڑی وہ قارون کا ساتھی ہوگا اور جس نے حکمرانی کے لئے چھوڑی وہ ہامان کے ساتھ ہوگا۔ ﴿ ❖ نزہۃ المجالس: ۱/۴۹۰ ❖ ﴾

-•❖❁﴿صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾❁❖•-

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کے غیر بھی معترف

اِس واقعہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کی سچائی بھی ظاہر ہے اور یہ بھی پتہ چل رہا ہے کہ اگرچہ وہ کافر تھا، لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر یقین پختہ تھا کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے، وہ ہو کر رہے گا۔

-•❖❁﴿صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾❁❖•-

مسلمانوں کے لئے مقامِ عبرت

اِس میں مسلمانوں کے لئے مقامِ عبرت بھی ہے کہ ایک پکے کافر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے ہونے کا اِس قدر یقین تھا کہ اس کو اپنے مارے جانے میں ذرا بھی شک نہ تھا۔ لیکن ہم لوگ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی ماننے کے باوجود، آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کو سچا ماننے کے باوجود' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کے دعوے کے باوجود' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں ہونے پر فخر کے باوجود کتنے ارشادات پر عمل کرتے ہیں اور جن کاموں کے کرنے پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب کی وعید بتائی ہے' اُن سے کتنا ڈرتے ہیں' کتنا کانپتے ہیں' یہ ہر شخص کے اپنے ہی گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنے کی بات ہے۔ جب بھی کوئی مسلمان تھوڑا سا غور کرے گا تو سب کچھ اُس پر ظاہر ہو جائے گا۔ یہ دُنیا فانی ہے' اِس کی لذتوں میں کھو کر اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو نہیں بھولنا چاہیے' بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ عالی شان پر عمل کر کے دُنیا اور آخرت کی زندگی کو کامیاب بنانا چاہیے کیونکہ ہماری نجات ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے میں ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

Marfat.com

کسی کی مصیبت پر خوش ہونے کی سزا

حدیث پاک......

ترجمہ:- حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار مت کرو‘ (اگر ایسا کرو گے تو ہوسکتا ہے کہ) اللہ تعالیٰ اُس کو اِس مصیبت سے نجات دے دے اور تم کو مبتلا کر دے۔ ﴿ جامع ترمذی شریف ﴾

﴿ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ﴾

﴿ حاصلِ کلام ﴾:- جب کسی کے درمیان اختلاف پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اختلاف ترقی کر کے عداوت کی حد تک پہنچ جاتا ہے تو بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ اُن میں سے ایک مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے تو دوسرا خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ یہ بہت بُری عادت ہے۔ یہ خبیث عادت‘ حسد اور بغض کی طرح اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضگی کا سبب بنتی ہے اور پھر بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دُنیا ہی میں اس کی سزا اِس طرح دے دیتے ہیں کہ مصیبت زدہ کو نجات اور اُس پر خوش ہونے والے کو مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ۔

ڈُشمن مرے تے خوشی نہ کریئے سجناں وی مر جاناں
ڈیگر تے دِن گیا محمد اوڑک نوں ڈُب جاناں

Marfat.com

طعنہ دینے کی سزا

حدیث پاک......

لَوْ عَيَّرَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ بِرَضَاعِ الْكَلْبَةِ يَمُتْ
حَتّٰى يَرْضَعَ مِنْ تِلْكَ الْكَلْبَةِ

ترجمہ:۔اگر کسی نے اپنے بھائی کو کتیا سے رضاعت کی عار دلائی' وہ اِس دُنیا سے اُس وقت تک نہیں جائے گا جب تک کتیا کا دُودھ نہ پی لے

❖ سیرت محبوب رحمن صلی اللہ علیہ وسلم:۱۱۳ ❖

صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم

(حاصل کلام):- یعنی اگر کوئی کسی کو حقیر سمجھ کر یا ذلیل کرنے کے لیے یہ طعنہ دیتا ہے کہ تو نے کتی کا دودھ پیا ہے تو اِس حدیث پاک کی رو سے پتہ چل رہا ہے کہ وہ اِس دُنیا سے جانے سے پہلے کتی کا دودھ ضرور پیئے گا۔کیونکہ اُس نے اپنے منہ سے ایسے الفاظ نکالے ہیں' جس سے اِنسانیت کی تذلیل ہوتی ہے۔لہٰذا ایسی گفتگو جس سے کسی کا دل دُکھے اور اُسے ذلیل ورسوا کرنے کے لئے ہو اُس سے بچنا چاہیئے' ورنہ ایسا شخص خود ذلیل وخوار ہو جائے گا۔

صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم

Marfat.com

بیمار سے نفرت کی سزا

مروی ہے کہ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے۔ سب لوگ کھانا کھا رہے تھے کہ دروازے پر ایک سائل نے دستک دی۔ اُس سائل کے جسم پر لنجا پن تھا۔ جسے عام لوگ ناپسند کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے اُسے اندر آنے کی اجازت دی۔ جب وہ داخل ہوا تو سرکار ہر عالم ﷺ نے اُسے اپنے بلکل قریب تکیے پر بٹھایا اور فرمایا کھاؤ۔ قریش کے ایک آدمی نے اُس سے نفرت و کراہت ظاہر کی۔ جب وہ قریشی آدمی فوت ہوا تو اُس کا جسم بھی اِسی طرح لنجا ہو گیا تھا۔

سیرت محبوب رحمٰن ﷺ::۱۰۲

صلی اللہ علی حبیبہ محمد و آلہ وسلم

حاصل کلام:- اِنسانیت سے ہمدردی کا سبق

اِس واقعہ سے حضور نبی کریم ﷺ کی اِنسانیت سے محبت کا پتہ چل رہا ہے آپ ﷺ کس قدر ہمدرد اور شفیق ہیں کہ اُس کی بیماری کی ذرہ برابر پرواہ نہیں کی، اتنی شفقت فرمائی کہ اُسے بلکل اپنے قریب بٹھا کر کھانا کھلایا۔

اِس سے پتہ چلا کہ کسی بیمار سے نفرت نہیں کرنی چاہیے اُس سے ہمدردی اور دلجوئی کرنی چاہیے۔ ہو سکتا ہے کہ نفرت کرنے والا خود بھی کسی اُسی طرح کی بیماری میں مبتلا ہو جائے، جیسا کہ درجہ ذیل واقعہ سے ظاہر ہے......

ماہنامہ عبقری جولائی ۲۰۱۱ء کے صفحہ نمبر ۲۸ پر ایک واقعہ درج ہے پڑھیئے اور

Marfat.com

اپنی اصلاح کیجئے......

بنت مشتاق احمد' کنڈیارو سے کہتی ہیں' کسی نے سچ کہا ہے "پہلے تولو پھر بولو" اللہ تعالٰی کے راز اللہ ہی جانتا ہے۔ مجھے اپنی جاننے والی نے ایک واقعہ بیان کیا جو سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میرے دل پر اِتنا اثر ہوا سوچنے لگی 'کاش! ہر ایک دوسرے کا دل دکھانے سے پہلے یہ سوچ کہ اِنسان کا دل دکھانا کعبہ کی بے حرمتی سے بڑھا ہوا ہے۔

لیکن معاشرے کا اک اصول ہے کہ ہم کسی کے اندر کوئی عیب دیکھتے ہیں تو بجائے اپنے گریبان میں جھانکنے کے اُس کے عیبوں کو لوگوں کے سامنے لاتے ہیں' یہ ذرا بھر احساس نہیں ہوتا کہ اگر ہم اس کشتی کے مسافر ہوتے تو کیا بیتتی؟

واقعہ کچھ اِس طرح ہے کہ دو عورتیں آپس میں بہنیں تھیں' بڑے پیار محبت سے رہتی تھیں۔ جب اُن کے والدین نے اُن کی شادی کر دی وہ اپنے اپنے گھروں کو چلی گئیں۔

اللہ تعالٰی نے اُن دونوں کو اولاد کی نعمت سے نوازا' آخر وہ وقت آیا کہ اُن کی اولاد بڑی ہوئی تو ایک بہن نے دوسری بہن سے اُس کی بیٹی کا رشتہ مانگا تو بہن نے محبت کی بنا پر بلا توقف اُس کی بات کو قبول کر لیا' جس کے نتیجے میں اُن کی اولاد کی منگنی ہوئی' چونکہ جس لڑکی کی منگنی ہوئی' وہ عینک لگاتی تھی۔ کچھ عرصے بعد اُن دونوں بہنوں کے درمیان کچھ اختلاف ہو گیا' بات یہاں تک پہنچی کہ جس کا بیٹا تھا اُس نے اپنی بہن کو کہا کہ میں اپنے بیٹے کی شادی تمہاری بیٹی سے نہیں کر سکتی۔ اپنے صحیح سالم بیٹے کی شادی ایک اندھی لڑکی سے کیسے کر سکتی ہوں۔ کہنے والی نے یہ نہیں سوچا کہ ایک ماں کے دل پر کیا گزر رہی ہو گی۔ جب اولاد کے عیوب ماں کے سامنے تراشے جائیں اور عیب نکالنے والی بھی وہ عورت جس کے

Marfat.com

ساتھ بچپن کے دن گزارے ایک ماں کی کوکھ سے جنم لیا' ایک ہی گھر میں پلیں۔

اِنسان بیچارہ نہیں جانتا' اُس کی تقدیر میں کیا ہے؟ بس خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ عورت اپنی بہن کو درد بھرے الفاظ کہہ کر گھر واپس لوٹی تو اُس کو خیال آیا کہ نیچے لوہے کے پائپ رکھے ہوئے ہیں وہ چھت پر منتقل کروں' اُس نے اپنے سب سے چھوٹے بیٹے کو کہا کہ تم میرے ساتھ کام کرو' جب اُس نے اپنے بیٹے سے پائپ لینا شروع کیے تو اچانک سے ایک پائپ اُس کے ہاتھ سے چھوٹ کر لڑکے کی آنکھ میں جا لگا' جس کی وجہ سے اُس کی آنکھ پپوٹے سمیت نکل کر زمین پر آ گری۔ آپ خود اندازہ کرو' اُس کی ماں کے دل پر قیامت آئی ہوگی' اُس کا دل کیسے دکھ کی وجہ سے چھلنی ہوا ہوگا۔ اولاد تو ساری اولاد ہی ہوتی ہے' لیکن چھوٹی اولاد سے تو کچھ زیادہ ہی محبت ہوتی ہے۔ اِس قیامتِ صغریٰ کی وجہ صرف اُس کے وہ الفاظ تھے کہ ''میں اپنے صحیح سالم بیٹے کی شادی ایک اندھی لڑکی سے کیسے کر سکتی ہوں''۔

کسی نے کہا ہے کہ تیر کے زخم بھر آتے ہیں' لیکن زبان کے زخم نہیں بھرتے۔ اِسی لیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جو شخص مجھے زبان کی حفاظت کی ضمانت دے' مَیں اُس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں''۔ ایک صحابی رسول ﷺ روزانہ اپنی زبان کو پکڑ کر کہتے تھے' اے زبان! اگر تو ٹھیک ہو گئی تو سارے کام ٹھیک ہو جائیں گے اور اگر تو خراب نکلی تو سارے کام خراب۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہم سب کو زبان کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے......آمین۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ سے تمسخر پر لقوہ کا حملہ

ایک دن حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ کے بازار سے گزر رہے تھے اور اہلِ بازار کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر رہے تھے۔ مروان کا باپ حکم بن العاص حضور نبی کریم ﷺ کے پیچھے پیچھے تمسخر کرتا جاتا۔ جس طرح حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے' وہ مذاق کرتا اور منہ ٹیڑھا کر کے آپ ﷺ کی نقلیں اُتارتا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ ایسا ہی ہو جائے گا۔ چنانچہ حکم بن العاص پر اُسی وقت لقوہ کا حملہ ہوا اور وہ ساری عمر کج رو اور کج رفتار رہا۔ اُس کا چہرہ اتنا مکروہ اور منحوس ہو گیا کہ اُسے دیکھا نہ جاتا تھا۔ وہ اسی بیماری سے مر گیا۔ (نعوذ باللہ من ذٰلک)۔ ❖ معارج النبوۃ: ۶۱۲/۳ ❖

صلی اللہ علی حبیبہٖ محمدٍ وآلہٖ وسلم

(حاصلِ کلام) :- حضور نبی کریم ﷺ کی بے ادبی دُنیا و آخرت کی بربادی کا سبب :- حضور نبی کریم ﷺ کی گستاخی' بے ادبی اور آپ ﷺ کی ذات سے تمسخر کرنا ایسا بُرا فعل ہے' جس سے دُنیا و آخرت برباد ہو جاتی ہے' بیڑا غرق ہو جاتا ہے' جیسا کہ اِس واقعہ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ بطورِ مذاق آپ ﷺ کی نقلیں اُتارنے سے حکم بن العاص کا چہرہ ٹیڑھا ہو گیا' مکروہ و منحوس ہو گیا۔ اِس سے یہ بھی پتہ چلا کہ ایسا مذاق جس میں کسی کی تحقیر پائی جائے' جس سے کسی کی دل آزاری ہو' نہیں کرنا چاہیئے' ورنہ نقصان اُٹھانا پڑے گا۔

کسی کے لیے کنواں کھودنا پھر اُس میں خود ہی گر جانا

ابوجہل کا کنویں میں گرنا

حضرت خواجہ پیر سید ملک علی شاہ صاحب (ولادت ۱۸۶۴ء) آستانہ عالیہ شکریلہ شریف نے اپنے مجموعۂ کلام "سوہاں ایمان" میں اِس واقعہ کو اِس طرح رقم کیا ہے۔

ابوجہل نے کُھوہا بنایا نبی دے گراون نوں : اُس پہرے گول بہائے پتھر مارن نوں
ڈگ آپے پیا نکارا اپنے گارن نوں
جو نبیاں گیا سی ہراون آپے ہار گیا : اوہ سِر اپنے وچ آپے پتھر مار گیا
اُٹھے نبی محمد ﷺ سرور پڑھن تہجد نوں : ہویا یار ملن دا ویلا چلے مسجد نوں
کر نظر کرم دِی جگ تے سب نوں تار گیا
جو نبیاں گیا سی ہراون آپے ہار گیا : اوہ سِر اپنے وچہ آپے پتھر مار گیا
لگے قدم رَنجان فرمان قدم اُٹھاون نوں : جبرائیل ہویا آ حاضر گل سُناون نوں
نمرود بِچہ بنائی ہو گلزار گیا
جو نبیاں گیا سی ہراون آپے ہار گیا : اوہ سر اپنے وچہ آپے پتھر مار گیا
گیے گور محمد ﷺ عالی کافر جان گیا : اوہ وَل سنگیاں دے آپے پھیرا پان گیا
اوہ کُھوہ اپنے وِچہ آپے ڈگ وَشکار گیا
جو نبیاںَ گیا سی ہراون آپے ہار گیا : اوہ سر اپنے وِچہ آپے پتھر مار گیا

Marfat.com

جو گزرے قاب قوسین گھوہ تے ئمیں اُڑدے : اَگ حسد بجل دی اندر عاشق ئمیں سڑدے
عاصی اُمت نوں بخشاناں ہو اِقرار گیا
جو نبیاں گیا سی ہراون آپے ہار گیا : اوہ سر اپنے وِچہ آپے پتھر مار گیا
رکھ نور حضور دا سینے ہو حضور گیا : تک جلوہ ڈِگ پے موسیٰ جل کوہ طور گیا
جو بھار اُمت سر بھارا گل اُتار گیا
جو نبیاں گیا سی ہراون آپے ہار گیا : اوہ سر اپنے وچہ آپے پتھر مار گیا
اُبوجہل جیہاں بدکاراں آ دُرکار گیا : جل اَگ حسد دی اندر ہو فی النار گیا
دوزخ اُنہاندی خاطر بھائی ہو تیار گیا
جو نبیاں گیا سی ہراون آپے ہار گیا : اوہ سر اپنے وچہ آپے پتھر مار گیا
جس تے نبی محمد ﷺ سرور ہو بیزار گیا : اوہ ڈِگ زمین دے اُتے منہ دے بھار گیا
تک حضرت موسیٰ، عوج دا لٹ بلکار گیا
جو نبیاں گیا سی ہراون آپے ہار گیا : اوہ سر اپنے وچہ آپے پتھر مار گیا
پیاں دُھماں مُلک عرب دے منکر ڈول گئے : چھڈ کُفر شِرک نوں جلدی کلمہ بول گئے
تک پاک محمد ﷺ سرور لگ چمکار گیا
جو نبیاں گیا سی ہراون آپے ہار گیا : اوہ سر اپنے وچہ آپے پتھر مار گیا
دِتا شربت حَسن اِمام نوں زہر پلاون نوں : لیا سَد حُسین شہزادہ قتل کراون نوں
حد عشق صبر دی اَصغر خوب نتار گیا
جو نبیاں گیا سی ہراون آپے ہار گیا : اوہ سر اپنے وچہ آپے پتھر مار گیا
لکھے خط ہزار یزیداں کوفے آجانا : چُخ نوک نیزے دی اُتے قرآن سُنا جانا
عباس حُسین دے اُتوں جندڑی وار گیا
جو نبیاں گیا سی ہراون آپے ہار گیا : اوہ سر اپنے وچہ آپے پتھر مار گیا

تک درد اصحاب کہف بھی ہو خاموش گئے : چُمن خاک فرشتے نُوری ہو بے ہوش گئے
بَن مالک حوض کوثر دا حد نثار گیا
جو نبیاں گیا سی ہراون آپے ہار گیا : اوہ سر اپنے وچہ آپے پتھر مار گیا
ملے فضل دا شربت فضل تمام اُتے : ہویا تقویٰ مسلماناں پاک کلام اُتے
ہو زُلف تیری دا عاشق ''بَنی نجار'' گیا
جو نبیاں گیا سی ہراون آپے ہار گیا : اوہ سر اپنے وچہ آپے پتھر مار گیا
ہے مُلک علی شاہ عاشق تیرے نام اُتے : تیرا سایہ رحمت والا ہے اِسلام اُتے
کر جان اپنی قربان بَن دِلدار گیا
جو نبیاں گیا سی ہراون آنپے ہار گیا : اوہ سر اپنے وچہ آپے پتھر مار گیا

﴿سوہاں ایمان:۱۴۱ از پیر سید مُلک علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ شکر یلہ شریف﴾

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اِسی واقعہ کو مولوی عبدالستار آف فیروز وٹواں نے اپنی کتاب ''قصص المحسنین'' میں اِس طرح رقم کیا ہے۔

ابوجہل نت یاراں تائیں کہے نبی نوں مارو : سوا ٹھ جزیہ میں بھرویساں جے ایہہ کم سوارو
آخر اس مردود کمینے ایہہ تجویز نکالی : گوشے بیٹھ کمیٹی لائی دوزخ جاون والی
جس گلیوں لنگھ دے سن راتیں نبی رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیارے : کھوہ کڈھیا رستے اندر اُس کافر نکارے
اوپر اسدے چادر تانی گھتا دھوڑ چھپائی : راتوں راتیں ایہہ کم کیتا حضرت خبر نہ کائی
نیڑے کھوہ دے کوٹھیاں اوپر چار شریر بٹھائے : قائم کیتے حضرت کارن پتھر مارن والے
ایہہ کہیا جد راتیں کھوہ وچہ جھڑے رسول ربانا : اوپروں جلدی تساں چوفیروں پتھراں نال اڈاناں
حال پکار کلام نہ سُنی جد تک نہ مرجاوے : مارن اندر دیر نہ کرنی ابوجہل بتلاوے

Marfat.com

پچھلی راتیں نکلے حضرت جیونکر آہی : چلے مسجد نوں اُوسے راہوں خاص حبیب الٰہی

نال تال ٹردے آون سوہنی چال پیاری : نہیں سی خبر جو ہو گیا راتیں ظلم فریب کفاری

اس ویلے رب دی طرفوں قدرت کامل ہوئی : بیٹھے سوں گئے پتھراں والے خبر نہ رہ گئی کائی

چل دے چلدے جد کھوہ دے نیڑے آگئے نبی ربانے : فرق رہیا اک قدم اُٹھاون پہنچن اوس ٹکانے

چوتھے انبر تھیں اُس ویلے حکم ہویا سرکاروں : جبرئیل شتابی حاضر ہویا ادب پیاروں

اوہ اک قدم نہ چاون دِتا اتنی جلدی آیا : قُدْ نَاظِرَ قَبلِكَ ہَیْوا جلدی عرض سنایا

قدم نہ چاؤ کھوہ وچہ جھرسو بولیا ملک نورانی : ادبوں چا کر وچی لنگھایا خاص حبیب حقانی

سچ آکھن جو نال کسے دے ظلم فریب کماوے : بُرا نتیجہ اُس دے اگے رب جبار لیاوے

غیرت رب دی ابوجہل نوں پچھلی رات جگایا : عملوں بدلہ دیون کارن پھر تقدیر اُٹھایا

اسے گلیوں ٹریا آیا عقل آوارہ ہوئی : جو منصوبہ راتیں کیتا یاد نہ رہ گیا کوئی

سچ کہیا اک کھہنے والے خالی سچ نہ جاوے : کھوہ کڈے نوں اگے کھوہا رب سبب بناوے

وچہ قرآن خدا فرمایا جو کوئی عمل کماوے : اجر برابر اس نوں ملسی پاسوں مول نہ جاوے

ابوجہل مردود دیوانے فکر قیاس نہ لیاندا : اپنی پھاہی پھاسن کارن آپے ٹریا جاندا

موسیٰ نوں جس راہوں رب نے خیریں نال لنگھایا : اُوسے راہ ول فرعونے نوں رب جبار لیایا

موج خوشی وچہ چلدا آیا خبر خیال نہ کوئی : لگا پتہ تدائیں جسدم دھارن موڈھی ہوئی

اچن چیت ہویا کھڑکا جس دم کھوہ وچہ جھڑیا : سن کر جاگے پتھراں والے کافر شامت پھڑیا

غیرت غضب الٰہی اُس پر ایسا وقت بنایا : اہلیسے نوں مارو جیونکر ملکاں نوں فرمایا

رورو کرے پکاراں ظالم کرے قبول نہ کوئی : جیویں وصیت کر دا اسی بات برابر ہوئی

رورو کرے پکار دُھایاں میں سردار تساڈا : جیوں جیوں چیکاں مارے اُپروں پتھر پون زیادہ

جتنے پتھر حضرت کارن ظالم جمع کرائے : پورا مال امانت وانگوں اوسے دے کم آئے

حضرت پاروں ماروں روندا کسے نہ مول پچھاتا : گھٹے وانگوں ہوکن لگا جانن ہویا سنجاتا

ہے ہے ایہ سردار اساڈا اہن ڈٹھا سب یاراں : کرن افسوس جو وچہ اندھیرے کر بیٹھے اوہ کاراں
رو رو آکھے میں سو واری حال پکار سنائی : آکھن اساں خیال نہ کیتا سن کر شور دہائی
اساں محمد (ﷺ) پاروں کیتی ظلموں سخت دلیری : لگا کہن نکالو مینوں ویکھو حالت میری
ہتھ نہ پہنچے کڈھن کارن رسا تھلے وگایا : ابوجہل مردود ہتھیرے رب نے پکڑ چلایا
کتنی لمبی لج بنائی حیلہ راس نہ آوے : حکم ربانا کھوہ ول آیا ہیٹھاں ہیٹھاں جاوے
کر سوال نبی نوں میرا روے درد رنجانا : سن کر غصہ کوئی نہ کیتا آ گیا نبی ربانا
ویکھ تماشہ ابوجہل نوں موت بلاتی ہوئی : باجھ محمد (ﷺ) کڈھن والا مینوں ہور نہ کوئی
اُپر کھوہ کھلو کے اُسنوں نال پیار بولایا : ابوجہل نے حضرت ﷺ اگے رو کے عرض سنایا
یا نبی اللہ توبہ کفروں برحق منیاں تینوں : ایس عذابوں شفقت کر کے جلد نکالو مینوں
سب کوئی نرمی اندر آوے سختی ویکھ نمانا : غفلت خوشی آرام بھلاوے حق احسان ربانا
حضرت کہیا خلاصی تیری' جے ایمان لیاویں : نہیں تاں کفروں ڈوہنگے لاہو کدے نہ باہر آویں
کہن لگا میں سچ کر منیا جو حضرت فرماوے : اُٹھ پکڑا اجھب ہتھ اسانوں حکم رسول سناوے
باہوں پکڑ نبی سرور نے باہر چھک لیاندا : ایسے طور عذابوں چھٹسن بنسی پیر جہناندا
یارب عبدالستار کمینہ کرے سوال دُعائیں : بانہہ میری سُن خویشاں یاراں حضرت نوں پکڑائیں
صرف زبانوں کافر جس نوں کوڑا ایمان سنایا : غرق ہوون تھیں قہروں کھوہ تھیں باہر کڈھ لیایا
دلوں بجانوں سچ نبی پر جو ایمان لیاوے : کیوں پیارا چھوڑے باہوں کیویں جہنم جاوے
حضرت آکھن جو کوئی میری پکڑن تابعداری : اپنے ماپیو نالوں مینوں ساری اُمت پیاری
اَندھا کانا کوہجا لنگڑا جو میرے ول آیا : اوہ میرا سینہ، میرا سینہ' ترے واری فرمایا
جو ساڈی تابعداری پکڑن کرن قبول ایذائیں : دوزخ اندر چھوڑ نہ جاساں او گنہاراں تائیں

قصص المحسنین: ۱۲۵

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ

Marfat.com

اِسی واقعہ کو مولانا بشیر احمد بشیر آف بوپڑا کلاں ضلع گوجرانوالہ نے اپنی کتاب ''گلزار جنت' گلدستہ بشیر میں اِس طرح رقم کیا ہے

میرا آقا تہجد واسطے جس راہوں جاندا سی ۔ اوسے راہ تے ابوجہل چا اک کھوہا کڈھاندا سی
تے ننگے جوڑ کے پتلے اوہدے تے چھت پایا سی ۔ گراواں گا محمد ﷺ نوں متا ایہو پکایا سی
اُوتے بٹھلا کے پہرے دار پھر ایہہ حکم دیندا اے ۔ مسلماناں دے پیغمبر توں دل ایہہ پڑدا رہندا اے
جدوں اس رستوں لنگے محمد ﷺ آمنہ جایا ۔ جھٹ گا ایس کھوہ اندر مینوں ایہہ خیال ہے آیا
سُنو اے دوستو! میری نصیحت بھل نہ جانا ۔ محمد ﷺ جاں گرے کھوہ وچ تے پتھر خوب برسانا
نہ زندہ مول چھڈیو جے نہ سُنیو مول فریاداں ۔ نہ ہرگز مول گھبرانا، کرے گا لات اِمداداں
غرض کر کے نصیحت ہو گیا گھر نوں روانہ اوہو ۔ رسول پاک دا دشمن کمینہ تے دیوانہ اوہو
اُدھر سوہنے محمد ﷺ نے قدم اوس راہ تے پایا اے ۔ اوہو قصہ کھوہ کڈھاون دا خدا نے جھٹ بتایا اے
ایہہ حالا آکے جبرائیل احمد پاک ﷺ نوں دسیا ۔ توں ایہہ راہ چھڈ کے لنگ سیّد لولاک نوں دسیا
خیرت نال لنگیا مصطفیٰ ﷺ قدرت خدائی اے ۔ تے اُدھر اُس ابوجہل دی شامت ہور آئی اے
گھروں اُٹھ کے اوسے راتیں جاں اُوسے کھوہ تے آیا اے ۔ اللہ قادر نے اُس کافر نوں کھوہ دے وچ گرایا اے
جدوں ڈگا کھوہے اندر نبی دے دین دا ویری ۔ یعنی اُس لاڈلے سرور نبی ﷺ آمین دا ویری
اُٹھے اوہو پتھراں والے جو انتظار سن کردے ۔ تے ڈگدا ویکھ کے پھر پتھراں دی مارسن کردے
اوہو ڈھائیں ماررونداں اے تے ہال وہال کرداں اے ۔ نبی نوں مارنے والا بناں آئی دے مرداں اے
اوہو ہاڑے پاوندا ہتھے تے کرداں منتاں زاری ۔ میں ہاں سردار بوجہل، تساڈی مت کیوں ماری
اوہدی آواز اک کافر نے اوسویلے پچھاتی اے ۔ تے سارے اوسدے یاراں لگائی کھوہ تے جھاتی اے
اوہو آکھے کڈھ لوؤ جلدی نہ تن وچ جان رہ گئی اے ۔ نہ سرداری دی بورہ گئی نہ ہن اوہو شان رہ گئی اے
لبے رسے لیاکے دوستاں وچ کھوہ دے پائے نے ۔ مگر نہ توڑے پہنچے نے نہ پورے مول آئے نے
تے کافر پھر صلاح کر کے نبی دے کول آکہندے ۔ قبولاں گے تساڈا دین ساڈی کروا کہندے
کڈھو باہر ابوجہل نوں تاں خادم ہو جاواں گے ۔ کھوہوں باہر جدوں آوے تے کلمہ پڑھ سناواں گے
تاں اپنا دست مبارک رسول اللہ ﷺ لٹکایا ۔ پکڑ بازو تھیں بوجہل نوں کھوہ تھیں باہر لے آیا

Marfat.com

بڑی خلقت نے ڈٹھا معجزہ ایمان آندا اے ۔ مگر کافر ابوجہل ایہہ سب نوں کہہ سُناندا اے
عجب جادو محمد ﷺ نے جو میرے تے چلایا اے ۔ جتھے رہے لمبے دی واہ نہ چلے کڈھ لیا یا اے
ابوجہل دی چھاتی تے جو وجے کفر دے تالے نے ۔ کفاراں ہور بے دیناں دے محشر نوں منہ کالے نے
ایہناں ہی مشرکاں نے دن قیامت نوں بھی رونا ایں ۔ تیرا شافع بشیر احمدؔ نبی کریم ﷺ نے ہو کھلونا ایں

گلزارِ جنت، گلدستۂ بشیر: ۸

پہلوان نے لوگوں کو تکلیف دینے کے لئے کنواں کھودا پھر خود ہی اُس میں گر گیا

ایک پہلوان کسی کنویں میں گر گیا اور فریاد کرنے لگا۔ لیکن کسی نے بھی اُس کو کنویں سے نہ نکالا۔ ایک شخص وہاں سے گزرا اور ایک پتھر اُس کے سر پر مارا اور کہا کبھی تو نے کسی کی مدد کی ہے۔ جو آج لوگوں کو مدد کے لیے پکار رہا ہے؟ جو تو نے بیج بویا ہے اس کا پھل تجھے مل گیا ہے۔ آج تیرے زخم پر کوئی نہیں مرہم رکھے گا۔ کیونکہ بے شمار لوگ تیرے لگائے ہوئے زخموں کی وجہ سے رو رہے ہیں۔ تو نے ہماری راہ میں کنواں کھود دیا تھا۔ آج خود اُسی کنویں میں گر گیا ہے۔

کوئی اس لیے کنواں کھدواتا ہے کہ اس میں گر کر کسی کی زندگی کا چراغ گل ہو جائے۔ اور کوئی پیاسوں کی پیاس بجھانے کے لیے کنواں کھدواتا ہے۔

بدی کرنے والا نیکی کی اُمید نہ رکھے' کیونکہ جھاؤ (جھاڑی) سے انگور نہیں ملا کرتے۔

خزاں میں بیج بونے والا کبھی گندم نہیں کاٹے گا۔

اور تھور کا درخت جان جوکھوں میں ڈال کر لگایا جائے تو اس پر پھل نہ لگ جائے گا۔

لوگوں سے بدی کرنے والے کے سامنے نیکی نہیں آتی۔

لوگوں میں شر پھیلانے والا بچھو کی طرح شر ہی کی طرف جاتا ہے۔

اگر تو نافع نہیں تو پھر پتھر اور تجھ میں کیا فرق ہے، بلکہ لوہے اور پتھر میں تو پھر

Marfat.com

بھی نفع ہے۔ اور جس پر لو ہے اور پتھر کو فضیلت ہو اُس کا شرم سے مر جانا ہی بہتر ہے۔ بلکہ ایسے بدذات انسان سے تو درندے بھی بہتر ہیں کہ اُن میں بھی کوئی نہ کوئی فائدہ ہے۔

جو اِنسان سونے اور کھانے کے سوا کچھ نہ جانے' اُس کو چوپائے پر کیا فضیلت ہو سکتی ہے۔ اُس بدنصیب گمراہ سوار سے پیدل چلنے والا سبقت لے جائے گا۔ ﴿ ❖ بوستانِ سعدی:-:۵۱ ❖ ﴾

-•❖❁﴿صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ﴾❁❖•-

﴿ حَاصِلِ کَلام ﴾ :- جو کوئی کسی کے لیے گڑھا کھودے گا' اُس کے آگے بھی گڑھا کھودا جائے گا' بلکہ اَیسا بھی ہوتا ہے کہ خود ہی اُس گڑھے میں گر جاتا ہے۔ جیسا کہ ابوجہل کے ساتھ ہوا اور پھر جو پتھر اللہ کے پیارے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اکٹھے کروائے تھے' خود اُس کے اپنے ساتھیوں نے اُسی پر برسا دیئے۔ اِس سے پتہ چلا کہ جو کسی کے لیے مشکلات پیدا کرے گا' مصیبتیں کھڑی کرے گا' وہ بذاتِ خود اُنہی مصیبتوں اور مشکلات میں پھنس جائے گا۔

کنواں کھودے گا جو کسی کے لیے
گرے گا خود اس میں یقین جان لے

اِنسانیت

اِنسان وہی ہے' جس سے دوسروں کو فائدہ پہنچے' جو دوسروں کی ہمدردی اور خیر خواہی نہ کرے' وہ اِنسانیت کے لئے عار ہے اور اُس سے پتھر اور درندے بہتر ہیں۔ جو کوئی بیج بوتا ہے وہی کاٹتا ہے۔ جو کسی کی مدد نہیں کرتا ایک وقت آ جاتا ہے' اُس کی بھی مدد نہیں کی جاتی۔

Marfat.com

ادلے کا بدلہ

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَابَقَنِي النَّبِيُّ ﷺ فَسَبَقْتُهُ فَلَبِثْنَا حَتَّى إِذَا رَهِقَنِي اللَّحْمُ سَابَقَنِي فَسَبَقَنِي فَقَالَ هَذِهِ بِتِلْكِ۔

❴ سنن ابی داؤد ❖ مشکوٰۃ المصابیح ❵

❴ مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ باب مسند عائشہ رضی اللہ عنہا:-۲۴۶۱۹ ❵

اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھی۔ میں نے آپ ﷺ سے دوڑ لگائی اور آگے نکل گئی۔ کچھ عرصہ کے بعد پھر ایک سفر میں میں نے رسول اللہ ﷺ سے دوڑ لگائی۔ اب میرے جسم پر کچھ گوشت چڑھ گیا تھا تو آپ ﷺ مجھ سے آگے نکل گئے اور آپ ﷺ نے فرمایا یہ اُس کے بدلہ میں ہے۔

-❖ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ❖-

❴ حاصلِ کلام ❵:- یہ بات ذہن میں رہنی چاہیئے کہ دونوں مرتبہ کا یہ واقعہ سفر میں پیش آیا' جبکہ قافلہ حضور ﷺ کے حکم سے آگے جا چکا تھا اور آپ دونوں کے علاوہ وہاں کوئی تیسرا آدمی موجود نہیں تھا۔ اِس واقعہ سے وہ لوگ استدلال نہیں کر سکتے جو صبح شام اپنی بے پردہ بیویوں کے ہمراہ شہر کی سڑکوں یا پارکوں میں ''واکنگ'' یا ''جوگنگ'' کرتے نظر آتے ہیں۔

-❖ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ❖-

Marfat.com

ورزش کا فائدہ

اپنی صحت وقوت کے مطابق ہلکی یا تیز دوڑ وہ بہترین جسمانی ورزش ہے جس کی افادیت پر سارے اطباء اور ڈاکٹر متفق ہیں۔ کیونکہ اِس سے سُستی اور کاہلی دُور ہو جاتی ہے جو کہ اِسلام کی نگاہ میں سخت ناپسندیدہ ہے' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُستی سے پناہ مانگی ہے۔

"بخاری شریف" اور "مسلم شریف" میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا مانگا کرتے تھے...... (اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسْلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْھَرَمِ) اے اللہ! مَیں آپ کی پناہ میں آتا ہوں' عاجزی سے' سُستی سے' بزدلی سے' کنجوسی سے اور بڑھاپے سے"۔

پیدل دَوڑ سے سُستی کاہلی دُور ہونے کے علاوہ جسم قوی اور مضبوط ہوتے ہیں' آدمی جہاد وعبادت اور خدمت خلق کے لئے تیار ہوتا ہے' طبیعت میں فرحت اور کشادہ دلی پیدا ہوتی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا آپس میں دوڑ لگانا

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اِس پر عمل کرنے سے نہیں ہچکچاتے تھے۔ مثلاً مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہنسا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا ہاں! البتہ اُن کے دلوں میں ایمان پہاڑوں سے کہیں زیادہ عظیم تھا۔ بلال بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مَیں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے' وہ نشانوں کے درمیان دوڑتے تھے اور بعض' بعض سے دل لگی کرتے تھے' ہنستے تھے' ہاں! جب رات آجاتی تو راہب بن جاتے

Marfat.com

تھے۔﴿مشکوۃ شریف﴾

-٭٭﴿صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ﴾٭٭-

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں چلے جا رہے تھے، ہمارے ساتھ ایک انصاری نوجوان بھی تھا، جو پیدل دوڑ میں کبھی کسی سے مات نہ کھاتا تھا، وہ راستہ میں کہنے لگا: ''ہے کوئی جو مدینہ منورہ تک مجھ سے دوڑ لگائے؟ ہے کوئی دوڑ لگانے والا''۔ مَیں نے اُس سے کہا تم نہ کسی شریف کی عزت کرتے ہو اور نہ کسی شریف آدمی سے ڈرتے ہو۔ وہ پلٹ کر کہنے لگا کہ ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ مجھے کسی کی پرواہ نہیں۔ سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیجئے کہ مَیں ان صاحب سے دوڑ لگاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھیک ہے، اگر تم چاہو۔ چنانچہ میں نے اُن سے مدینہ تک دوڑ لگائی اور جیت گیا۔﴿٭ مسلم شریف ٭ مُسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ٭﴾

-٭٭﴿صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ﴾٭٭-

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ میں دوڑ کا مقابلہ ہوا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آگے نکل گئے تو فرمایا ربّ کعبہ کی قسم! مَیں جیت گیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد دوبارہ دوڑ کا مقابلہ ہوا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آگے نکل گئے تو انہوں نے بھی وہی جُملہ دہرایا۔ ''ربّ کعبہ کی قسم! مَیں جیت گیا''۔﴿٭ کنز العمال جلد ۱۵ ٭﴾

-٭٭﴿صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ﴾٭٭-

میاں بیوی کی باہمی محبت کی برکات

اِس واقعہ سے یہ بھی پتہ چلا کہ میاں بیوی کا ایک دوسرے کے ساتھ کھیلنا نہ صرف جائز بلکہ باعث اجروثواب بھی ہے۔ اِسلام کی نگاہ میں میاں بیوی کے درمیان حلال جنسی تعلق کی کس قدر اہمیت ہے' اس حلال تعلق کی لذت و تسکین' مسلمان مرد اور عورت کو حرام کاری و بدنگاہی سے بھی بچاتی ہے اور اُسے دُنیا اور آخرت کے اعلیٰ و ارفع مقاصد کی جدّ وجُہد کے لئے بھی تیار کرتی ہے۔ میاں بیوی جب حرام کاری اور بدنگاہی سے بچنے' سکون حاصل کرنے' جی بہلانے' ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے' ایک دوسرے کو خوش کرنے یا صالح اولاد حاصل کرنے کی نیت سے ایک دوسرے کے ساتھ کھیلتے ہیں تو اُن کا یہ فعل عام حیوانی فعل کے بجائے حق' صدقہ اور عبادت کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور اِس پر دونوں کے لئے اجروثواب لکھا جاتا ہے۔

حدیث پاک میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو کھیل بھی اِنسان کھیلتا ہے سب بیکار ہے سوائے تین کے (۱) نشانہ بازی (۲) گھوڑ سواری (۳) اور مرد کا اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا کہ یہ تینوں کھیل حق میں سے ہیں (یعنی کارآمد ہیں)۔ ﴿جامع ترمذی شریف ☆ مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ﴾

-•❖❄﴿صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم﴾❄❖•-

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک جب مرد اپنی بیوی کو محبت سے دیکھتا ہے اور جب بیوی اپنے شوہر کو محبت سے دیکھتی ہے تو اللہ تعالیٰ دونوں کو رحمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور جب مرد اپنی بیوی کا ہاتھ محبت سے اپنے ہاتھ میں تھامتا ہے تو دونوں کی انگلیوں

کے درمیان سے گناہ جھڑنے لگتے ہیں۔ ﴿ کنز العمال ﴾

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

ایک اور روایت اِس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا......

اللہ تعالیٰ اِس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ مرد اپنی بیوی کے ساتھ کھیلے اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ دونوں کو ثواب عطا فرماتے ہیں اور اِسی وجہ سے دونوں کو رزقِ حلال عطا فرماتے ہیں۔ ﴿ کنز العمال ﴾

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

۔شرمانا چاہتے ہو تو اپنے بُرے اعمال سے شرماؤ۔

۔خدمت کرنا چاہتے ہو تو والدین کی خدمت کرو۔

۔اگر ابتداء کرنا چاہتے ہو تو بسم اللہ سے کرو۔

۔ہمدردی کرنا چاہتے ہو تو یتیموں سے کرو۔

۔حاصل کرنا چاہتے ہو تو علم حاصل کرو۔

۔مرنا چاہتے ہو تو عزت کی موت مرو۔

۔گرنا چاہتے ہو تو سجدے میں گرو۔

۔کوشش کرنا چاہتے ہو تو بار بار کرو۔

۔بچنا چاہتے ہو تو جھوٹ سے بچو۔

۔ڈرنا چاہتے ہو تو خدا سے ڈرو۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

Marfat.com

حضرت یوسف علیہ السلام اور بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا کی قمیضوں کا پھٹنا

حضرت یوسف علیہ السلام غلام کی حیثیت سے جب مصر پہنچے تو قافلے والوں نے آپ علیہ السلام کو فروخت کرنے کا اعلان کر دیا' سوت کی اَنّی لے کر آنے والی مائی سمیت امیر غریب بے شمار لوگ آپ کو خریدنے کے لئے اُمڈ آئے' جن میں عزیز مصر یعنی مصر کا وزیر اعظم بھی شامل تھا' جس نے اپنی بیوی کے پُر زور اصرار پر کثیر مال خرچ کر کے حضرت یوسف علیہ السلام کو خرید لیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام عزیز مصر کے گھر رونق افروز ہو گئے' اُس کے گھر رہنے سہنے لگے' آپ علیہ السلام کے حسن کردار' تقویٰ اور پرہیزگاری کی وجہ سے سارے کا سارا مصر آپ علیہ السلام کا شیدائی ہو گیا۔ حضرت بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا مصر کے وزیر اعظم کی بیوی تھیں' وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن میں اِتنا فنا ہو گئیں کہ اپنے آپ کو حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے فقیر سمجھنے لگیں اور کہتیں کہ بادشاہ تو یوسف علیہ السلام ہی ہیں۔ حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا خود بھی خوبصورت تھیں' آپ چاہتی تھیں کہ یوسف علیہ السلام میری طرف دیکھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے بہترین سے بہترین کھانے' پھل' مٹھائیاں وغیرہ اور خود روز نئے نئے کپڑے بدلتیں' اچھے اچھے زیورات پہنتی' ہر ادا میں آپ رضی اللہ عنہا چاہتی تھیں کہ یوسف علیہ السلام مجھ پر نظر ڈالیں' اپنے آپ کو مت روکیں' جو میں خواہش کروں میری درخواست کو قبول کریں۔ ایک دن حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا نے

Marfat.com

اپنی خواہش کی تکمیل کے لئے محل کے سارے دروازے بند کردیئے' ایک بہت بڑا کمرہ تھا' اُس کمرے میں دوسرا کمرہ' دوسرے کمرے میں تیسرا کمرہ' تیسرے کمرے میں چوتھا کمرہ' چوتھے کمرے میں پانچواں کمرہ' پانچویں کمرے میں چھٹا کمرہ' چھٹے کمرے میں ساتواں کمرہ۔ حضرت زلیخا علیہا السلام نے وہ ساتوں دروازے بند کر کے تالے لگا دیئے' نہ کوئی آئے نہ کوئی جائے۔ حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا نے جب سارے دروازے بند کردیئے تو حضرت یوسف علیہ السلام سے مخاطب ہو کر کہنے لگیں تم کدھر دیکھ رہے ہو' کن خیالات میں گم ہو' میری طرف دیکھو' میرے کپڑوں کی دیکھو' میرے ہار سنگھار کو دیکھو' میرے حسن کے نکھار کو دیکھو' میری خواہشات' میرے جذبات' میرے احساسات کو دیکھو' میں وزیر اعظم کی بیوی ہو کر تیرے سامنے منگتی بن گئی ہوں۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا کی اُن تمام خواہشات کو دیکھ کر فرمایا: مَعَاذَاللّٰہ اللہ کی پناہ' اے زلیخا! تیرا خاوند عزیز مصر مجھے خرید کر لایا' میری پرورش کے لئے' میرے رہنے سہنے کے لئے' بیٹھنے اُٹھنے کے لئے' بڑے اچھے انتظام کئے' مجھے بڑی محبت کے ساتھ رکھا ہے۔ اُس نے میرے ساتھ اِتنا بڑا حُسنِ سلوک کیا اور مَیں امانت میں خیانت کروں۔ مَعَاذَاللّٰہ' اے زلیخا! اللہ کی پناہ' مَیں ہرگز امانت میں خیانت نہیں کروں گا۔ اچانک سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کی نظر کمرے کے ایک کونے میں رکھی ہوئی کسی چیز پڑی' جسے چادر سے ڈھانپا ہوا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے زلیخا! اُس چادر کے نیچے کیا ہے۔ حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا نے کہا: یہ میرا بُت ہے یعنی میرا خدا ہے' مَیں اس کی پوجا کرتی ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: تو نے اس کے اُوپر چادر کیوں ڈالی ہے۔ حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا نے کہا: اِس لئے کہ ہم سے کوئی حرکت ہو جائے تو یہ دیکھ نہ لے۔ سیدنا

حضرت یوسف علیہ السلام نے شانِ پیغمبری کا مظاہرہ کیا' فرمایا: اے زلیخا! تیرا ایسا خدا ہے کہ چادر کا پردہ ڈالنے سے ختم ہو جاتا ہے' دیکھتا نہیں' میرا خدا وہ ہے جو سارے پردوں سے پاک ہے' کوئی دیکھے نہ دیکھے میرا خدا دیکھ رہا ہے۔ تفاسیر میں آتا ہے کہ سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام ' حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا کے ذہن کے ضمیر کو جھنجھوڑ کر اپنے سچے رب تعالیٰ کی شانیں بیان کر رہے تھے کہ اچانک آپ علیہ السلام کی نظر اُٹھی دیکھا تو سامنے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام رونق افروز ہیں' ہاتھ کی ایک اُنگلی آپ علیہ السلام کے منہ میں ہے اور اشارہ کر رہے ہیں' بیٹا یوسف علیہ السلام! شانِ نبوت پہ کوئی داغ نہ آئے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی شانِ رحیمی کریمی سے سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کی حفاظت فرمائی' کیونکہ حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا کا پورا ارادہ تھا کہ یوسف علیہ السلام میری طرف توجہ کریں۔ سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام دروازے کی طرف دوڑے' حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا نے پیچھے سے حضرت یوسف علیہ السلام کے کُرتے کو پکڑا اور کھینچنے سے کُرتہ پھٹ گیا۔ سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام جس دروازے کے پاس پہنچتے ہیں تالا گر جاتا ہے' دروازہ خود بخود کُھل جاتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام آگے آگے تھے۔ حضرت بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا پیچھے پیچھے تھیں' دونوں دوڑے جا رہے تھے' آخری دروازہ آ گیا' جب آخری دروازہ کھلا تو دروازے کے باہر حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا کا خاوند عزیز مصر کھڑا تھا۔ حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا نے جب اپنے خاوند کو دیکھا تو اصل بات چھپانے کے لئے غصے میں آ کر فوراً بولی' اے میرے خاوند عزیز مصر! بتا اس کی کیا سزا ہے جو تیری بیوی کے ساتھ بُرا ارادہ کرے۔ پھر حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا نے سزا بھی خود ہی تجویز کی کہ زیادہ سے زیادہ اسے قید کر دیا جائے یا کوئی سزا دی جائے یعنی دُرّے مارے جائیں۔ حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا کو یہ

Marfat.com

بھی خطرہ تھا کہ ایسا نہ ہو کہ عزیز مصر موت کی سزا سنا دے اور یوسف علیہ السلام ہمیشہ کے لئے میری نگاہوں سے چھپ جائیں' اس لئے حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا نے عزیز مصر کو سزا بھی خود ہی بتائی کہ یوسف کو قید کیا جائے یا کوئی سزا دی جائے۔ کیونکہ حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا کو سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام سے بے پناہ محبت تھی۔ وہیں ایک چار سالہ بچے نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی کی گواہی بھی دی۔

وقت گزرتا گیا' حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے وزیراعظم بن گئے۔ پھر ایک وقت وہ بھی آیا کہ بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا آپ پر ایمان بھی لے آئیں پھر آپ علیہ السلام نے بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا سے نکاح بھی کر لیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا کے لیے ایک محل سرائے کو نہایت درجہ آراستہ و پیراستہ کیا۔ (جیسا کبھی بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا نے اُن کے لئے محل سرائے آراستہ کی تھیں) اور حضرت یوسف علیہ السلام بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا کے انتظار میں وہاں تشریف فرما ہیں۔ جب رات کے وقت بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا کو وہاں لایا گیا تو اِس شکریے میں بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا اپنا زیادہ وقت اللہ رب العزت کی یاد میں گزارنے لگیں۔ کہتے ہیں کہ ایک رات حضرت یوسف علیہ السلام' بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا کے انتظار میں تھے اور بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا عبادتِ الٰہی میں مستغرق اور مشغول تھیں۔ خدا کی پیاری بندی بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا خدا کے سامنے سجدے میں پڑی ہے۔ اور اُدھر حضرت یوسف علیہ السلام اس انتظار میں ہیں کہ کب یہ مبارک خاتون نماز سے فارغ ہوں اور راحت و آرام فرمائیں۔ اُدھر بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا کو نماز اور سجدے میں دارین کی راحت اور دو جہاں کا آرام پیدا کرنے والا مل گیا۔ جس کو اَب یہیں راحت اور یہیں آرام ہے۔ نہ حضرت یوسف علیہ السلام سے غرض۔ نہ حضرت یوسف علیہ السلام کے خلوت خانہ سے کچھ کام اور نہ دُنیا کی زینت سے کوئی دلچسپی ہے۔ اَب تو دھن کچھ اور ہی دل میں لگی۔ کیسے حضرت یوسف

علیہ السلام اور کیا اُن کی خوشی۔ شدید انتظار کے بعد آپ علیہ السلام نے بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آج مجھ کو ویسے ہی انتظار و اضطراب اور بے قراری ہے' جیسے کہ تو قبل ازیں تھی۔ تو بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ میں آج گوشۂ محراب میں ویسے ہوں جیسے کہ آپ قبل ازیں تھے۔ آخر کار حضرت یوسف علیہ السلام اُنہیں وہاں سے اُٹھا کر خواب گاہ میں لے گئے۔ جہاں سے بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا اُلٹے پاؤں بھاگیں۔ پیچھے حضرت یوسف علیہ السلام دوڑے۔ آگے بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا ہیں' پیچھے حضرت یوسف علیہ السلام۔ اُن کے پکڑنے کے لئے چلے آ رہے ہیں۔ جب بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا دروازے پر پہنچ گئیں تو حضرت یوسف علیہ السلام نے دل میں خیال کیا کہ مبادا یہ باہر نہ نکل جائے آپ علیہ السلام نے بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا کا کرتہ پکڑ لیا' وہ پھر بھی نہیں رکیں۔ اسی کش مکش میں کرتہ پھٹ گیا۔ پس بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا نے متوجہ ہو کر کہا کہ اے یوسف علیہ السلام! اُس دن میں نے آپ کا کپڑا پکڑا تھا۔ پس وہ دن اِس دن کے ساتھ اور وہ قمیض اِس قمیض کے ساتھ معاوضہ ہو گیا ہے۔ اب نہ آپ کا مجھ پر احسان ہے اور نہ ہی مجھے آپ سے خجالت باقی رہی۔

(حضرات! یہ وہی جگہ ہے جہاں ایک مرتبہ آگے حضرت یوسف علیہ السلام اور پیچھے بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا بھاگ رہی تھیں۔ یہ وہی جگہ ہے۔ جہاں مجبور ہو کر بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا نے حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتا پکڑا تھا اور بھاگنے میں وہ پھٹ گیا تھا۔ خدا کی قدرت دیکھئے آج وہی بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا ہے جن کے پیچھے حضرت یوسف علیہ السلام بھاگ رہے ہیں اور بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا' حضرت یوسف علیہ السلام سے پیچھا چھڑا رہی ہیں) جب حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاتھ سے کرتا پھٹ گیا تو اُسی وقت اور اُسی خلوت خانہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نمودار ہو گئے اور فرمایا......

یا یوسف قمیص بقمیص

لیعنی اے یوسف لو یہ کرتے کا بدلہ کرتہ ہو گیا

بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا نے تمہارا کرتا پھاڑا، تم نے بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا کا کرتا پھاڑ دیا۔
لو اب برابر ہو گئے۔

اُس کے بعد حضرت بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ اے حضرت یوسف علیہ السلام جب میرے دل میں اللہ جل شانہ کی محبت نہ تھی تو تب تک غیر کی طرف خیال تھا۔ لیکن اب تو اُس مالک کی محبت نے دِل میں جگہ کر لی ہے اور دِل بھی ایک ہے۔ جس میں ایک محبوب کے سوائے اور کوئی نہیں سما سکتا۔

﴿ یوسف ابن یعقوب علیہما السلام::۶۴۵ داستانِ یوسف علیہ السلام ﴾

صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم

﴿ حاصل کلام ﴾ :- رجوع الی اللہ کے فائدے :-

جب بھی کوئی باطل سے منہ موڑ کر رجوع الی اللہ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی عزت کی پاس داری فرماتا ہے، اُس کے وقار کو بلند کر دیتا ہے، اگر زندگی میں کوئی ایسا فعل سرزد ہو جائے جس سے عزتِ نفس پر حرف آتا ہو تو اللہ تعالیٰ اُس کا بدل پیدا کر دیتا ہے جیسا کہ اُوپر والے واقعہ میں یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ جب بی بی زلیخا علیہا السلام نے اللہ ربُ العزت کی طرف رجوع کیا تو اللہ پاک نے اُن کے دل کی تمنا بھی پوری کر دی، اُن کے وقار کو بھی بلند کر دیا۔

صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم

بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا کے ایمان میں شک کرنا اپنے ایمان سے محرومی کا سبب

حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا کا ذکر کرتے ہوئے کبھی بھی بے ادبی کا لب و لہجہ اختیار نہیں کرنا چاہیے، جو بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا کے ایمان میں شک کرے گا، ہو سکتا ہے کہ وہ

Marfat.com

خود ہی ایمان سے محروم ہو جائے اور اِس دُنیا سے بے ایمان ہو کر مرے اِس لئے کہ بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا کے دل میں اللہ تعالیٰ کے نبی کی محبت تھی اور اللہ تعالیٰ کے نبی کی محبت عام نہیں ہوتی' نبی کی محبت دلوں میں خود اللہ تعالیٰ ڈالتا ہے اور بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا کے دل میں بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت خدا نے ہی ڈالی تھی۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی محبت حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے دل میں ڈال دی' اِسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا کے دل میں ڈال دی تا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر میں ہی رکھا جائے' ہو سکتا تھا کہ قافلے والے حضرت یوسف علیہ السلام کو کسی دوسرے شہر یا ملک لے جاتے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا کے دل میں ڈال دی تا کہ حضرت یوسف علیہ السلام مصر ہی میں رہیں۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

سرِ امام حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ

سیّد الشہداء، راکبِ دوشِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شہسوارِ کربلا، نواسہ رسول امام الانبیاء، نورِ جانِ خیر النساء، پرتوِ شجاعتِ مرتضیٰ، برادرِ حسن مجتبیٰ سیّدنا امامِ عالی مقام، امام حسین رضی اللہ عنہ نے دین اسلام کی سربلندی اور حفاظت کے لئے میدانِ کربلا میں اپنے بھائی، بھتیجوں، بھانجوں، بیٹوں، اور دیگر ساتھیوں کی قربانی کے ساتھ خود بھی قربان ہو گئے۔ اُن ظالموں نے بڑی بے دردی سے آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کا سر مبارک جسم مبارک سے جدا کر کے نیزے کی نوک پر اُٹھا کر کوفے کے دارالامارۃ میں ابن زیاد (لعنتی) کے سامنے رکھا۔ وہ ظالم بد بخت بڑی بے ادبی سے پیش آیا۔ یہ تو تھی آپ کی طرف سے دین اسلام کے لئے قربانی لیکن دوسری طرف اُن بد بخت ظالموں کا ظلم تھا جس کی سزا اُنہیں اس دُنیا میں ہی ملی اور آخرت کی سزا ابھی باقی ہے۔ جو بھی آپ کے مخالف تھا، بہت بُری موت مرا، خصوصاً وہ لوگ جو امام پاک کی شہادت میں شامل تھے، جیسا بن زیاد ......عمر وسعد ......شمر ......قیس ......خولی ......سنان ......عبداللہ بن قیس ......یزید بن مالک وغیرہ نیز باقی اشقیاء اور مددگاران یزید طرح طرح کی عقوبتوں سے مارے گئے، لشکر مختار نے ان کی نعشوں کو گھوڑوں کے سموں سے روند کر چور چور کر دیا۔ پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بھائی حاکمِ بصرہ مصعب بن زبیر اور مختار ثقفی کے درمیان لڑائی ہوئی، جس کے نتیجے میں مختار ثقفی مارا گیا۔ مصعب بن

Marfat.com

زبیر نے فتح پائی اور کوفے پر قابض ہوئے۔ پھر اےھ کو عبدالمالک اور مصعب بن زبیر کے درمیان جنگ ہوئی جس کے نتیجے میں مصعب بن زبیر اور ابراہیم بن مالک اشتر قتل ہو گئے اور عبدالمالک کوفے پر قابض ہو گیا۔

ابن عمرو لیثی کہتے ہیں کہ جب میں نے مصعب بن زبیر کا سر عبدالمالک کے آگے دھرا ہوا دیکھا تو میں نے عبدالمالک سے کہا "عجب اتفاق ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے کوفے کے اِس دارالامارۃ میں پہلے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک دیکھا کہ ابن زیاد کے سامنے داہنی طرف سریر پر رکھا تھا۔ وہیں ابن زیاد کا ناپاک سر دیکھا کہ مختار کے آگے رکھا تھا۔ پھر وہیں مختار کا سر دیکھا کہ مصعب بن زبیر کے آگے رکھا تھا۔ پھر وہیں مصعب بن زبیر کا سر دیکھا کہ تمہارے روبرو رکھا ہے۔ غرض یہ مکان کیسا برا اور منحوس ہے۔ اس دارالامارۃ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ کہ رئیسوں کے سر کٹ کر یہاں آتے ہیں اور یکے بعد دیگرے یہاں کے رئیس ملکِ عدم کو جاتے ہیں"۔ عبدالمالک نے یہ کلام سن کر کہا کہ اے ابن عمروؓ خدا تجھ کو یہاں سے پانچواں سر نہ دکھائے۔ پھر اُس نے اِس دارالامارۃ کی شامت سے ڈر کر اسے گرا کر ختم کر دیا۔

﴿ ❖ نورالابصار ۲۸۸ ❖ تذکرہ شھادت ۳۳۶ ❖ ﴾

-•❖ ❊ ﴿صَلَّى اللهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾ ❊ ❖•-

روایت ہے کہ میدانِ کربلا میں حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سخت بیمار تھے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ صاحبزادہ سے تکلیف کو کچھ ہلکا کریں۔ فرمایا: بیٹا! کس چیز کو جی چاہتا ہے؟ طلب کرو! عرض کیا "ابا جان! بس میرا جی یہی چاہتا ہے کہ میں ان لوگوں میں سے ہو جاؤں جو اللہ سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرتے' بلکہ وہ خود ہی اُن کے لئے تدابیر کرتا ہے"۔ اس جواب پر حضرت امام

حسین رضی اللہ عنہ نہایت خوش ہوئے' آنکھوں کو ٹھنڈک محسوس ہوئی۔ پھر فرمایا: بیٹا! تم نے بہت اچھی بات کہی' تمہاری اس بات میں ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول کی پوری جھلک نظر آتی ہے۔ ''جب حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا تھا کہ کوئی حاجت ہو تو فرمائیے: پوری کروں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا تھا کہ میں اللہ پر نظر رکھتا ہوں' وہی میرے لئے کافی اور کارساز ہے۔

جب میدانِ کربلا میں جنگ کا ہولناک قصہ ختم ہوا تو ابن زیاد کے سامنے امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر لاکر رکھا گیا' عین اُسی وقت اُس کے کھانے کا وقت ہو چکا تھا۔ ابن زیاد اور اُس کے اُن تمام دوستوں کو جو اُس کے ہمنوالہ وہم پیالہ تھے دستر خوان پر بلایا گیا تھا۔ ابن زیاد کھانا کھا رہا تھا اور خوشی سے پھولا نہیں سماتا تھا۔ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اُس وقت وہاں موجود یہ تمام ماجرا دیکھ رہے تھے۔ ابنِ زیاد نے اُن کی طرف التفات کیا، اُن کے دِل میں بھوک کی وجہ سے خیال آیا کہ خوشبوؤں میں مہکتے ہوئے اِس کھانے میں، مَیں بھی حصہ لوں۔

طبیعت میں کھانے کی طرف رغبت پیدا ضرور ہوئی لیکن اُنھوں نے فوراً ہی اپنے والدِ بزرگوار کو یاد کیا جبکہ شہادت سے کچھ ہی دیر پہلے اُنہوں نے اُن سے استفسار فرمایا تھا کہ ''تمہارا کس چیز کو جی چاہتا ہے؟'' تو اُنہوں نے جواب دیا تھا کہ یہی جی چاہتا ہے کہ ''کسی چیز کو جی نہ چاہے''۔ مگر اِس وقت دھڑکتے ہوئے دِل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش ایک روز ایسا بھی آجائے کہ اُن کے سامنے ابنِ زیاد کا سر لایا جائے اور وہ بھی اُس وقت لوگوں کو کھانے پر مدعو کئے ہوئے ہوں۔ کچھ دیر نہ گزری تھی کہ بچے کے دھڑکتے ہوئے دل کی یہ تمنا پھڑکتے لبوں پر دُعا بن کر رُکی۔ اُس نے اَپنے رب سے سرگوشی کے اَنداز میں اَپنی دِلی آرزو

Marfat.com

پیش کی اور عرض کیا: ”اے رب! مجھے بھی میری زندگی میں ابنِ زیاد کا کٹا ہوا سر دکھا جبکہ میں بھی اِسی طرح اُس وقت کھانا کھانے میں مشغول ہوں“ (الصحیفہ الخامسۃ السجادیہ صفحہ/۴۹۱)۔

جب آپ یزید کی قید سے رہا ہو کر واپس مدینہ طیبہ پہنچے تو آپ نے رشتہ داروں دوستوں غریبوں اور مسکینوں کے لئے کھانے کی عام دعوت کا اہتمام کیا، یہ سلسلہ مسلسل چلتا رہا، حسبِ معمول ایک روز کھانے کا دستر خوان بچھا ہوا تھا ہر قسم کے لوگ کھانا کھانے میں مشغول تھے۔ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سب کی میزبانی اور پوری پوری رعایت فرما رہے تھے، وہ اگر کسی شخص کو دیکھتے کہ اس کو کھانے میں کچھ شرم و حیا مانع ہے تو اس کا حوصلہ بڑھاتے اور بے تکلف کھانے کی ترغیب دیتے، اگر کوئی مریض نظر آتا تو اپنے ہاتھ سے روٹی کے ٹکڑے توڑتے ہوئے لقمے بنا بنا کر اُس کے منہ میں دیتے، ایسا کرنے میں کوئی حجاب یا تکبّر محسوس نہ کرتے لوگ کھانا کھا رہے تھے اور امام زین العابدین رضی اللہ عنہ جدھر جاتے اُدھر ہی اُن کی نگاہیں گھوم جاتیں۔

غرض مہمانی کا بازار گرم تھا کہ کسی نے بلند آواز سے منادی کی ”اے خاندانِ نبوت کے مقتداء......رسالت کے مخزن......وحی ملائکہ کے گھرانے کے سرتاج! میں مختار ثقفی کا ایلچی ہوں اور ابن زیاد کا سر لے کر حاضر ہوا ہوں“۔

لوگوں نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور ندا کرنے والے کی طرف نگاہیں اُٹھا کر دیکھنے لگے، ایلچی اِس شان سے داخل ہوا کہ نیزہ پر سر اُٹھائے ہوئے تھا وہ جس وقت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے سامنے آیا تو یہ سر اُس نے آپ کے قدموں میں رکھ دیا، امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے آنکھیں بند کر لیں اور فرمایا: ”اِس مکروہ سر کو میرے سامنے سے دور کر دو“ پھر آپ مسکرائے اور ہنس پڑے۔

Marfat.com

جب سے آپ کے والد شہید ہوئے تھے، آپ کو کسی نے ہنستے ہوئے نہ دیکھا تھا، مگر آج کا دن اس سے مستثنیٰ تھا۔

اس سے پیشتر حال یہ تھا کہ کھانے کا وقت آیا تو عام لوگوں کے لئے دروازے مہمانی کے لئے وَا کر دیئے جاتے، کھانا اُن کے لئے لایا جاتا مگر آپ کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگتے۔ ایک روز ایک مولیٰ نے کہا "اے ابنِ رسول! کیا آپ کے غم ناک دَور کے خاتمے کا وقت نہیں آ گیا؟" فرمایا! "کیسی باتیں کرتے ہو، حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے، اُن میں سے ایک گم ہو گیا تو اُس کی جدائی میں روتے روتے اُنکی آنکھیں سپید پڑ گئیں، حالانکہ ان کو یقین تھا کہ یوسف علیہ السلام اس عالم میں زندہ ہیں، مگر میں نے تو اَپنی آنکھوں سے اَپنے باپ، بھائی، چچا اور خاندان کے سترہ آدمیوں کے علاوہ باپ کے انصار میں سے بیسیوں کو اپنے اِرد گرد تہ تیغ ہوتے دیکھا ہے، میرا غم کیسے ختم ہو جائے گا۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی یہ ہنسی، خوشی کی ہنسی نہ تھی کیونکہ آپ کی مسرتیں آپ سے چھن چکی تھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کو اَپنے وَالد کا وہ وقت یاد آیا جس وقت وہ آپ کو بیماری کی حالت میں دِل بہلانے کے لئے فرما رہے تھے "بیٹا کس چیز کو جی چاہتا ہے، ہمیں بتاؤ؟"۔ لیکن بیٹے کا نہ کسی چیز کو جی چاہا تھا اور نہ کوئی چیز انھوں نے مانگی تھی' البتہ ایک خواہش ضرور دِل میں کروٹیں لے رہی تھی' اُنھوں نے اللہ پاک سے دُعا مانگی تھی، "کاش ایک وقت وہ بھی کھانا کھاتے ہوں اور قاتلوں کا سر اُن کے قدموں میں پڑا ہوا ہو"۔ خداوند تعالیٰ نے اُن کی یہ دُعا ابن زیاد کے حق میں قبول کر لی تھی کہ آج وہ بھی کھانا کھا رہے تھے اور ابن زیاد کا سر امام رضی اللہ عنہ کے قدموں میں پڑا تھا۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ اِسی روز ملک شام سے

Marfat.com

آپ رضی اللہ عنہ کے کچھ اونٹ پھلوں سے لدے ہوئے آئے، تو آپ رضی اللہ عنہ نے اُسی وقت اپنے تجارتی کارندوں سے فرمایا جاؤ اِن پھلوں کو اہلِ مدینہ میں تقسیم کردو اور ہر دروازے پر دستک دے کر پہنچادو۔

❖ تاریخ الیعقوبی، جلد۳، صفحہ۶ ❖ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ علی بن حسین: ۸۰ ❖

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم

(حاصلِ کلام):- قتل کا بدلہ قتل ہے، خاص کر اہلِ بیت سے ظلم وستم کی انتہا، وہ بھی میدانِ کربلا میں کئی دن تک پیاسے رکھ کر شہید کردینا، یہ اتنا بڑا جرم تھا کہ آخرت میں تو اُن سب کو دردناک سزا ملنی ہی ہے، البتہ دُنیا میں بھی وہ تمام طرح طرح کی تکلیفوں میں مبتلا ہو کر کیفرِ کردار تک پہنچے، سخت اذیت کی حالت میں قتل کئے گئے اور جس طرح امامِ عالی مقام حضرت امام حسین علیہ السلام کو بیدردی سے شہید کر کے آپ کا سر مبارک تن سے جدا کر کے طشت میں رکھ کر ابنِ زیاد لعنتی کے سامنے رکھا گیا، چند ہی برسوں بعد وہی شہر ہے، وہی دربار ہے، وہی دارُالامارۃ ہے، آنے والے موجودہ حکمران کے سامنے ابنِ زیاد لعنتی کا سر طشت میں رکھا ہوا ہے۔ سچ ہے...... "جیسا کرو گے ویسا بھرو گے"۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم

Marfat.com

کان کے بدلے کان

تھپڑ مارنے کی سزا

روایت ہے کہ جب سورۂ رحمٰن نازل ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ روسائے قریش کے سامنے اِسے کون پڑھے گا۔ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں اُن کے سامنے پڑھوں گا۔ جب عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جا کر اُن کے سامنے پڑھا تو ابو جہل نے اُنھیں تھپڑ مارا، جس سے اُن کا کان پھٹ گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نہایت غمگین ہوئے۔ اِتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام ہنس رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ہنستے کیوں ہو؟ وہ بولے بدر کے روز آپ کو عنقریب معلوم ہو جائے گا۔ جب بدر کا روز آیا تو عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ قتال سے فراغت کے بعد حاضر ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! میں جہاد کی فضیلت سے محروم رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ تلاش کرو، جس کسی میں جان باقی ہے اُسے قتل کر ڈالو تمہیں ایک شہید کا ثواب مل جائے گا۔ انہوں نے تلاش کی تو ابو جہل کو پایا۔ وہ بولا اپنے صاحب محمد (ﷺ) سے جا کر کہہ دے کہ وہ زندگی اور مرگ کی حالت میں مجھے ساری مخلوق سے زیادہ مبغوض ہیں۔ اِس پر عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اُس کا سر کاٹ ڈالا اور اُسے اُٹھانے کا اِرادہ کیا۔ لیکن نہ اُٹھا سکے۔ آخر کار کان چیر کر اُس کے کان میں رسی ڈالی اور گھسیٹ کر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لے آئے۔ اُس

Marfat.com

وقت جبریل علیہ السلام ہنس رہے تھے۔ پھر جبریل علیہ السلام نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کان کے مقابل میں کان ہو گیا اور سر زیادہ رہا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اِس سے آگاہ کیا جو ابو جہل نے کہا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا فرعون! موسیٰ علیہ السلام کے فرعون سے بھی سخت تھا۔ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کے فرعون نے اپنی موت کے وقت کہا تھا۔ میں ایمان لے آیا کہ سوائے اُس کے کوئی معبود نہیں۔ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور اس کی (یعنی میرے فرعون کی) سرکشی موت کے وقت اور زیادہ ہو گئی۔ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اُسے اُٹھا اِس وجہ سے نہ سکے تھے کہ وہ کتا تھا' کتے کو اُٹھا کر نہیں لیجایا جاتا بلکہ اُسے گھسیٹا ہی جاتا ہے۔

﴿ نزہۃ المجالس: ۲/۱۷۵ ﴾

صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وسلم

(حاصل کلام): – اِس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبہءِ اسلام کا پتہ چلتا ہے کہ بلا خوف وخطر مکے کے سردار کافر کے سامنے قرآنِ پاک کی تلاوت کی۔

صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وسلم

اور پھر جذبہءِ جہاد دیکھو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جہاد سے محروم رہ گیا۔

صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وسلم

جس طرح ابو جہل نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا کان پھاڑا تھا' اُسی طرح اُس کا اپنا بھی کان پھٹ گیا' بلکہ کتے کی طرح گھسیٹا بھی گیا۔

Marfat.com

طمانچہ کا طمانچہ اور گالی کا بدلہ گالی

روایت ہے کہ جب ولید بن عبدالملک اپنے باپ کی وفات کے بعد سریر آرائے خلافت ہوا تو اُس نے اپنی خلافت کے زمانہ میں یہ پالیسی مقرر کی کہ مدینہ کے باشندوں کو راضی کیا جائے۔ خصوصاً زین العابدین رضی اللہ عنہ اور تمام اہل بیت کو ہشام ابن اسمٰعیل مخزومی کے ظلم و استبداد سے نجات دلائی جائے۔ چنانچہ اُس کو معزول کر کے قریش کے ایک نوجوان امیرزادہ عمر بن عبدالعزیز کو مدینہ کا والی مقرر کیا۔ جن کی عمر اُس وقت تقریباً ۲۵ رسال تھی۔ ہشام مخزومی کے بارے میں یہ حکم جاری کیا کہ اس کو برسرِ عام کھڑا کر دیا جائے۔ جس کسی کو اُس کے ہاتھوں جس قدر تکلیف پہنچی ہو وہ آ کر اپنا بدلہ لے لے۔

ہشام مخزومی کو ولید کے حکم کے مطابق مروان بن حکم کے مکان کے سامنے کھڑا کر کے اعلان کر دیا گیا کہ ہر شخص گالی کا بدلہ گالی سے، لعنت کا بدلہ لعنت سے اور طمانچہ کا بدلہ طمانچہ سے لے سکتا ہے۔ چنانچہ لوگ گالیاں دیتے، طمانچے مارتے اور لعنتیں کرتے ہوئے گزرنے لگے۔ مدینہ میں کوئی شخص باقی نہ رہا، جس نے گالیوں، لعنتوں اور طمانچوں کا اپنا بدلہ نہ لے لیا ہو...(تاریخ الخلفاء)

﴿امام زین العابدین رضی اللہ عنہ علی بن حسین: ۸۰ رعبدالعزیز سید الاہل، میری لائبریری لاہور﴾

❁ صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم ❁

(حاصل کلام): - اِس واقعہ میں حکمران طبقہ کے لیے بہترین نصیحت موجود ہے کہ اقتدار کے نشہ میں چور ہو کر عوام پر ظلم و ستم کرتے وقت سوچ

لیں کہ ایسا وقت بھی آ سکتا ہے۔ اُس کی پاداش میں اِس دُنیا میں ہی ذلیل وخوار ہونا پڑھے گا۔ جیسا کہ اِس واقعہ سے عیاں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اقتدار کی نعمت عطاء فرمائے تو اللہ کی مخلوق پر رحم والا پہلو اختیار کرے اور جہاں تک ہو سکے اُن کے لئے آسانیاں پیدا کرے' اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کرے' کسی نے کیا خوب کہا ہے......

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہربان ہو گا عرشِ بریں پر

اِس واقعہ سے یہ بھی پتہ چلا کہ اقتدار کا نشہ بُری چیز ہے' جب کوئی آدمی کسی اعلیٰ منصب پر فائز ہو تو اُسے اُس کا ناجائز استعمال نہیں کرنا چاہئے کہ اگر کوئی کسی پر ظلم وستم کرے گا تو عنقریب وہ سارا معاملہ اُس کے اپنے سامنے بھی آ جائے گا' اور اُسی طرح دوچار ہونا پڑھے گا۔

اللہ تعالیٰ توفیق دے تو عدل وانصاف سے کام لینا چاہئے' مخلوقِ خدا کی بھلائی کا جذبہ ذہن میں رہنا چاہئے' تاکہ دُنیا اور آخرت میں کامیابی نصیب ہو سکے۔

صَلَّى اللهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

Marfat.com

تھپڑ کے بدلے تھپڑ

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ابتدائی زمانے میں ایک دن ابوجہل نے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو کسی بات پر تھپڑ مار دیا' کمسن سیدہ روتی روتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں اور ابوجہل کی شکایت کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا......

''بیٹی جاؤ اور ابوسفیان کو ابوجہل کی اِس حرکت سے آگاہ کرو''

وہ ابوسفیان کے پاس گئیں اور انہیں سارا واقعہ سنایا' ابوسفیان نے ننھی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی انگلی پکڑی اور سیدھے وہاں پہنچے' جہاں ابوجہل بیٹھا ہوا تھا۔ اُنہوں نے سیدہ رضی اللہ عنہا سے کہا ''بیٹی جس طرح اِس نے تمہارے منہ پر تھپڑ مارا تھا تم بھی اس کے منہ پر تھپڑ مارو۔ (اگر یہ کچھ بولے گا تو میں اس سے نبٹ لوں گا)''

چنانچہ سیدہ پاک رضی اللہ عنہا نے ابوجہل کو تھپڑ مارا اور پھر گھر جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی......

''الٰہی! ابوسفیان کے اِس سلوک کو نہ بھولنا''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دُعا کا نتیجہ تھا کہ چند سال بعد ابوسفیان رضی اللہ عنہ نعمتِ اِسلام سے بہرہ ور ہو گئے۔

﴿سیرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا: ۱۰۸ از طالب ہاشمی ☆ سیرۃ نبویہ سید احمد زینی دحلان برحاشیہ سیرۃ حلبیہ جلد ۲﴾

صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمد وّاٰلہٖ وسلم

ایک حکمران کا فرضِ منصبی

چند رومیوں نے ایک قریشی مسلمان کو گرفتار کر کے روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ پہنچا دیا۔ اُسے رومی بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ جب اُس سے سوالات پوچھے گئے تو اُس نے نہایت دلیری سے جوابات دیئے۔ اُس کی جرأت پر ایک رومی سپہ سالار کو غصہ آ گیا' اُس نے مسلمان کے منہ پر تمانچہ دے مارا۔ تمانچہ کھا کر قریشی پکار اُٹھا۔ اے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میرا اور آپ کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کریں گے۔ آپ ہمارے امیر ہیں اور یہاں مجھ پر ظلم ہو رہا ہے۔ قریشی کی یہ بات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُس قیدی کا فدیہ بھجوا کر اُسے آزاد کروا لیا۔ پھر اُس سے رومی سپہ سالار کا نام پوچھا' جس نے تھپڑ مارا تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بہت غور و فکر کے بعد اپنے ایک خاص تجربہ کار سردار کو منتخب کیا اور فرمایا: تم اُسے کسی طرح پکڑ کر لاؤ۔ سردار نے غور کیا اور کہا اُس کے لیے ایک ایسی کشتی کی ضرورت ہو گی جس میں خفیہ چپو لگے ہوں اور وہ بہت تیز رفتار ہو۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُس سے مزید فرمایا: جو سمجھ میں آئے کرو تمہیں ہر طرح اختیار ہے۔ اب اُس نے کشتی تیار کروائی ۔ جب وہ تیار ہو گئی تو اُس پر بے شمار تحائف لدھوائے۔ اَب وہ اُس کشتی پر ایک تاجر کے رُوپ میں قسطنطنیہ (استنبول) پہنچا۔ تھوڑی بہت تجارت کرنے کے بعد بادشاہ سے ملا' اُس کے وزیروں اور درباریوں سے ملا۔ اُن سب کو تحفے دیئے' مگر اُس سپہ سالار کو کوئی تحفہ نہ دیا۔ وہ سپہ سالار علیحدگی میں اُس سردار سے ملا اور اُس سے شکایت کی کہ اُس نے اُسے تحفہ نہ دیا۔ سردار نے اُس سے کہا: معاف کیجئے گا' میں آپ کو پہچانتا نہیں تھا' اب پہچان لیا ہے' اگلی مرتبہ آپ کو خاص تحائف دوں

Marfat.com

گا۔ یہ وعدہ کر کے وہ لوٹ آیا اور اپنی کارگزاری کی اطلاع حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دی۔ اُنہوں نے اطمینان ظاہر فرمایا۔ وہ دوسری بار پہلے کی نسبت کئی گنا زیادہ تحائف لے کر روانہ ہوا۔ اِس بار اُس نے پھر اُن لوگوں کو تحائف دیئے۔ اُس سپہ سالار کو بھی دیئے۔ ساتھ ہی اُس سے کہا: کشتی پر چند خاص تحائف اور موجود ہیں' وہ میں خاص طور پر آپ کے لئے لایا ہوں' کیونکہ پہلی بار آپ کو کوئی تحائف نہیں دے سکا تھا۔ لہٰذا آپ میرے ساتھ کشتی پر چلئے۔ اِس طرح وہ کشتی پر چلا آیا۔ اُسے کشتی میں بٹھا کر تحفے دکھانے لگا۔ اُدھر اُس کے ساتھی خُفیہ چپو چلانے لگے۔ سپہ سالار کو پتہ تک نہ چلا کہ کشتی چل پڑی ہے۔ اِس طرح کشتی کھلے سمندر میں آ گئی۔ اَب اُنہوں نے اُس سپہ سالار کو باندھ لیا۔ یہاں تک کہ اَپنے مُلک لے آئے۔ اُسے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اُس قریشی مسلمان کو بلوایا اور فرمایا: کیا یہ ہے' وہ رومی سپہ سالار جس نے تمہیں تھپڑ مارا تھا؟ اُس نے جواب دیا: جی ہاں! یہی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اُس سے فرمایا: بس تو پھر تم بھی ویسا ہی تھپڑ مارو' لیکن اُس سے زیادہ نہ مارنا: قریشی نے اُس کے منہ پر تھپڑ دے مارا۔ پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سردار سے کہا: اَب اسے تحائف دے کر واپس چھوڑ آؤ اور ساتھ ہی آپ رضی اللہ عنہ نے رومی سے کہا: اپنے بادشاہ سے کہہ دینا کہ مسلمانوں کا خلیفہ اس بات کی طاقت رکھتا ہے کہ تمہارے دربار میں بیٹھنے والے سالاروں سے کسی مسلمان کا بدلہ لے سکے۔ رومی سالار اپنے بادشاہ کے دربار میں پہنچا۔ اُسے ساری کہانی سنائی۔ پورا واقعہ سن کر رومی بادشاہ کے دل میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہیبت بیٹھ گئی۔ ﴿ماہنامہ عبقری، دسمبر ۲۰۰۸ء: ص ۲۲﴾

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

Marfat.com

﴿ حاصل کلام ﴾ :- مسلمان حکمران کا یہ فرضِ منصبی ہے کہ اگر اُس کی رعایا کو کسی غیر ملک میں کوئی تکلیف پہنچے تو اُس کا مداوا کرے' اُس کی رہائی کے لئے کوشش کرے۔ جس طرح محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ ایک مسلمان بچی کی فریاد پر عرب سے ہندوستان پہنچا اور اُس بچی کی فریاد رسی کی اور راجہ دہر کی فوجوں کو شکست دی۔

نسیم حجازی کی ایک تحریر نظر سے گذری جس کا مفہوم کچھ اِس طرح تھا کہ تحریک پاکستان کے وقت جب پتہ چل گیا کہ فلاں فلاں علاقہ پاکستان پر مشتمل ہوگا' مگر اِس کے باوجود دوسرے علاقوں کے مسلمان پھر بھی بھرپور جدوجہد کرتے رہے' کسی نے اُن سے سوال کیا کہ یہ علاقہ تو پاکستان میں شامل نہیں ہو سکے گا' تمہیں کس بات کی خوشی ہے' تم اِتنی محنت کیوں کر رہے ہو' اُن علاقوں کے مسلمان کہنے لگے کہ ہمیں اِس بات کی خوشی ہے کہ ہم مسلمانوں کی ایک علیحدہ مملکت ہوگی' وہاں کا سربراہ بھی مسلمان ہوگا' جب کبھی ہمیں اِن کافروں کے ہاتھوں کوئی تکلیف پہنچے گی تو اُس وقت ہماری تکلیف سُن کر آواز بلند کرنے والا تو کوئی ہوگا' کافروں پر دباؤ ڈالنے والا تو کوئی ہوگا' جوان کو زور دے کر کہے گا کہ خبردار ہمارے کسی مسلمان بھائی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے' ورنہ ہم تم پر حملہ کر دیں گے' جس پر درجہ بالا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ والا واقعہ اور حضرت محمد بن قاسم رضی اللہ عنہ کا واقعہ شاہد ہے۔

-•✿❁﴿صلی اللہ علی حبیبہ محمد و آلہ وسلم﴾❁✿•-

ایک اور تحریر نظر سے گزری جو کچھ اِس طرح ہے......

آزادی کے علاوہ بھارت میں رہ جانے والے مسلمانوں کے لئے آزاد پاکستان باعثِ حوصلہ' باعثِ تفاخر اور مثالی اسلامی ریاست ہونے کے سبب

Marfat.com

باعثِ تقویت ہوگا۔ یہ جانتے ہوئے کہ انہیں قیامِ پاکستان کی حمایت کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ انہوں نے صدقِ دِل اور جذبہ وحدوملی اخوت کے تحت پاکستان کے حق میں اپنی رائے کا استعمال کیا......(الحمدللہ باری تعالیٰ اِس عظیم قربانی کے صلے میں انہیں اجر سے ضرور نوازے گا......ان شاءاللہ)

اِس لئے یہ اور بھی اہم تھا کہ مسلمانوں کی آزاد مملکت قائم ہوتا کہ اس ازلی رویے کو ختم نہیں کیا جا سکتا تو کم از کم اس کی حرص و آز کے سد باب کے لئے بھارت کی مسلم قوم کو کوئی طاقت ور پشت پناہی میسر ہو، جس طرح ایک آزاد قوم کے افراد کو دوسرے مما لک میں ہوتی ہے۔

چنانچہ تقسیمِ ہند کے خون ریز فسادات کے چار سال گزر جانے کے بعد بھی جب ۱۹۵۱ء میں ھندی مسلمانوں کے قتل و غارت کی انتہا ہوگئی تو پاکستان نے ابھی عہد طفولیت میں ہونے کے باوجود ایک غیرت مند ملک کی طرح حکومتِ ہند کو للکارا اور اپنے بے مہار لوگوں کو لگام دینے کی تنبیہہ کی، ورنہ نتائج کی ذُمہ داری خود اُس پر ہوگی......قائدِ ملت لیاقت علی خاں کا مشہور عالم مکا اسی غیرت مند دور کی یادگار ہے۔ اور دونوں مما لک میں "لیاقت......نہرو پیکٹ" کے نام سے ایک معاہدہ ہوا، جس کی رو سے نہ صرف بھارت اپنے ملک میں اس ظلم و ستم کو روکنے کا پابند تھا، بلکہ دونوں حکومتوں نے اپنے اپنے ملک میں اقلیتوں کے تحفظ کی ذمہ داری قبول کی۔

-❖❖ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ❖❖-

ٹانگ کے بدلے ٹانگ

علامہ محمود بن عمر الخوارزمی الزمخشری المعروف علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ علم دین، تفسیر، لغت اور ادب کے بہت بڑے امام گزرے ہیں اُنہوں نے تفسیر الکشاف فی تفسیر القرآن"، لکھی ہے، اُنہوں نے ۵۳۸ھ میں وفات پائی۔

آپ مقطوع الرجل تھے، یعنی آپ کی ایک ٹانگ کٹی ہوئی تھی۔ آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا، میری ماں کی بددُعا مجھے لگ گئی۔

تفصیل یوں بتائی کہ ایک مرتبہ بچپن میں ایک چڑیا پکڑی اور رسی سے اُس کے پاؤں باندھ دیے۔ ہوا یوں کہ وہ چڑیا میرے ہاتھ سے نکل کر ایک دیوار کے سوراخ میں گھس گئی اور رسی باہر رہ گئی۔

میں نے رسی کو پکڑ کر زور سے کھینچا تو وہ اُس شگاف سے تو باہر تو نکل آئی مگر ڈورے سے اُس کی ٹانگ کٹ گئی۔ میری ماں نے میری یہ حرکت دیکھی تو تڑپ گئی اور غصے میں مجھے یہ کہہ کر بددُعا دی کہ

"قَطَعَ اللّٰہُ رِجْلَ الْاَبْعَدِ کَمَا قَطَعْتَ رِجْلَہٗ"

ترجمہ:۔ کمبخت! جس طرح تو نے اس کی ٹانگ کاٹ دی، اللہ تیری بھی ٹانگ ایسے ہی کاٹ دے۔

وقت گزرتا گیا، چنانچہ جب میں طلب علمی کی عمر کو پہنچا، تو میں نے تحصیل علم کے لئے بخارا کا سفر کیا، دورانِ سفر میں سواری سے نیچے گر پڑا اور میرا پاؤں ٹوٹ

Marfat.com

گیا' بخارا جا کر بھی میں نے بہت علاج کروایا' مگر ٹھیک نہ ہو سکا' آخر کار ٹانگ کو کٹوانا ہی پڑا۔ واقعی میں نے بچپن میں جو حرکت کی تھی' اُس کے نتیجہ میں ایسا ہونا ناگزیر تھا۔

❖ حیاۃ الحیوان: ۲/۱۵۱ ❖ لطائف ونوادر: ۳۶۷ ❖ تاریخ ابن خلکان ❖

صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

Marfat.com

مزدور کو زندہ جلایا تو خود بھی زندہ جلنا پڑھا

ڈاکٹر عبدالغنی فاروق صاحب فرماتے ہیں کہ سپریم کورٹ کے ایک فاضل اور بزرگ وکیل سے میری بہت اچھی شناسائی ہے۔ بہت محبت اور شفقت سے پیش آتے ہیں اور اچھا ادبی اور علمی ذوق رکھتے ہیں۔

کچھ عرصہ قبل موصوف محترم سے ملاقات ہوئی تو پوچھا آج کل کیا کر رہے ہیں۔ مَیں نے بتایا کہ "مکافاتِ عمل" کے حوالے سے کتاب مرتب کرنے کا ارادہ ہے تو فرمایا: ایک انتہائی عبرت ناک اور لرزہ دینے والا واقعہ میرے پاس بھی ہے اور میری درخواست پر اُنہوں نے جب اس کی تفصیلات سنائیں تو مَیں اللہ کی صفت انتقام پر مبہوت رہ گیا اور جب بھی اس پر تصور کرتا ہوں' واقعتاً کانپ اُٹھتا ہوں۔

موصوف محترم نے بتایا کہ اُن کے علاقے میں جاگیرداروں کا ایک خاندان ہے۔ خاندان کا سربراہ فوج میں بریگیڈیر تھا' لیکن ریٹائرمنٹ کے بعد وہ سارا وقت زمینوں کی نگرانی اور نگہداشت میں صرف کرتا تھا۔ اُس کے دو محبوب مشاغل تھے' فارغ وقت میں مرسیڈیز کار پر سیر کرتا اور ہر وقت دو ڈھائی لاکھ کی رقم پاس رکھتا اور نوٹوں کو گنتا رہتا۔

ایک روز دوپہر کو وہ ڈیرے پر گیا۔ سارے نوکر' مزارع خدمت میں حاضر ہو گئے۔ پتہ نہیں کیا بات ہوئی' اُسے ایک مزارع پر غصہ آ گیا۔ اُس نے ڈنڈا پکڑا اور اُس کی پٹائی شروع کر دی۔ اُس بے چارے نے جان بچانے کی خاطر بھاگ

Marfat.com

کر ایک جھونپڑے میں پناہ لے لی اور اندر سے کنڈی لگا لی..... جاگیر دار ظالم نے باہر سے کنڈی لگائی اور جھونپڑے کو آگ لگا دی۔ جھونپڑا لکڑیوں سے اور گھاس پھوس سے ہی تو بنا ہوا تھا' فوراً ہی آگ بھڑک اُٹھی اور سارا جھونپڑا الاؤ کی صورت اختیار کر گیا۔ کسی مائی کے لال میں جرأت نہیں تھی کہ آگے بڑھ کر مداخلت کرتا' چنانچہ وہ غریب جھونپڑے کے اندر جل کر بھسم ہو گیا۔ کس کی مجال تھی کہ وہ ایک جاگیردار اور ریٹائرڈ بریگیڈیئر کے منہ آتا' اُس کے خلاف کہیں فریاد کرتا یا قانون کا دروازہ کھٹکھٹاتا۔ کچھ دن اس واقعے کا قرب وجوار میں سر گوشیوں کے انداز میں چرچا ہوا اور پھر گہری خاموشی چھا گئی۔

کرنا خدا کا یہ ہوا کہ چند ہی ہفتوں کے بعد متذکرہ جاگیردار کے گھٹنوں میں تکلیف شروع ہو گئی۔ پہلے سوجن اور درد اور پھر مکمل فالج' نوبت یہاں تک پہنچی کہ اُس شخص کے لئے ایک انچ بھی حرکت کرنا ممکن نہ رہا۔ ملازم ہی اُسے اُٹھا کر بستر پر لٹاتے اور ملازم ہی ٹائیلٹ میں لے جاتے' شب وروز اِسی طرح گزرتے رہے۔ زندگی اُس جاگیردار بریگیڈیئر کے لئے وبال بن گئی۔

مئی کا مہینہ تھا۔ گندم پک گئی تھی اور زمینوں پر تھریشر لگے ہوئے تھے۔ اُس نے گھر میں اِس خواہش کا اظہار کیا کہ بہت دن سے میں باہر نہیں گیا۔ تھریشر بھی کام کر رہے ہیں' کیا ہی اچھا ہو کہ مجھے باہر لے جایا جائے' ہوا خوری بھی ہو جائے گی' گندم نکلتے ہوئے بھی دیکھ لوں گا اور طبیعت بھی بہل جائے گی۔

چنانچہ ملازموں نے اُسے اُٹھا کر اُس کی پسندیدہ مرسیڈیز کی پچھلی سیٹ پر بٹھا دیا۔ اُس نے دو ڈھائی لاکھ کے نوٹ جیب میں ڈالے اور ڈرائیور اُسے لے کر چل پڑا۔

جاگیر کا رقبہ چونکہ بہت وسیع تھا اِس لئے گاڑی کو تھریشروں کی طرف جاتے

Marfat.com

ہوئے خاصا فاصلہ طے کرنا پڑا۔ لیکن ایک مقام پر جا کر گاڑی رُک گئی۔ آگے گنے کے کھیت تھے' تھریشر دوسری جانب برسرِ کار تھے اور گاڑی کا مزید آگے جانا ممکن نہ تھا۔ جہاں گاڑی جا کے رُکی وہاں سے گنے کاٹے جا چکے تھے اور ہر طرف گنوں کے خشک پتے کثرت سے بکھرے ہوئے تھے۔

دیہاتی ماحول سے آشنا لوگ جانتے ہیں کہ گنوں کے خشک پتے جنہیں عرفِ عام میں ''چھوئی'' کہا جاتا ہے' کس قدر آتشیں مزاج کے حامل ہوتے ہیں اور گڑ تیار کرنے والے کسان انہیں چولہوں میں جلاتے اور انہیں کی آگ سے گڑ تیار کرتے ہیں۔ جیسا کہ عرض کر چکا ہوں' گنے کے کھیت کا کچھ حصہ کٹا ہوا تھا اور ہر طرف چھوئی بکھری ہوئی تھی۔ وہیں گاڑی جا کر کھڑی ہو گئی۔

ڈرائیور نے جاگیردار کو بتایا کہ سر تھریشر کماد کی دوسری جانب کام کر رہے ہیں اور اُدھر گاڑی لے جانے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ اب کیا حکم ہے' کیا کیا جائے؟

جاگیردار نے کہا: کوئی بات نہیں' تم گاڑی کو یہیں چھوڑ دو' اے سی چل رہا ہے' مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا' تم جاؤ اور جا کر دیکھو کہ تھریشروں پر کام کی کیا رفتار ہے' کتنی گندم سے غلہ نکل آیا ہے اور کتنی باقی ہے۔ مَیں تمہارا یہیں انتظار کرتا ہوں۔

چنانچہ ڈرائیور چلا گیا اور فوراً ہی کماد کے دوسری طرف جا کر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اب قرائن یہ ہیں کہ جاگیردار نے ماچس جلا کر سگریٹ سلگایا اور جلتی ہوئی ماچس باہر پھینک دی۔ مئی کا مہینہ تھا' غضب کی دھوپ تھی' گاڑی کے نیچے اور چاروں جانب ''چھوئی'' بکھری ہوئی تھی اور یہ چھوئی تو آگ پکڑنے کا بہانہ مانگتی ہے۔ چنانچہ فوراً ہی ''چھوئی'' نے آگ کا پرجوش استقبال کیا' گاڑی

Marfat.com

کے چاروں طرف الاؤ بھڑک اُٹھا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ جاگیر دار دو ڈھائی لاکھ کی رقم اور بے حد قیمتی مرسیڈیز کار سمیت جل کر کوئلہ ہو گیا اور کوئی بھی اُسے اللہ' جبار و قہار کے غضب سے بچا نہ سکا۔

محترم وکیل صاحب نے بتایا کہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ یہ وہی جگہ تھی جہاں وہ جھونپڑا تھا' جس میں ایک بے یار و مددگار' غریب مزارع کو جلا کر بھسم کیا گیا تھا۔ اللہ اکبر' اللہ اکبر۔ ﴿مکافاتِ عمل: ۱۰۴/ از ڈاکٹر عبد الغنی فاروق﴾

صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

Marfat.com

احسان کا بدلہ احسان

روایت ہے کہ ایک شخص نے قاضی القضاۃ ابن ابی داؤد کے یہاں حاضری کی اجازت چاہی اور کہا: ''بتادو کہ ابو جعفر دروازے پر ہے''......ابن ابی داؤد سن کر بہت خوش ہوئے اور اندر آنے کی اجازت دی' وہ شخص جب اندر آیا تو قاضی نے اُٹھ کر اُس کا اِستقبال کیا اور بہت اعزاز و اکرام کے ساتھ پیش آئے اور پھر پانچ ہزار دے کر رخصت کیا...... کسی نے کہا کہ یہ ایک عامی شخص ہے اور آپ نے اس کا یہ اکرام کیا ہے......ابن ابی داؤد کہنے لگے کہ ایک وقت میں بہت تنگدست تھا اور یہ شخص میرا دوست ہے۔ایک دن میں اس کے پاس گیا اور بھوک کی شکایت کی۔ یہ مجھے بٹھا کر باہر نکلا اور بھنا ہوا گوشت' روٹی اور حلوا لاکر سامنے رکھا اور کہنے لگا ''کھاؤ'' ...... میں نے ساتھ شریک ہونے کو کہا تو اس نے اِنکار کر دیا ...... میں نے قسم کھالی جب تک تو شریک نہ ہوگا میں بھی نہ کھاؤں گا۔ تو وہ بھی کھانے لگا مگر ساتھ ہی منہ سے خون جاری ہو گیا ...... میں نے پوچھا ''یہ کیا ہے؟'' کہنے لگا مرض ہے۔ میں نے قسم دے کر کہا کہ اس کی حقیقت مجھے ضرور بتلا دو......وہ کہنے لگا تو جب میرے پاس آیا تو میری جیب خالی تھی' مگر میرے دانت سونے کی تار سے بندھوائے ہوئے تھے۔ میں نے اس تار کو نکال کر یہ کھانے کا سامان خریدا ہے......تو بھلا ایسے دوست کا میں کیسے بدلہ نہ چکاؤں؟۔

﴿روزنامہ اسلام: بدھ ٦ رمضان ١٤٢٨ھ مطابق ١٩ ستمبر ٢٠٠٧ء (خواتین کا اسلام: ٧)﴾

صلی اللہ علی حبیبہ محمد و آلہ وسلم

﴿حاصل کلام﴾ :- اصل دوستی تو یہ ہے کہ دوست، دوست کے حالات سے باخبر رہے، ایسے وقت کی نوبت یا سوال کی نوبت ہی نہ آئے، بلکہ ہو سکے تو سوال سے پہلے ہی اُس کی ضرورت کو پورا کر دیا جائے ورنہ خبر ہوتے ہی اُس کی ضروریات کا خیال رکھا جائے۔

اِسی مقام پر عارفِ کھڑی میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں......

اِس دُنیا تے جو کوئی کم نہ آیا اوکھے سوکھے ویلے
اُس بے فیضے سنگی کولوں بہتر یار اکیلے

دوست کی ضرورت کا خیال

مشہور واقعہ ہے کہ ایک شخص کو پیسوں کی ضرورت پڑھ گئی تو اُس نے اپنے ایک دوست کے پاس جا کر اپنی مجبوری کو ظاہر کیا تو اُس کے دوست نے اُسی وقت ضرورت کو پورا کر دیا۔ جب وہ پیسے لے کر چلا گیا تو اُس کا دوست رونے لگا، اُس کی بیوی نے کہا کہ اس وقت رونے کی کیا وجہ ہے، جب کہ تم نے اپنے دوست کی ضرورت کو پورا ابھی کر دیا ہے۔ وہ کہنے لگا: میں رو اِس لئے رہا ہوں کہ میرے دوست کو میرے پاس آنا پڑا، میں اُس کے حالات سے بے خبر کیوں رہا، چاہئے تو یہ تھا کہ میں اُس کے اِظہار سے پہلے ہی اُس کی ضرورت کو پورا کر دیتا۔

﴿احیاء العلوم: ۳/۳۱۱﴾

-•• صلی اللہ علی حبیبہٖ محمدٍ وّآلہٖ وسلّم ••-

دوسری بات یہ ہے کہ جو دوست مشکل وقت میں کام آتا ہے جب کبھی اُس پر مشکل آجائے تو پہلے وقت کو یاد رکھتے ہوئے اُس کے ساتھ بھرپور تعاون کیا جائے۔

Marfat.com

نیکی کا بدلہ نیکی

ظفر ایک بڑا پیارا بچہ تھا۔ سکول کے ہر ایک لڑکے کے ساتھ اُس کا پیار تھا۔ اُستاد بھی نیکی اور شرافت کی وجہ سے اُس کو پیار کرتے تھے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ وہ سکول سے گھر کو آ رہا تھا کہ اُس کا ایک ہم جماعت لڑکا جو ایک بیوہ اور محتاج بڑھیا کا بیٹا تھا' اُسے روتا ہوا گھر جاتا ملا۔ ظفر نے دوڑ کر اُس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ''میاں کریم! تم اُداس کیوں ہو؟ کیا تمہاری ماں نے آج تم کو خرچ کے لئے پیسے نہیں دیئے یا مٹھائی نہیں دی؟'' کریم نے آنسو پونچھ کر جواب دیا ''بھائی ظفر! آہ! مٹھائی اور پیسوں کا کیا ذکر؟ ہمارے گھر تو رات کے کھانے کے لیے روٹی بھی مشکل سے ہوگی۔ مجھے تو کبھی ایسی چیزوں کا خیال بھی نہیں آ سکتا''۔ ظفر نے کہا ''تو پھر کیا تم بھوکے ہو اور روٹی کے لئے روتے ہو؟''

کریم نے کہا: نہیں بھائی! میں بھوک اور پیاس کی تکلیف تو برداشت کر سکتا ہوں' بڑی بات یہ ہے کہ میری بوڑھی ماں سخت بیمار ہے اور مجھے اُمید نہیں کہ وہ زندہ بچے۔ کاش کہ میرے پاس کچھ ہوتا اور میں اپنی پیاری ماں کے لئے' جس کا سوائے میرے اِس دُنیا میں کوئی نہیں ہے' ڈاکٹر کی فیس اور دوائی کی قیمت ادا کر سکتا''۔

یہ قصہ سن کر ظفر کو ضبط کی تاب نہ رہی' اپنے مصیبت زدہ ہم جماعت کی درد بھری کہانی سن کر اُس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل پڑے۔ وہ اپنے دل

Marfat.com

میں سوچنے لگا کہ اگر میں اپنی نقدی جو میں نے بچا بچا کر جمع کی ہے' اِس موقعہ پر غریب بڑھیا کی جان بچانے کے لئے دے دوں تو مجھے کس قدر خوشی حاصل ہو سکتی ہے' اور میری اِس فیاضی سے خدا بھی مجھ پر کیسا خوش ہوگا' یہ سوچ کر وہ سیدھا گھر چلا گیا اور تین روپے اور کچھ آنے جو خبر نہیں کن مشکلوں سے اُس نے جمع کئے تھے' لا کر چپکے سے اپنے دوست کریم کے ہاتھ پر رکھ دیئے اور اپنی ماں سے کہہ کر کھانے پینے کی کچھ چیزیں بھی اُن کے ہاں بھجوا دیں۔ کریم نے روپے لے لئے۔ اس وقت جوشِ مسرّت سے اُس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور وہ ظفر کے گلے سے لپٹ کر کہنے لگا کہ دوست! تم کیسے فیاض ہو! تم نے میری ماں کی جان بچانے کی خاطر اپنی جمع کی ہوئی رقم مجھے دے دی' اِس کے بدلے خدا مجھے توفیق دے کہ میں بھی تمہاری کوئی خدمت کر سکوں۔'' غرض کہ اس کے بعد بھی ظفر کبھی کبھی کریم کی ماں کا حال پوچھ لیا کرتا اور کبھی کبھی خود بھی جا کر دیکھ آتا تھا۔ جب بڑھیا نہایت محبت کے ساتھ اُس کو دُعا دے کر پیار کرتی تھی تو وہ دل میں خوشی کے مارے پھولا نہ سماتا تھا۔

کچھ عرصہ کے بعد یکا یک ظفر کی ٹانگ پر ایسا سخت پھوڑا پیدا ہُوا کہ وہ کئی مہینے چار پائی پر پڑا رہا' جب اچھا ہوا تو اُس کی ٹانگ اِس قدر چھوٹی ہو گئی تھی کہ اُس میں ایک خاصی لنگڑاہٹ پیدا ہو گئی' جس کی وجہ سے ظفر کو چلنے پھرنے میں سخت تکلیف ہوتی تھی' اور وہ اپنی اس ناچاری کے لئے زار زار رویا کرتا تھا۔

بیماری میں کریم اور اُس کی ماں کئی مرتبہ اُس کی خبر کے لئے آئے اور اپنے مربی کو تکلیف میں دیکھ کر بیتاب ہو ہو گئے۔ جب وہ اچھا ہو گیا اور سکول جانے کے لائق ہوا تو سخت دقت محسوس ہوتی تھی' کیونکہ سکول کا لمبا فاصلہ جسے وہ پہلے ایک دو دوڑوں میں بآسانی طے کر لیا کرتا تھا' اب گھنٹہ بھر میں بھی لنگڑاتے

Marfat.com

لنگڑاتے نہیں طے کر سکتا تھا' مگر کریم نے جس کا دل ظفر کے احسانوں کے بھاری بوجھ سے ابھی تک دبا ہوا تھا' عہد کر لیا کہ میں اپنے دوست کو جب تک اس میں پوری طاقت نہ آ جائے اور ٹانگ میں زور نہ بھر جائے کندھوں پر اُٹھا کر لے جایا کروں گا۔ چنانچہ کئی مہینے دونوں وقت وہ اپنے دوست کو کندھوں پر اُٹھا کر سکول لے جاتا اور واپس لاتا رہا۔ اِس طرح اُس نیکی کا بدلہ جو ظفر اُس کی ماں کی بیماری میں کر چکا تھا' اُس نے ایسی اچھی طرح ادا کیا کہ دیکھنے والے دونوں کی سچی اور خالص دوستی کی بے ساختہ تعریف کیا کرتے تھے۔

❁ اخلاقی کہانیاں: ۵۷، رقوم نظامی ❁

(حاصل کلام): - اِس حکایت سے پتہ چلا کہ جو کوئی مشکل وقت میں دوسروں کے کام آتا ہے' آخرت کے اجر و ثواب کے علاوہ اللہ تعالیٰ اُسے اِس دُنیا میں ہی صلہ عطا فرما دیتا ہے' جیسا کہ اُوپر والی حکایت سے عیاں ہے۔

ہیں اِس دُنیا میں وہی لوگ اچھے
جو آتے ہیں کام دوسروں کے

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ

Marfat.com

ادلے کا بدلہ

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھوڑا سا "حریرہ" پکا کر لائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری زوجہ محترمہ اُم المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بھی اُس وقت وہیں تشریف فرما تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اُن سے بھی فرمایا: کھائیے۔ اُنہوں نے کھانے سے انکار کیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اگر آپ نہیں کھائیں گی تو آپ کے مُنہ پر مَل دوں گی۔ جب اُنہوں نے نہ کھایا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے وہ حریرہ اُن کے مُنہ پر مَل دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تم بھی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مُنہ پر مَل دو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھاگنا چاہا' لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو پکڑ لیا اور اُم المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اُن کے مُنہ پر "حریرہ" مَل دیا۔

﴿ اِسلام کی بہادر بیٹیاں: ۷۰ / مرتبہ مسعودہ بیگم ﴾

صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم

(حاصل کلام): ۔ اِس واقعہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے گھر والوں سے بہترین حُسنِ سلوک نمایاں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مساوات بھی واضح ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش طبعی کا بھی واضح ثبوت ملتا ہے۔

خوش طبعی کے متعلق چند واقعات ملاحظہ فرمائیں......

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہم سے خوش طبعی بھی فرما لیتے ہیں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! مگر ہم سچی بات کہتے ہیں۔ ﴿ترمذی شریف ❖ مشکوۃ شریف' باب المزاح﴾

-•❖❄﴿صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم﴾❄❖•-

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے چھوٹے بھائی نے ایک پرندہ پالا ہوا تھا' جس کے ساتھ وہ کھیلتا تھا وہ پرندہ مرگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بھائی کو از راہ مذاق فرمایا......

"یا ابا عمیر ما فعل النغیر" اے ابو عمیر! وہ نغیر کہاں جاتا رہا؟۔

حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ وہ پرندہ مرگیا ہے' ظاہر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی کو بے تکلفی' موانست اور پیار کی وجہ سے اِن الفاظ کے ساتھ پکارا۔ ﴿☆﴾

-•❖❄﴿صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم﴾❄❖•-

زاہر بن حرام رضی اللہ عنہ نامی ایک صحابی دیہاتی آبادی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آتے اور اپنے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سبزی ترکاری وغیرہ لایا کرتے۔ جب وہ جانا چاہتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کھانے پینے کا کچھ شہری سامان عطا فرماتے۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......

"زاہر ہمارا جنگل ہے اور ہم اُس کے شہر ہیں"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زاہر ہمارے دیہاتی بھائی ہیں اور ہم زاہر کے شہری ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے محبت کرتے تھے' وہ خوبصورت نہ تھے۔

ایک مرتبہ آپ نے انہیں بازار میں دیکھا' وہ بازار میں اپنا سامان فروخت کررہے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے جا کر اُن کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا' اور اپنی گود میں لے لیا۔ زاہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ حضرت

Marfat.com

زاہر رضی اللہ عنہ پکارے کون ہے؟ مجھے چھوڑ دو۔ انہوں نے التفات کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا تو انہوں نے کمی نہیں کی' بلکہ اپنی پشت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے رگڑنے لگے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آنکھوں سے ہاتھ اُٹھا لیا اور فرمایا: ''کون شخص ہے جو اِس غلام کو خریدے'' زاہر نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم! اگر مجھے بیچیں گے تو بہت کم قیمت پائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''نہیں' تم اللہ کے نزدیک کم قیمت نہیں' بلکہ بیش قیمت ہو''۔

﴿❖ شرح سنہ ❖ مشکوٰۃ شریف' بابُ المزاح ❖﴾

-•❖❊﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾❊❖•-

ایک بوڑھی عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ دورانِ گفتگو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی بوڑھی عورت جنت میں نہ جائے گی'' یہ سُن کر وہ عورت حیران اور فکر مند ہوئی۔ جب اُس کی حیرت پریشانی کی حدود میں آنے لگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جنت میں سب عورتیں جوان ہو کر جائیں گی' وہاں کوئی بوڑھی نہ ہو گی'' یہ سُن کر اُس عورت کو اطمینان ہوا' اُس کی فکر مندی خوشی میں بدل گئی اور وہ مسکرانے لگی۔ ﴿❖ مشکوٰۃ شریف' بابُ المزاح ❖﴾

-•❖❊﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾❊❖•-

ایک شخص حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کی کہ مجھے سواری کے لئے اونٹ چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تجھے اونٹنی کا بچہ دوں گا''۔ اُس شخص نے حیرت سے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی کے بچے کا میں کیا کروں گا۔ وہ میرا بوجھ کیسے سنبھالے گا؟ مجھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ ہی دیجئے۔ جب وہ شخص زیادہ حیران ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ کے بندے! ہم آپ کو جو اونٹ دیں گے' وہ بھی تو اونٹنی کا بچہ ہی ہوگا''۔ یہ سُن کر وہ شخص خوش ہو گیا۔ تعجب کے بعد اگر خوشی ملے تو وہ فراواں ہو جاتی

ہے۔ ❖ ترمذی شریف ❖ ابوداؤد شریف ❖ مشکوٰۃ شریف باب المزاح ❖

صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم

ایک انصاری عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھی۔ آپ ﷺ نے اس کو فرمایا: جلدی سے جاؤ، تمہارے شوہر کی آنکھوں میں سفیدی ہے۔ وہ گھبرائی ہوئی جلدی سے اپنے شوہر کے پاس گئی۔ جب شوہر نے اُسے اتنا گھبرایا ہوا دیکھا تو پوچھا بات کیا ہے، جو تم اِس قدر پریشان نظر آ رہی ہو؟ کہنے لگی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ تمہاری آنکھوں میں سفیدی ہے۔ جب اُس کے شوہر نے سنا تو بات سمجھ گیا اور کہنے لگا کہ سفیدی کے ساتھ سیاہی بھی تو ہے اور سب لوگوں کی آنکھوں میں سفیدی تو ہوتی ہے۔ تب وہ سمجھی کہ رسول اللہ ﷺ نے اِس طرح اُس کے ساتھ خوش طبعی کا اظہار کیا ہے۔ وہ ہنسی اور خوش ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ نے اُس کے ساتھ خوش طبعی کی بات کی۔

صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم

ایک مرتبہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک جگہ بیٹھے کھجوریں کھا رہے تھے۔ اُن کو مذاق جو سوجھا تو جو بھی کھجور کھاتا وہ گٹھلی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیتا۔ اِس طرح ساری گٹھلیاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے اکٹھی ہو گئیں۔ اس پر ایک صاحب بولے کہ لگتا ہے کہ ساری کھجوریں علی ہی کھا گئے ہیں۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ایسا نہیں، بلکہ لگتا ہے کہ تم سب گٹھلیوں سمیت کھجور کھا گئے ہو اور میں گٹھلیاں نکال کر کھا تا رہا ہوں۔ ❖ ماہنامہ السعید ملتان، مئی ۲۰۱۱ء ❖

صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم

ابو نعیم اصفہانی، فاروق بن عبدالکبیر خطابی، ہشام بن علی سیرانی، قطر بن حماد بن واقد کے سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایک

Marfat.com

نوجوان تھا' جو اپنے آپ کو قاری ظاہر کرتا تھا اور میرے پاس آیا کرتا تھا' اُسے ایک پل پر عشر وصولی کی ذمہ داری سونپ دی گئی۔ اِسی دوران کہ وہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا' اچانک ایسی کشتی اُدھر سے گزری جس میں بطخیں تھیں۔ اُس کے ساتھیوں نے کشتی والوں کو آواز دی کہ قریب آ کر ایک بطخ ٹیکس میں دیتے جاؤ۔ یہ جو قاری صاحب نماز پڑھ رہا تھا۔ اُس نے دورانِ نماز آواز کے ساتھ دو مرتبہ سبحان اللہ! سبحان اللہ! کہا' یعنی ایک نہیں دو بطخیں وصول کرو۔ راوی کہتے ہیں حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ جب بھی یہ قصہ سناتے خود تو رو پڑتے لیکن حاضرین کو خوب ہنساتے۔ ﴿ ❖ حلیۃ الاولیاء حصہ دوم زیرِ عنوان حالات حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ❖ ﴾

-•❖❄﴿ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ﴾❄❖•-

ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور جوتا باہر اُتار گیا۔ نماز پڑھنے کے بعد واپس ہوا تو وہاں جوتا نہ تھا۔ کسی یہودی نے اُس کا جوتا چرا کر قریب کے کنیسہ میں رکھ دیا۔ وہ شخص اپنا جوتا اِدھر اُدھر تلاش کرتا ہوا کنیسہ کے اندر گیا تو وہاں اپنا جوتا پڑا ہوا دیکھا۔ اس پر جوتے کو مخاطب کر کے کہنے لگا: تیرا برا ہو' میں تو اِسلام لایا مگر تو یہودی ہو گیا۔ ﴿ ❖ ماہنامہ السعید ملتان' مئی ۲۰۱۱ء ❖ ﴾

-•❖❄﴿ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ﴾❄❖•-

ایک نابینا کی شادی ہوئی۔ ایک دن اُس کی بیوی نے اُسے کہا: کاش تو میرا حسن و جمال اور گورا رنگ دیکھ سکتا! نابینا کو مذاق سوجھا' کہنے لگا: اگر تو ایسی ہی حسین ہوتی تو آنکھوں والے تجھے میرے لئے کیوں چھوڑتے۔

﴿ ❖ ماہنامہ السعید ملتان' مئی ۲۰۱۱ء ❖ ﴾

-•❖❄﴿ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ﴾❄❖•-

Marfat.com

خطا کا بدلہ

(......سنار کی بیوی......)

روایت ہے کہ ایک نیک بخت عورت تھی اور اُس کا خاوند سناری کا پیشہ کیا کرتا تھا۔ اُس عورت کے یہاں تیس برس سے ایک بہشتی (پانی چھڑکنے والا) آیا جایا کرتا تھا۔ لیکن کبھی اُس نے اُسے نظر اُٹھا کر بھی نہ دیکھا تھا۔ ایک روز جو وہ آیا تو اُس بہشتی نے بڑے زور سے اُس عورت کا ہاتھ پکڑ لیا۔ جب اُس کا خاوند گھر آیا تو اُس عورت نے پوچھا۔ کیا آج تم سے کوئی گناہ صادر ہوا ہے۔ اُس نے جواب دیا' اور تو کچھ نہیں' اِتنا ضرور ہوا کہ ایک عورت نے مجھ سے کنگن خریدے تھے۔ اُس کے ہاتھ جو میں نے دیکھے تو مجھے بڑے پسند آئے' میں نے زور سے اُس کی کلائی پکڑ لی تھی۔ وہ عورت بولی! جیسا تم نے اپنے مسلمان بھائی کی بی بی کے ساتھ کیا تھا' خدا نے اُس کا بدلہ تمہیں دیا۔ تمہاری بی بی کو بھی وہی پیش آیا۔ جب دوسرا دن ہوا تو وہ بہشتی آ کر معذرت کرنے لگا' اُس عورت نے کہا: تمہاری کوئی خطاء و قصور نہیں۔ یہ ساری خرابی میرے خاوند کی جانب سے ہے۔

چنانچہ اس مضمون کی تائید حضور نبی کریم ﷺ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ لوگوں کی عورتوں کے ساتھ پارسائی برتو تو لوگ بھی تمہاری عورتوں کے ساتھ پارسائی کا برتاؤ کریں گے۔ ﴿❖ نزہۃ المجالس: ۱/ ۱۹۷ ☆ روح البیان جلد دوم ❖﴾

-•❖❁﴿صلی اللہ علی حبیبہ محمد و آلہ وسلم﴾❁❖•-

Marfat.com

(حاصلِ کلام):- اس سے پتہ چلا کہ بدنظری ایسی برائی ہے جو کوئی کسی کی ماں، بہن، بیٹی اور بیوی سے غلط کاری کرے گا یا بری نگاہ سے دیکھے گا تو اُس کے ساتھ اِسی طرح کا معاملہ پیش آئے گا یعنی اگر کوئی کسی کی ماں، بہن، بیٹی اور بیوی سے برائی میں ملوث ہو گا یا بری نظر سے دیکھ رہا ہو گا تو یاد رکھو کوئی اُس کی ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کے ساتھ اسی طرح ملوث ہو گا اور بری نظر سے دیکھ رہا ہو گا۔لہٰذا ایسے بُرے فعل سے بچنا چاہیے۔

ہمارے بعض گناہوں کا کچھ بدلہ یہاں بھی مل جاتا ہے اور گناہ کی نحوست اپنا رنگ لائے بغیر نہیں رہتی اور جو کوئی کسی کا بُرا چاہتا ہے وہ دراصل اپنا ہی برا چاہتا ہے۔ پس اگر اپنی عزت کو بچانا ہے تو دوسروں کی عزت کا لحاظ رکھنا پڑے گا۔

صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم

Marfat.com

نیکی کا بدلہ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک نیک عورت گاڑی میں بیٹھ کر کہیں جا رہی تھی کہ اُس کو سڑک پر ایک لڑکا نظر آیا جو نیم برہنہ تھا اور تکان سے چور معلوم ہوتا تھا' سردی کا موسم اور صبح کا وقت' غریب لڑکے کی زور سے سفارش کر رہا تھا کہ اگر یہ اسی طرح اِس غیر آباد مقام میں چھوڑ دیا گیا تو ضرور بیمار ہو جائے گا۔ اُس نیک عورت نے کوچوان سے کہا کہ اِس غریب لڑکے کو بھی گاڑی میں بٹھا لو' اِس کا کرایہ بھی مَیں تمہیں دے دوں گی' پھر شہر جا کر جب لڑکے کو گاڑی سے اُتارا تو ایک روپیہ بھی اُس کو دیا کہ چند روز تک اپنی خوراک کا انتظام کر سکے۔ بیس سال بعد اتفاق سے اُسی سڑک پر ایک فوجی کپتان گاڑی پر سوار چلا جاتا تھا' دوپہر کا وقت تھا اور تڑپ کی گرمی پڑ رہی تھی۔ اُس نے دیکھا کہ ایک بوڑھی ضعیف عورت پہ پیادہ تھکی ہوئی درختوں کے سایہ میں گرتی پڑتی جا رہی ہے۔ کپتان کو بہت رحم آیا' اپنی گاڑی کو کھڑا کر لیا اور کوچوان کو حکم دیا کہ اِس بوڑھی عورت کو بٹھا لو اِس کا بھی کرایہ مَیں ادا کر دوں گا۔ جب تھوڑی دُور جا کر چوکی پر گھوڑے تبدیل کیے تو بڑھیا نے کپتان کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ میرے پاس تو کرایہ دینے کے لیے پیسے نہیں ہیں' اب میں آگے پیدل جاؤں گی۔ کپتان نے جواب دیا کہ مجھے تم جیسی عورتوں کو پیادہ پا چلتے دیکھ کر ترس آتا ہے اور اپنا حال بیان کیا کہ بیس سال کا عرصہ گزرا ہے' جبکہ میں بالکل چھوٹا لڑکا تھا اور سخت تباہی اور مصیبت کی حالت میں تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اِسی جگہ کے نزدیک مَیں پیدل سڑک پر چلا

جاتا تھا کہ ایک شفیق ورحمدل عورت نے مجھے گاڑی میں بٹھالیا۔ جب بڑھیا نے یہ بات سنی تو ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ بچے! مَیں ہی وہ عورت ہوں' مگر اب میرا حال بہت بگڑ گیا ہے۔

کپتان یہ سن کر بہت خوش ہوا' وہ نیک دل نوجوان اکثر دل ہی دل میں اپنی محسنہ کے احسان کا بدلہ دینے کا خیال کیا کرتا تھا' جس نے ایک دن سخت تکلیف میں اُسے آرام پہنچایا تھا اور ایک روپیہ بھی دیا تھا' جو اُس کی نظر میں اُس وقت ایک اشرفی سے بھی زیادہ قیمتی تھا' مگر اتفاق سے آج وہ خود مصیبت کی حالت میں اُس کے سامنے آئی' کپتان نے کہا: میں نے بہت سارو پیہ کمایا ہے اور اب میں باقی زندگی آرام سے بسر کرنے کے لیے گھر آیا ہوں' جب تک تم زندہ ہو' میں تمہاری مدد کروں گا' چنانچہ اُس دن سے کچھ روزینہ بڑھیا کا مقرر کر دیا۔

سچ ہے۔ بے غرضانہ کام کرنے اور مصیبت زدہ اِنسانوں کو امداد دینے اور دوسروں کو آرام پہنچانے میں جو دلی راحت اور خوشی حاصل ہوتی ہے وہ اور کسی طرح نہیں ہو سکتی' اور یہ بات سچ ہے کہ نیکی کا بدلہ ضرور نیکی کی صورت میں ملتا ہے' نیکی کبھی اکارت نہیں جاتی' کیونکہ نیکی کرنے والے سے خدا بھی خوش ہوتا ہے اور خلقِ خدا بھی راضی رہتی ہے۔ ﴿❖ اخلاقی کہانیاں:۱۹ راز قیوم نظامی ❖﴾

-❖❖ ﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾ ❖❖-

Marfat.com

ایک کے بدلے ایک

حضرت ابن جلاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مغرب میں دو شیخ تھے' دونوں کے مرید بھی تھے اور شاگرد بھی۔ اُن میں سے ایک کو "جبلہ" اور دوسرے کو "رزیق" کہا جاتا تھا۔ ایک دن "رزیق" اپنے مریدوں سمیت "جبلہ" کی ملاقات کے لیے آیا تو "رزیق" کے ایک مرید نے قرأت کی۔ پس "جبلہ" کے مریدوں میں سے ایک کی چیخ نکلی اور وہ مر گیا۔ صبح ہوئی تو "جبلہ" نے "رزیق" سے کہا' جس نے کل قرأت کی تھی وہ کہاں ہے؟ وہ قرأت کرے۔ اُس نے ایک آیت پڑھی تو "جبلہ" نے ایک چیخ ماری تو قاری کا انتقال ہو گا۔ "جبلہ" نے کہا ایک کے بدلے ایک۔ ﴿رسالہ قشیریہ باب السماع﴾

﴿حاصل کلام﴾ :- قرآنِ پاک کی تاثیر: اِس واقعہ سے قرآنِ پاک کی تاثیر کا پتہ چلتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ مشہور ہے کہ جب آپ نے قرآنِ پاک سُنا تو آپ کی کایا ہی پلٹ گئی' کفر سے نفرت ہو گئی' اِسلام سے محبت ہو گئی اور فوراً ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اختیار کر کے اِسلام کے دامن سے وابستہ ہو گئے۔

حضرت طفیل دوسی رضی اللہ عنہ اپنے قبیلے کے سرکردہ شخص تھے۔ شعر و ادب سے خاص شغف تھا' جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان فرمایا تو یہ مکہ آئے۔ لوگوں نے کہا کہ یہاں ایک ایسا شخص ہے جس نے نئے دین کا اعلان کیا ہے جو بھی اُس کا کلام سن لیتا ہے وہ اُسی کا ہو کر رہ جاتا ہے تم اُن کے قریب نہ جانا اور نہ

Marfat.com

ہی اُن کا کلام سُنتا۔ لوگوں کی باتیں سُن کر طفیل دوسی رضی اللہ عنہ نے اپنے کانوں میں روی ٹھونس لی کہ مبادہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز میرے کانوں میں نہ پڑ جائے۔

خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ طفیل دوسی رضی اللہ عنہ ایک دن خانہ کعبہ کے صحن میں چلے گئے' وہاں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کر رہے تھے اور قرآنِ پاک کی تلاوت بلند آواز سے فرما رہے تھے۔ یونہی قرآنِ پاک کی آواز طفیل دوسی رضی اللہ عنہ کے کانوں میں پڑی تو وہ وہیں دم بخود ہو کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ انتہائی انہماک سے قرآنِ پاک سنتے رہے۔ اُن پر قرآنِ پاک اثر کر چکا تھا۔ دل کی دُنیا بدل چکی تھی' اِسلام اور بانیٔ اِسلام کی محبت دل میں گھر کر چکی تھی۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز مکمل کر کے اپنے گھر کی طرف چلے تو طفیل دوسی رضی اللہ عنہ بھی آپ کے پیچھے ہو لئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام گاہ تک پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کلمہ شریف پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ ہو گئے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! اِس سے بہتر آج تک میرے کانوں نے کلام نہیں سُنا اور نہ اِس سے زیادہ کوئی عادلانہ مذہب میں نے دیکھا ہے۔

کتنے ایسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیائے عظام رحمۃ اللہ علیہم کے واقعات تاریخ اِسلام میں محفوظ ہیں کہ قرآنِ پاک کی تلاوت سن کر بعض اوقات کئی کئی دن تک بیہوش رہتے' وجود پر لرزہ طاری ہو جاتا۔ کئی کافر ایسے کہ قرآنِ پاک سُن کفر کی زنجیریں توڑ کر حضور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال لیتے۔ کئی گنہگار ایسے کہ جب کبھی قرآنِ پاک سُنا اور ایسا اثر ہوا کہ تمام فسق و فجور چھوڑ کر گناہوں سے تائب ہو کر ایسے پاکباز بنے کہ اولیاء کے امام کہلائے اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے اور اِن شاء اللہ جاری رہے گا۔

Marfat.com

دیس نکالے کا بدلہ

طریقہ صالحین کی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی امتحان وابتلاء پیش آیا اور وہ اِس طرح کہ امیر بخارا خالد بن احمد ذہلی نے حکم دیا کہ آپ شاہی محل میں آ کر میرے فرزندوں کو صحیح بخاری اور دوسری کتابوں کا سبق پڑھائیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ یہ علم حدیث ہے' میں اِس علم کو ذلیل نہیں کرنا چاہتا۔ آپ اپنے فرزندوں کو میری درسگاہ میں بھیج دیں۔ دوسرے طالب علموں کی طرح وہ بھی علم حاصل کریں گے۔ امیر نے کہا کہ جس وقت میرے شاہزادے درسگاہ میں آئیں' آپ دوسرے طلبہ کو اپنی درسگاہ میں نہ آنے دیں۔ میرے دربان و چوبدار دروازے پر کھڑے رہیں گے' کیونکہ میری نخوت اس چیز کو گوارا نہیں کر سکتی کہ غریبوں اور مسکینوں کے لڑکے میرے فرزندوں کے برابر بیٹھیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بھی قبول نہیں فرمایا اور جواب دیا کہ یہ علم حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث ہے۔ اِس میں امیر وفقیر ساری اُمت برابر کی شریک ہے۔ اس علم میں کسی کو کوئی خاص خصوصیت نہیں دی جاسکتی۔ اتنی بات پر امیر بخارا خفا ہو گیا اور اُس نے حریث بن ابی الورقاء وغیرہ گمراہ علمائے ظواہر کو اپنے ساتھ ملا لیا اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب واجتہاد میں خواہ مخواہ کی غلطیاں نکال کر اور عوام کو بھڑکا کر ایک طوفان کھڑا کر دیا اور اس میں دسیسہ کاری وحیلہ سازی سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بخارا سے نکال دیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ رنج وغم میں ڈوبے ہوئے اپنے وطن سے روانہ ہو گئے' مگر

Marfat.com

چلتے وقت اپنے دردمند دل سے یہ دُعا کی۔ الٰہی! ان لوگوں کو تو اس بلا میں مبتلا کر جس بلا میں یہ لوگ مجھے مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دُعا مقبول ہو گئی اور ایک مہینہ بھی نہیں گزرا کہ امیر بخارا خالد بن احمد ذہلی معزول کر دیئے گئے اور خلیفہ کا حکم پہنچا کہ اِس کو گدھے پر سوار کر کے شہر میں گشت کرائیں اور پھر شہر سے باہر نکال دیں۔ اس طرح امیر بخارا خالد بن احمد ذہلی کو کامل تباہی و بربادی کا سامنا ہوا اور ایک بے گناہ اللہ والے کی بے ادبی کی سزا دُنیا ہی میں مل گئی۔

اِسی طرح حریث بن ابی الورقاء اور دوسرے دُنیا دار مولویوں کو بھی جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی توہین میں شریک تھے' بیحد ذلت و رسوائی کا منہ دیکھنا پڑا۔ ان سب لوگوں کا وقار خاک میں مل گیا اور سب کے سب طرح طرح کی آفتوں اور بلاؤں میں گرفتار ہوئے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بخارا سے نکل کر نہایت بے کسی کی حالت میں پہلے نیشاپور گئے' مگر وہاں کے متکبر امیر سے بھی آپ کی نہیں بنی تو مجبوراً وہاں سے لوٹ کر خرتنگ تشریف لائے اور اِس چھوٹے سے گاؤں میں آپ نے قیام فرما کر درسِ حدیث شریف شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ اسی گاؤں میں آپ کی وفات ہو گئی اور خاص عید الفطر کے دن بعد نماز ظہر اسی گاؤں میں آپ مدفون ہوئے۔

منقول ہے کہ جب آپ دفن کئے گئے تو آپ کی قبر کی مٹی سے مشک کی خوشبو آنے لگی۔ چنانچہ لوگ انتہائی تعجب کے ساتھ قبر کی مٹی کو سونگھتے تھے اور اُٹھا کر لے جاتے تھے اور ایک مدت دراز تک یہ سلسلہ جاری رہا کہ دور دور سے آ کر لوگ آپ کی قبر کی مٹی کو خوشبو کی وجہ سے اُٹھا کر لے جاتے تھے۔

❁ اولیاء رجال الحدیث: ۷۳ ❁

جیسی مائی ویسی جائی

’’جیسی مائی ویسی جائی‘‘...... ’’دودھ پر بودھ‘‘......(محاورہ)

یہ اصول دُنیا نے تسلیم کرلیا ہے کہ جیسی ماں ہوگی ویسا بیٹا ہوگا‘ کیونکہ دودھ کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ دلچسپ حکایت کے ذریعے سے آپ کو سمجھ آسکتی ہے کہ دودھ کا اثر کہاں تک اثر کرتا ہے۔

’’ایک شہزادہ کسی شہزادی پہ عاشق ہوگیا۔ ماں باپ نہ مانے ......تو دونوں نے طے کیا کہ کہیں بھاگ چلیں۔ وقت کا تعین ہوگیا۔ شہزادی نے اپنے اصطبل کا ایسا عمدہ گھوڑا نکالا جو چھوٹی موٹی خندقیں تو ایک چھلانگ میں پھلانگ جاتا تھا۔ اورکوئی گھوڑا...دوڑ میں اُس کا ثانی نہ تھا۔ وقت مقررہ پر شہزادہ بھیس بدل کر آیا۔ گھوڑے پر شہزادی کو بٹھایا اور دوڑ لگا دی‘ راستے میں ایک نہر کو کراس کرتے ہوئے گھوڑا نہر کے بیچ میں بیٹھ گیا۔ شہزادہ حیران ہوا۔ پانی کے بیچ میں بھینسیں بیٹھتی ہیں‘ گھوڑے کا کیا کام؟ شہزادی سے پوچھتا ہے یہ کیا چکر ہے؟ تُو تو کہتی تھی کہ خاندانی ہے۔ شہزادی کہنے لگی اتنا سنا تھا کہ اِس گھوڑے کی ماں کی ماں جب پیدا ہوئی تو اُس کی ماں مرگئی تھی۔ اُسے بھینس کا دودھ پلایا تھا۔ اِس گھوڑے کی نانی نے بھینس کا دودھ پیا تھا کہ وہ اثر ہے کہ یہ گھوڑا پانی کے بیچ بیٹھ گیا۔ شہزادے نے یہ بات سنتے ہی پیچھے مڑ کر کھینچ کے ایک تھپڑ مارا اور کہا چل واپس۔ کہنے لگی وجہ کیا ہے؟ شہزادے نے کہا: نانی نے دودھ پیا تھا اور اثر نواسے میں پہنچا۔ تُو آج بھاگ رہی ہے‘ کل کو تیری بیٹی بھی بھاگے گی۔ جیسی ماں ہوگی

Marfat.com

ویسا بیٹا ہوگا' کسی شاعر نے خوب کہا ہے ۔

بے ادب ماں باادب اولاد جن سکتی نہیں
معدن زر معدن فولاد بن سکتی نہیں

ماں نمازی ہوگی بیٹا نیک ہوگا...... ماں تہجد گزار ہوگی بیٹا ولی ہوگا...... ماں ولیہ کاملہ ہوگی بیٹا قطب زماں ہوگا...... ماں فاطمہ بنت اسد ہو تو بیٹا علی ہو گا...... ماں فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو بیٹا حسین رضی اللہ عنہ ہوگا...... ماں فاطمہ بنت عبداللہ صومعی ہو تو بیٹا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہوگا...... ماں بُری ہوگی بیٹا بدمعاش ہوگا ...... ماں چور ہو بیٹا ڈاکو ہوگا...... ماں گانے سنے بیٹا ایکٹر ہوگا۔

ایمرسن کہتا ہے ''انسان وہی کچھ ہوتے ہیں جو کچھ انہیں اُن کی مائیں بناتی ہیں''۔ ❖ ماں: ۳۱ از سید محمد مختار شاہ ❖

-•❖ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ❖•-

عبدالمجید مغل' احمد پور شرقیہ فرماتے ہیں کہ آج کل معاشرہ جس ڈگر پر چل رہا ہے اور جو ثقافتی یلغار ہو رہی ہے اور جس روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے خوبصورت نعروں میں ہم پھنس گئے ہیں وہاں سے نکلنا بہت ضروری ہے۔ ورنہ سارا نظام تباہ و برباد ہو جائے گا اور یہ روشن خیالی کا سیلاب ہم سب کو خشک و تر کو بہا لے جائے گا۔ اب بھی وقت ہے ہم اپنے گھروں' بیوی' بچوں کو سنبھال سکتے ہیں۔ ایک دوست بہت پریشان بیٹھے تھے' پیشے کے لحاظ سے وکیل ہیں۔ کہنے لگے کہ میرے بچے رات دیر تک ٹی وی دیکھتے رہتے ہیں اور خاص طور پر بچوں کی ماں رات گئے تک ٹی وی پر انڈین ڈرامے دیکھتی رہتی ہے اور رات کو دیر سے سونے کی وجہ سے صبح نہ تو بچے نماز پڑھتے ہیں اور نہ ہی بیوی نماز پڑھتی ہے۔ میں کہہ کہہ کر تھک گیا ہوں' مگر میری کوئی بات ہی نہیں سنتا۔ گھر والے کہتے ہیں کہ

Marfat.com

پرانے خیالات کا آدمی ہوں اور میرے اندر کسی بوڑھے کی روح آ گئی ہے۔ میرا دوست کہنے لگا کہ میں اسی پریشانی میں بیٹھا تھا کہ اچانک بچوں کی نانی کا فون آ گیا کہ میں بچوں کو ملنے کے لئے آ رہی ہوں۔ میں خوش ہو گیا کہ چلو بزرگ خاتون آ رہی ہیں۔ وہ نیک اور پانچ وقت کی نمازی ہوں گی انہیں کہوں گا کہ بچوں کو خاص طور پر اپنی بیٹی کو نصیحت کریں کہ وہ پانچ وقت نماز پڑھا کرے۔ بچوں کی نانی اماں پہنچ گئیں، میں مل کر اپنے دفتر چلا گیا۔ یہ سوچا کہ رات جب بچے سو جائیں گے پھر یہ بات کروں گا۔ رات کو جب گھر واپس آیا تو دیکھا کہ نانی اماں بچوں کے ساتھ بیٹھ کر بڑے مزے سے انڈین ڈرامے دیکھ رہی ہیں اور پچھلی قسطوں کا بھی حوالہ دے رہی ہیں اور اُن پر تبصرہ بھی کر رہی ہیں۔ میں حیران رہ گیا۔ سوچا اچھا فجر کی نماز کے بعد بات کروں گا۔ نانی اماں خیر سے صبح ۹ بجے سو کر اُٹھیں، کہنے لگیں بیمار رہتی ہوں اس لئے صبح جلدی اُٹھ نہیں سکتی۔ دوست کہتا ہے مجھے اتنا دکھ ہوا اور میں سوچنے لگا کہ بیٹی تو بیٹی، ماں کا بھی یہی حال ہے، وہ بھی نماز سے کوسوں دور ہے۔ بوڑھی نانی بھی اتنی ہی انڈین ڈراموں کی شوقین ہے جس قدر نوجوان لڑکیاں۔ ﴿ماہنامہ عبقری ستمبر ۲۰۱۰ء: ۳۱﴾

وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

﴿حاصل کلام﴾ :- عارف کھڑی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں......

دل تُمے دی کوڑی ہوندی، سنے پتراں بیّاں
جیہڑے عیب ماواں کماون، سویو کماون دھیاں

چھپکلی سے غیبی امداد کا سچا واقعہ

حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی فرماتے ہیں کہ اِنسان کو اللہ تعالیٰ نے اشرفُ المخلوقات بنایا ہے' مگر اِنسان بعض اوقات ایسی نیچ حرکت کرتا ہے' رشتے ناطے سب بھلا کر ایسا کام کرتا ہے کہ اِنسانیت کانپ اُٹھتی ہے۔ اِسی طرح کا ایک واقعہ مہربان حافظ محمد انور صاحب نے سنایا کہ دیا کے علاقہ جسے ''بیٹ'' کہتے ہیں۔ وہاں اکثر جرائم پیشہ افراد رہتے ہیں۔ تحصیل احمد پور شرقیہ میں ھتھیجی' خیر پور ڈاھا وغیرہ کے علاقے میں اکثر جرائم پیشہ لوگ رہتے ہیں یا اُن کے جرائم پیشہ افراد کے ساتھ کسی نہ کسی حوالے سے رابطہ رہتا ہے۔

مغرب کے بعد کوئی اکیلا شخص' موٹر سائیکل یا کار والا وہاں سے گزر نہیں سکتا۔ لوٹ لیتے ہیں' مغرب کے وقت ایک عورت اس علاقے سے گزر کر اپنے گھر کی طرف جارہی تھی اور بڑی جلدی میں تھی کہ مغرب سے پہلے پہلے گھر پہنچ جائے کہ اچانک اُس عوت کا چچازاد بھائی کالو خان آ گیا۔ اُس نے حیرت سے اُس عورت سے پوچھا کہ اِس وقت کہاں جارہی ہے' اُس عورت نے کہا کہ شکر ہے تم آگئے ہو' میں بہت پریشان تھی کہ گھر کیسے پہنچوں گی' کیونکہ میرے ساتھ ایک سال کا بچہ ہے اور مغرب بھی ہو رہی ہے۔ کالو خان نے کہا کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے' میں آگیا ہوں' میرے ساتھ چلو' میں گھر چھوڑ دیتا ہوں۔ اُس عورت نے کالو خان پر اعتماد کیا اور اُس کے ساتھ چل پڑی۔ تھوڑی دور جانے

Marfat.com

کے بعد کالو خان نے کہا کہ اُس کے دوست آئے ہوئے ہیں' اُن سے مل لوں' یہ کہہ کر چلا گیا' پانچ منٹ بعد آ گیا' تین افراد اُس کے ساتھ تھے۔ آتے ہی کالو خان نے کہا کہ "یہ لو تمہارا مال" مجھے ۶۰ ہزار روپے دے دو۔ اب عورت کو سمجھ آئی کہ میرے چچازاد بھائی کالو خان نے مجھے اِن ڈاکوؤں کے پاس ساٹھ ہزار روپے میں بیچ دیا ہے۔ عورت بہت روئی' قرآن کے واسطے دیئے' مگر کالو خان کا چہرہ بہت کرخت ہو چکا تھا' وہ بھول چکا تھا کہ یہ عورت اُس کی چچازاد بہن ہے۔ اِس دوران ڈاکوؤں نے کہا کہ ہم بچہ لے کر کیا کریں گے اور بچے نے بھی رونا شروع کر دیا تھا۔ کالو خان نے کہا کہ یہ کوئی مسئلہ نہیں۔ عورت نے بچے کو سینے سے لگایا ہوا تھا۔ کالو خان نے زبردستی بچے کو عورت سے چھینا اور ماں کے سامنے بچے کو دونوں ٹانگوں سے پکڑا اُلٹا پکڑ کر ایک ٹانگ ایک ہاتھ اور دوسری ٹانگ دوسرے ہاتھ میں لے کر چیر دیا' بچہ وہیں تڑپ تڑپ کر مر گیا اور بچے کو وہیں مٹی میں دبا دیا۔

آپ اندازہ لگائیں کہ ماں کے دل پر کیا گزری ہوگی۔ ایک تو اُس کو بیچ دیا گیا تھا' دوسرا اُس کی آنکھوں کے سامنے اُس کے ننھے لختِ جگر کو جس کی عمر صرف ایک سال تھی' پکڑ کر دو ٹکڑے کر دیا گیا۔ کالو خان نے ساٹھ ہزار روپے لئے اور گھر کی طرف چل پڑا اور ڈاکو اُس عورت کو اندھیرے کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے لے گئے' جب کافی دیر ہو گئی تو اُس عورت کے گھر میں پریشانی کے آثار نظر آنے لگے اور تلاش شروع کر دی' مگر عورت کا کہیں نام ونشان نہ ملا۔ ڈاکو عورت کو لے کر اپنے ٹھکانے کی طرف چل پڑے۔ کیونکہ راستہ خطرناک تھا۔ کوئی ذی روح نہیں تھا۔ عورت نے سوچا کہ شور مچاؤں گی تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ بس رونے پر زور دیا اور اللہ پاک سے فریاد کرتی رہی کہ اللہ پاک مدد فرما' ڈاکو اپنے پہلے پڑاؤ

پر پہنچے‘ سب لوگ تھکے ہوئے تھے۔ ڈاکوؤں نے اُس عورت کو حکم دیا کہ ہمارے لئے چائے بناؤ۔ یہ کل تین افراد تھے۔ اُس جگہ چائے کا سامان موجود تھا۔ عورت نے آگ جلا کر چائے بنانے کے لئے پانی رکھا اور پتی وغیرہ ڈال دی۔ اِس دوران دو چھپکلیاں لڑتی ہوئیں اُس چائے کی کیتلی میں آگریں۔ عورت نے کیتلی پر ڈھکن دے کر خوب گرم کیا کہ چھپکلیاں چائے میں ہی گل گئیں۔ ڈاکوؤں نے کہا کہ جلدی چائے لاؤ۔ اُس عورت نے چائے لا کر دی۔ ڈاکو تھکے ہوئے تھے جیسے ہی ایک ایک گھونٹ بھرا۔ تینوں ڈاکو بیہوش ہو گئے۔ اُس عورت نے فوراً ڈاکوؤں کی جیب سے پیسے نکالے جو تقریباً ایک لاکھ کے قریب تھے اور اُس جگہ سے نکل کر اندھا دھند بھاگنا شروع کر دیا۔ عورت کہتی ہے کہ مجھے کوئی پتہ نہیں تھا کہ میں کدھر جا رہی ہوں‘ بس ایک ہی دُعا لبوں پر تھی کہ یا اللہ مدد فرما۔ رات کی تاریکی تھی۔ بھاگتے بھاگتے پاؤں میں چھالے پڑ گئے اور صبح کے آثار بھی نظر آنے لگے اور دو چار گھر نظر آئے اور قریب ہی ٹریفک گزرنے کی آواز آئی۔ کچھ حوصلہ بڑھا۔ بھاگتے ہوئے جسم تھکن سے چور ہو گیا تھا‘ مگر ہمت نہ ہاری اور سڑک پر پہنچ گئی۔ ایک بس آئی اُس پر بیٹھ گئی‘ پتہ چلا کہ بس ملتان پہنچ گئی ہے۔ وہاں سے دوبارہ بس میں بیٹھ کر گھر پہنچ گئی۔ ایک ہفتہ بعد گھر پہنچی تھی۔ سب گھر والے عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ اُس عورت نے کہا کہ سب سے پہلے کالو خان کو لے کر آؤ اور یہ نہ بتانا کہ میں گھر آ گئی ہوں۔ خاص تاکید کی کہ کسی صورت میں بھی میری موجودگی کا علم کالو خان کو نہ ہو۔ کالو خان کو بلوایا گیا‘ کالو خان جب گھر آیا تو وہ عورت یک دم کالو خان کے سامنے آئی۔ جیسے ہی کالو خان نے اُس عورت کو دیکھا‘ اُس کا رنگ اُڑ گیا۔ اُس عورت نے سارا واقعہ بتلایا کہ کسی طرح اِس نے مجھے فروخت کیا اور میرے بیٹے کے دو ٹکڑے کیے اور کہا کہ اِس کو پکڑ لو۔

Marfat.com

سب لوگوں نے کالو خان کو پکڑ لیا۔ عورت نے کہا کہ چلو میں وہ جگہ دکھاتی ہوں جہاں میرے بیٹے کے دو ٹکڑے کیے اور دفن کیا۔ اِس دوران پولیس کو اطلاع دی گئی۔ پولیس کی موجودگی میں اُس جگہ کو کھودا گیا' ننھی ننھی ہڈیاں پڑی ہوئی تھیں۔ پولیس نے کالو خان کو گرفتار کر لیا۔ مقدمہ عدالت میں چلا' کالو خان کو سزا ہو چکی ہے۔ عورت کہتی ہے کہ میرے بچنے کے آثار نہیں تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے چھپکلیاں بھیج کر میری امداد فرمائی۔ اگر چھپکلیاں چائے میں نہ گرتیں تو میں شاید اُن کے چنگل سے آزاد نہ ہو سکتی تھی۔ ﴿ماہنامہ عبقری دسمبر ۲۰۱۰ء:۱۵﴾

(حاصلِ کلام) :- جب دل میں صدق و اخلاص ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی امداد فرماتا ہے جس طرح درجہ بالا واقعہ سے واضح ہے اور ظلم آخر ظلم ہی ہوتا ہے' جس کا انجام بہت بُرا ہوتا ہے اور اس کی سزا دُنیا میں ہی بھگتنا پڑتی ہے۔

صلی اللہ علی حبیبہ محمد و آلہ وسلم

Marfat.com

زانی کا نفسیاتی علاج

ایک نوجوان حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ ایسا ہوسکتا ہے کہ آپ مجھے زنا کی اجازت دے دیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مجلس میں موجود تھے' غصے سے کہنے لگے۔ کیا بکواس کرتے ہو؟ مگر حضور نبی کریم ﷺ نے اس نوجوان کو بڑے پیار سے اپنے پاس بلایا اور بٹھا لیا' فرمایا: کیا تمہیں یہ چیز پسند ہے کہ شہر کے لوگ تمہاری ماں کے ساتھ زنا کریں؟ کہنے لگا: نہیں؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم پسند کرو گے کہ لوگ تمہاری بہن کے ساتھ زنا کریں؟ اُس نے کہا: نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح دوسرے لوگ بھی اپنی ماں یا بہن سے زناء کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم پسند کرو گے کہ لوگ تمہاری بیٹی کے ساتھ زنا کریں؟ کہنے لگا' ہرگز نہیں آپ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح کوئی شخص تمہیں اپنی بیٹی سے زنا کرنے کی اجازت کیسے دے سکتا ہے اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنا دستِ مبارک اُس کے سینے پر پھیرا اور فرمایا۔

"اے اللہ! اِس کے گناہ معاف کر دے' اِس کا دل پاک کر دے اور اِس کی شرمگاہ کو محفوظ بنا دے"۔ کہتے ہیں اُس دن کے بعد زندگی بھر اُس نوجوان نے کسی غیر عورت کی طرف نظرِ بد سے بھی نہیں دیکھا۔ ﴿ معارج النبوۃ: ۳/۶۲۴ ﴾

-صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ-

﴿حاصل کلام﴾: — احادیث مبارکہ میں مومن مسلمان کا ایک خاص

Marfat.com

وصف بیان ہوا ہے کہ مومن جو اپنے لئے پسند کرتا ہے' دوسرے مسلمان بھائی کے لئے بھی وہی پسند کرتا ہے۔ اگر اسلام کے اس زریں اصول کو اپنا لیا جائے تو معاشرہ پرسکون ہو جائے' برائی کا نام ونشان تک ختم ہو جائے۔ جب کوئی اپنے اوپر ظلم وزیادتی برداشت نہیں کرتا تو دوسروں پر کیسے کرے گا۔

اِسلام کے اِس اصول کو اپناتے ہوئے جب ہر مسلمان اپنے لئے اچھائی ہی پسند کرے گا تو دوسروں کے لئے بھی اچھائی ہی پسند کرے گا' نہ اپنے لئے برائی پسند کرے گا اور نہ ہی دوسروں کے لئے برائی پسند کرے گا۔ اِس طرح معاشرے میں سکون ہی سکون ہوگا۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ

Marfat.com

والدین کی بے ادبی کا دُنیا میں انجام

والد کی بے ادبی

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مشہور ہے کہ ایک شخص اپنے والد کو کسی جگہ پر مار رہا تھا۔ کسی دوسرے شخص نے اُس لڑکے کو ایسا کرنے سے روکا تو اُس کے باپ نے جواب دیا کہ اِس کو کچھ نہ کہو، میں بھی اپنے والد کو اِسی جگہ پر مارا کرتا تھا اور مجھ کو بھی ایسا لڑکا نصیب ہوا، جو کہ مجھے مارتا ہے۔ اِس وجہ سے اِس پر کوئی گرفت نہیں بلکہ یہ میرے اعمال کی سزا ہے، جو میں بھگت رہا ہوں۔

بعض دانشوروں کی رائے ہے کہ جو شخص ماں باپ کا نافرمان ہو وہ اپنی اولاد سے خوشی حاصل نہیں کر سکتا اور جو شخص اپنے کاموں میں اور معاملات کے انجام دہی میں مشورہ نہیں کرتا وہ بامراد نہیں ہو سکتا اور جو شخص اپنے اہل خانہ سے اچھا سلوک نہیں کرتا وہ آرام اور لذتِ زندگی حاصل نہیں کر سکتا۔

﴿تنبیہ الغافلین، باب حقوقِ اولاد=۲۱۰﴾

-•❖❊﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾❊❖•-

آدھا کمبل باپ کے لئے

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ''مثنوی شریف'' میں لکھتے ہیں ایک نوجوان بیٹے نے اپنے بوڑھے باپ سے کہا ابا جان اگر آپ ہمارے گھر میں اسی طرح رہائش

Marfat.com

پذیر رہے تو ہمارے گھر کا نظام خراب ہوگا۔ روز روز کی پریشانی سے بہتر ہے کہ آپ کسی اور جگہ اپنا ٹھکانہ بنالیں۔ بوڑھے باپ نے کہا! بیٹا" اس عمر پیری میں اب کہاں جاؤں؟ بیٹا! اگر میری وجہ سے تمہیں تکلیف ہے تو مجھے خود کہیں لے جا کر چھوڑ آؤ۔ بیٹے نے کہا دُرست ہے' چلو میں آپ کو خود ہی چھوڑ آتا ہوں۔ باپ بیٹا دونوں چلنے لگے تو اُس بوڑھے کے پوتے نے کہا: میں بھی بابا جی کے ساتھ جاؤں گا۔ جوان بیٹا کہنے لگا: ٹھیک ہے' تم بھی چلو۔ باپ' بیٹا اور پوتا تینوں چلتے چلتے جب ایک جنگل میں پہنچے' تو جوان بیٹے نے اپنے بوڑھے باپ کو ایک پرانا کمبل تھمایا اور کہا" لو تم یہاں اپنی زندگی بسر کرلو" اور اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر واپس ہونے لگا تو نوعمر پوتے نے جب یہ منظر دیکھا تو کہنے لگا" ابو! آپ ذرا ٹھہریئے۔ وہ رُک گیا' تو اس بچے نے اپنے دادے سے کمبل اُچک لیا۔ اور اس کے دو ٹکڑے کر کے ایک ٹکڑا دادا جان کو دے دیا اور دوسرا ٹکڑا ساتھ لے کر اپنے ابو کے پاس آگیا۔ نوجوان نے اپنے بیٹے سے کہا:" تم نے اپنے دادا جان کا آدھا کمبل کیوں لے لیا ہے؟" نوعمر بچے نے کہا: آج تم جوان اور تمہارا باپ بوڑھا ہے۔ تم نے اسے ایک کمبل دے کر گھر سے نکال دیا ہے۔ میں نے دادا جان کے کمبل کے دو ٹکڑے کر کے ایک لے لیا ہے۔ تاکہ کل جب میں جوان ہو جاؤں اور آپ بوڑھے ہو جائیں' تب یہی آدھا کمبل دے کر تمہیں بھی گھر سے نکال دوں۔ چنانچہ نوجوان نے اسی وقت اپنے والد سے معافی مانگی اور انھیں اپنے گھر لے آیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں دُعا ہے کہ وہ ہمیں حضور سید المرسلین ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے اپنے والدین کا فرمانبردار بنائے...... امین۔ ﴿الخطیب: ۲/۲۳۴﴾

❖❖ ﴿صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم﴾ ❖❖

Marfat.com

مجھے دریا میں ذرا آگے پھینکو

ایک نوجوان اپنے باپ کو بہانہ بنا کر دریا میں پھینکنے کے لیے اُٹھا کر لے گیا۔ جب اپنے والد کو دریا میں پھینکنے لگا تو اُس نے کہا تھوڑا سا آگے پھینکنا۔ بیٹے نے پوچھا کیوں! تو اُس نے کہا کہ یہاں میں نے اپنے باپ کو پھینکا تھا۔ بس اتنی سی بات سے اُس کی آنکھیں کھل گئیں۔ دِل میں سوچا کہ اگر آج میں اسے دریا میں پھینکوں گا تو جس طرح میرے باپ نے اپنے باپ کو دریا میں پھینکا تھا' آج میں اُسے پھینکنے لگا ہوں' کل میری اولاد مجھے اس سے بھی ذرا آگے پھینکے گی۔ اِس طرح ہمارے خاندان میں یہ ہمیشہ کے لئے ریت پڑھ جائے گی۔ اس بُرے فعل سے توبہ کی' باپ کا دِل بھلانے لگا' اور کہنے لگا میں تو تمہیں سیر کرانے کے لئے لایا تھا۔ اُسی وقت گھر میں لے گیا' سارے گھر والوں کو ساری صورتِ حال سے آگاہ کر دیا۔ پھر کیا تھا' کوئی پانی لا رہا ہے' کوئی پاؤں دبا رہا ہے اور کوئی کھانا لا رہا ہے۔

پھر اُس کے بعد اگر کوئی بات کرتا تو اُس کو اُسی وقت روک دیا جاتا۔ اگر عورت تنگی کی بات کرتی تو اُس کو صاف کہا جاتا کہ یہاں تو ان کی خدمت کرنی پڑھے گی' ورنہ کوئی اور گھر جا کر بسا لو۔ اِس طرح وہ سارا گھر خوشیوں کا گہوارہ بن گیا اور ہنسی خوشی اپنی گزر اوقات کرنے لگے۔

بیٹے اک بوڑھے کو دریا میں بہانے کے لئے : لے گئے ساتھ بہانے سے نہانے کیلئے
اک جٹھانی کی سفارش تھی کرو کام تمام : اِس مصیبت سے کہیں جان چھڑانے کے لئے
ملک الموت نے آنے میں بڑی دیر لگائی : خود ہی لے جاؤ اِسے اُس سے ملانے کے لئے
جب وہ دریا میں گرانے لگے، بوڑھے نے کہا : ہاں! ذرا آگے' مجھے موت دلانے کے لئے
مصلحت پوچھی تو بولا میں نے والد کو یہاں : پھینکا جب بھاگ اٹھا جان بچانے کے لئے

Marfat.com

اتنی سی بات سے روشن ہوئیں آنکھیں تو کہا : ''آپ کو لائے تھے ہم سیر کرانے کے لئے''
لے گئے گھر میں اُسے عزت وتکریم کے ساتھ : بیٹھے بستر پہ سبھی پاؤں دبانے کے لئے
اور جٹھانی کو بھی خدمت کی ہدایت کر دی : ورنہ جائے کوئی گھر اور بسانے کے لئے
اپنا اوروں سے سلوک آج ہے مرقوم صدا! : ہمیں پیش آنے کو آئندہ زمانے کے لئے

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

باپ کو جوتا مارنے سے بیٹے سے جوتا کھانا پڑا

حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی ایڈیٹر ''ماہنامہ عبقری'' لاہور فرماتے ہیں کہ ایک دوست نے ایک واقعہ سنایا ہے کہ ہمارے قریب ہی ایک گھرانہ رہتا ہے۔ والد کی عمر ۶۰'۶۵ سال کے قریب ہے لیکن اُن کے چہرے پر خوشحالی کے آثار نہیں ہیں بلکہ پریشانی اور ویرانی ٹپکتی رہتی ہے۔ معاشی لحاظ سے بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ مگر اس کے باوجود ان کے گھر میں ہر وقت دنگا فساد رہتا ہے۔ باپ اور بیٹا ہر وقت آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں اور لڑائی کی بظاہر وجہ بھی سمجھ نہیں آتی۔ باپ اور بیٹا ایک دوسرے کو بہت زیادہ گالیاں دیتے ہیں۔ ایک دن والد روتا ہوا آیا' انتہائی دکھ کے لہجے میں روتے ہوئے شکایت کی کہ آج بیٹے نے انتہا کر دی ہے۔ پہلے تو بیٹا مجھے گالیاں دیتا تھا لیکن آج اس نے مجھے جوتا اتار کر مارا ہے۔ سب لوگ اکٹھے ہو گئے۔ بیٹے کو بلایا گیا' ایک بزرگ جو قریب ہی رہتے ہیں اور اس خاندان کو عرصہ دراز سے جانتے ہیں اور اس لڑکے کے دادا کو بھی جانتے ہیں' وہ بلا کر بیٹے کو نصیحت کرنے لگے کہ والد کا مقام بہت اونچا ہے۔ جس نے بھی والد کو مارا ہے وہ ہمیشہ ذلیل وخوار ہوا ہے۔ دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی رسوائی ملتی ہے۔ جب یہ بزرگ بیٹے کو نصیحت کر رہے تھے

Marfat.com

بجائے بیٹے کے والد نے رونا شروع کر دیا اور روتے روتے ہچکی بندھ گئی اور بار بار یہی کہتا تھا کہ یہ بزرگ صحیح فرما رہے ہیں۔ لوگوں نے سمجھا بجھا کر باپ بیٹے کو گھر بھیج دیا اور بیٹے نے آئندہ نہ مارنے کا وعدہ کیا۔ جب تمام افراد چلے گئے تو وہ بزرگ رک گئے' ہم صرف ۲' ۳ آدمی بچ گئے' ان بزرگ نے عجیب بات بتائی کہ جب ہم بیٹے کو نصیحت کر رہے تھے اور صلح کی باتیں کر رہے تھے۔ تو اُس وقت آپ نے ایک بات نوٹ کی ہوگی کہ جب میں بیٹے کو نصیحت کر رہا تھا تو باپ زاروقطار رو رہا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب یہ شخص خود بیٹا تھا اور اِس کا باپ زندہ تھا اِس نے اپنے والد کو جوتا مارا تھا اور میں نے اِس شخص کو جو اِس وقت باپ ہے' یہی نصیحت کی تھی کہ والد کا مقام بہت بڑا ہے' لیکن اِس نے میری بات نہ مانی ۔آج اِس کے بیٹے نے اِس کو جوتے سے مارا ہے۔ یہ مکافاتِ عمل ہے۔ وقت کا پہیہ چل رہا ہے۔ جس نے آج جو کچھ زیادتی کی اُس کو اِس کا جواب ضرور ملے گا' مگر اِنسان سوچتا نہیں ہے۔ ﴿ماہنامہ عبقری/ اکتوبر ۲۰۰۹ء::۲۸﴾

صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

والدہ کا نافرمان گدھے کی شکل میں

حضرت ابوقزاعہ نے اپنا یا کسی اور سے نقل کر کے اس کا واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ ہم کچھ لوگ اپنے گھر اور بصرہ کے درمیان واقع چشموں کے پاس سے گذرے تو گدھے کی رینک سنی۔ ہم نے مقامی لوگوں سے پوچھا کہ یہاں گدھے کی رینک کہاں سے آئی ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہاں ایک شخص ہمارے پاس رہا کرتا تھا۔ اس کی ماں اس کو کچھ کہتی تو وہ کہتا کہ گدھی کی طرح رینک۔ اس کی ماں کہتی کہ اللہ تجھے گدھا بنادے۔ چنانچہ جب اُس کا اِنتقال ہوا

تو ہر رات اُس کی قبر سے گدھے کی رینک سنائی دیتی ہے۔

﴿❖ من عاش بعد الموت مترجم: ۴۵/ امام ابوبکر بن ابی الدنیا ❖﴾

-•❖❁﴿صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ﴾❁❖•-

والدہ کو گدھی کہنے والا خود گدھا بن گیا

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کسی ضرورت سے کہیں جا رہا تھا' اچانک راستے میں ایک گدھا دیکھا جو زمین سے اپنی گردن نکال کر میرے سامنے ڈھینچوں' ڈھینچوں کی آواز نکال کر دوبارہ زمین کے اندر چلا گیا۔ میں اپنے ضروری کام کی جگہ پہنچا تو اُنہوں نے کہا کہ کیا ہوا آپ کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا ہے؟ میں نے اُن کو راستے کا واقعہ بتایا تو اُنہوں نے کہا کہ کیا آپ کو اُس کا واقعہ معلوم ہے؟ میں نے کہا: نہیں! انہوں نے کہا کہ دراصل یہ اِس محلے کا لڑکا تھا۔ اِس کی ماں یہاں سے قریب ہی ایک خیمہ میں رہتی ہے۔ زندگی میں جب اِس کی ماں اِس کو کسی بات کی فرمائش کرتی وہ اس کو گالی دیتا اور کہتا کہ تم سوائے گدھی کے کچھ نہیں ہو۔ یہ کہہ کر ماں کے منہ پر جا کر تین مرتبہ رینکتا اور پھر زوردار قہقہہ لگاتا۔ مرنے کے بعد جب سے ہم نے اِس کو دفنایا' یہ روزانہ اُس دفن کے وقت (جو کہ عصر وقت تھا) اپنا سر باہر نکال کر اپنے خیمے کی جانب رخ کر کے تین مرتبہ اِس طرح رینکتا ہے۔ اس کے بعد قبر میں چلا جاتا ہے۔

-•❖❁﴿صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ﴾❁❖•-

ایک دوسری روایت میں حضرت عبداللہ بن ابی الہذیل نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص تھا جب بھی اُس کی والدہ اُس سے کوئی بات کرتی وہ اُس کے منہ پر جا کر تین مرتبہ گدھے کی طرح رینکتا اور والدہ کو کہتا کہ تم گدھی ہو۔ جب سے اُس کا انتقال ہوا وہ روزانہ عصر کے بعد اَپنی قبر سے اِس طرح نکلتا ہے کہ اُس کی قبر

Marfat.com

سے گدھے کا ایک سر سینہ تک باہر نکلتا ہے اور تین مرتبہ رینک کر پھر قبر میں لوٹ جاتا ہے۔

﴿ من عاش بعد الموت مترجم: ۴۵/از امام ابوبکر بن ابی الدنیا ﴾

صلی اللہ علی حبیبہ محمد و آلہ وسلم

ماں کو ایک جوتا مارا' اب روزانہ جوتے پڑتے ہیں

حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی ایڈیٹر ''ماہنامہ عبقری'' لاہور فرماتے ہیں کہ ہمارے پڑوس میں ایک پٹواری صاحب رہا کرتے تھے' گھر میں دولت کی ریل پیل تھی' کھانا پینا اچھا تھا، لوگوں کا آنا جانا رہتا تھا' گویا گھر میں کسی چیز کی کمی نہیں تھی۔ اگر کوئی چیز نہیں تھی تو وہ تھا ''سکون''۔ پٹواری صاحب نے دو شادیاں کیں پہلی بیوی سے ایک بیٹی ہے' بیٹی بھی نہایت خوبصورت اور صحت مند تھی مگر بیٹی انتہائی منہ پھٹ اور بدزبان تھی اور بات بات پر بگڑ جاتی تھی۔ بے جا پیار اور دولت نے اُسے بگاڑ دیا تھا۔ اُس بیٹی نے اَپنے ماں باپ کا ناک میں دم کیا ہوا تھا۔ ماں باپ تو کیا خود پڑوسی بھی تنگ تھے۔ کیونکہ جب بیٹی کو غصہ آتا تو وہ بے قابو ہو جاتی۔ ہمارے گھر اُس کی ماں کا آنا جانا تھا۔ ایک دن اسکی ماں نے اَپنے دل کا حال سنایا اور عجیب بات کہی کہ سنا ہے ''جیسی کرنی ویسی بھرنی''۔ سب متوجہ ہو گئے کہ پٹواری کی بیوی کیا کہہ رہی ہے۔ اُس نے کہا کہ میں بھی غصہ کی بہت تیز تھی مگر اب بچے جوان ہو گئے ہیں تو غصہ کم ہو گیا ہے۔ میں بھی اِسی طرح ماں کے ساتھ لڑتی تھی اور میں نے بھی غصہ میں آکر ایک دفعہ اپنی ماں کو جوتا مارا تھا' لیکن میری بیٹی تو روزانہ مجھے جوتے مارتی ہے اور زور زور سے رونے لگی۔ کہنے لگی کہ مجھے بہت پچھتاوا ہے' اپنی غلطی کا احساس ہے' مگر مجبور اور بے بس ہوں اور

Marfat.com

پریشان ہوں' روزانہ اپنی غلطی کی معافی مانگتی ہوں۔ مجھے پتہ ہے کہ میں نے اپنی ماں کو جوتا مارا تھا۔ مجھے اُس ایک جوتا مارنے کی سزا میں روزانہ جوتے پڑتے ہیں مگر اُس وقت میری آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور اَب میری بیٹی کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی ہے۔ ﴿ماہنامہ عبقری/اکتوبر ۲۰۰۹ء::۲۸﴾

-❁❁ ﴿صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ﴾ ❁❁-

ماں کو گھر سے نکالنے کا انجام

پشاور کے رہنے والے علی نامی ایک شخص فرماتے ہیں کہ ہمارے عزیز ہیں' وہ تین بھائی ہیں اور دو بہنیں ہیں۔ سب کی شادیاں ہو چکی ہیں اور ہر کوئی اپنے گھروں میں خوش و خرم ہے۔ ان کی والدہ حیات تھیں اور کافی بوڑھی ہو چکی تھیں اور ذہنی اور جسمانی بیماریوں میں مبتلا تھیں۔ پہلے بڑے بیٹے کے گھر میں رہائش پذیر تھیں۔ اسی طرح سب بیٹوں کے گھروں میں رہتی تھیں۔ لیکن سب سے چھوٹے بیٹے سے اُن کو زیادہ اُنس و محبت تھی اور انہوں نے چھوٹے بیٹے کی شادی بڑی محبت سے کی تھی اور ان کی کوشش ہوتی تھی کہ زیادہ سے زیادہ وقت اپنے چھوٹے بیٹے کے گھر میں بسر کریں لیکن چھوٹی بہو ذرا تیز مزاج کی تھیں...... ہر وقت لڑنے کیلئے تیار رہتی تھی...... خاص طور پر اُس کو اپنی ساس سے چڑ تھی۔ شروع شروع میں تو بیٹے نے بیوی سے احتجاج کیا اور بیوی کو سمجھاتا رہا' مگر بیوی حاوی ہوتی گئی اور آخر کار بیوی نے مطالبہ کیا کہ اپنی ماں کو گھر سے نکال دو۔ اگر ماں گھر میں رہے گی تو وہ گھر سے چلی جائے گی۔ چھوٹے بیٹے نے کافی سوچ بچار کے بعد اپنی اماں سے کہا کہ "اماں آپ کی وجہ سے میرا گھر اجڑ رہا ہے"۔ ماں بات سمجھ گئی کہ بیٹا گھر سے نکال رہا ہے۔ بیٹے سے کہا کہ تم اپنی بیوی کے ساتھ

Marfat.com

خوش رہو اور آپ چپکے سے اپنی بیٹی کے گھر آ گئیں' تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ماں کا بیٹی کے گھر میں انتقال ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد اُسی چھوٹے بیٹے کو فالج ہو گیا۔ دایاں حصہ مفلوج ہو گیا' زبان بند ہو گئی' پیشاب' پاخانہ بھی چارپائی پر کرنے لگا۔ بیوی نے بھی خدمت شروع کر دی۔ ڈاکٹروں سے علاج کرایا مگر افاقہ نہ ہوا۔ حکیموں سے علاج کرایا مگر بیماری ویسی رہی اور بیماری کا دورانیہ بڑھنے لگا۔ اب بیوی نے ناک چڑھانا شروع کر دیا اور منہ میں بڑبڑانا شروع دیا۔ پہلے خاوند کے اشارے پر بھاگتی آتی تھی' اب دیر سے آنا شروع کر دیا۔ مزید اس نے محسوس کیا کہ گھر میں غیر افراد کا آنا جانا ہے۔ اب وہ اشاروں سے بتانا چاہتا تھا مگر سمجھا نہیں سکتا تھا۔ اب بیوی نے بالکل پرواہ کرنا چھوڑ دی اور ہمارے عزیز صرف ایک لفظ بول سکتے تھے' وہ تھا ''ماں''۔ بس دوسرا لفظ بول نہیں سکتے تھے۔ دایاں حصہ مفلوج تھا' لکھ نہیں سکتے' اب بھی یہی صورتحال ہے۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ ٹینشن مت لیں ورنہ بیماری مزید بڑھے گی۔ اس کا سارا جسم اِس وقت بے حس ہو گیا جب بیوی نے کہا کہ اب وہ اس کے ساتھ نہیں رہ سکتی اور طلاق کا مطالبہ کیا۔ اپنے ساتھ اسٹامپ والے کو بھی لے آئی اور طلاق نامہ پر ہاتھ پکڑ کر انگوٹھا لگوایا اور اس حالت میں چھوڑ کر چلی گئی۔ اب معلوم ہوا ہے کہ دوسری شادی کر لی ہے۔

لمحہ فکریہ ہے کہ جس بیوی کی خاطر ہمارے عزیز نے ماں کو گھر سے نکالا تھا اُسی بیوی نے بیماری کی وجہ سے اس کو چھوڑ دیا۔ اب موت کا انتظار ہے مگر موت نہیں آتی اور اذیت روز بروز بڑھ رہی ہے۔ آنسو ہیں کہ ہر وقت رواں ہیں کیا یہ آنسو ماں کو گھر سے نکالنے کا ازالہ ہو سکتے ہیں؟ اللہ معاف فرمائے۔

✤ ماہنامہ عبقری/ مارچ ۲۰۰۹ء: 36 ✤

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم

Marfat.com

﴿حاصل کلام﴾: ۔ اِن واقعات سے پتہ چلا کہ والدین کی نافرمانی اتنا بڑا جرم ہے کہ جس کسی نے اپنے والدین کو گالی دی' مارا یا کوئی ایسے الفاظ نکالے جن سے اُن کی عزت میں فرق آتا ہو تو اُس کو اس فعل کی سزا اِس دُنیا میں ہی مل کے رہی۔ اگر کسی نے اپنے والد کو مارا تو اُسے بھی مار پڑی' اگر پانی میں پھینکا تو اُسے بھی پانی میں پھینکا گیا' باپ کو جوتا مارا تو اُسے بھی اپنی اولاد سے جوتے کھانے پڑے۔ والدہ کو گدھے سے تشبیہ دی تو خود گدھا بن گیا۔ ماں کو جوتا مارا تو اپنی بیٹی سے روز جوتے کھانے پڑھے' جس بیوی کی خاطر ماں کو گھر سے نکالا آخرکار وہی بیوی بے یار و مددگار چھوڑ کر چلی گئی۔

الغرض جو کوئی جس طرح اپنے والدین سے سلوک کرے گا' اُس کی اولاد بھی اُس کے ساتھ اُسی طرح کا سلوک کرے گی۔ لہٰذا والدین کی بے ادبی نہیں کرنی چاہئے بلکہ اپنے والدین کی فرمانبرداری' ادب و احترام کرکے دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کرنی چاہیئے۔

۔۔ صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم ۔۔

Marfat.com

والدین کی خدمت کا صلہ

ماں کی دعا

اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ دریا کی طرف نکل کر جاؤ تو عجیب شئے نظر آئے گی۔ چنانچہ وہ گئے اور کچھ نہ ملا۔ اُنھوں نے اپنے وزیر آصف کو حکم دیا کہ دریا میں غوطہ لگائیں۔ اُنھوں نے غوطہ لگایا تو کافور کا ایک قبہ ہاتھ آیا' جس میں چار دروازے تھے' ایک دروازہ موتی کا' دوسرا یاقوت کا' تیسرا جوہر کا' چوتھا زبرجد سبز کا تھا' سب دروازے کھلے تھے اور پھر بھی اُن میں سے ایک قطرہ پانی اندر نہ جاتا تھا اور اُس کے اندر ایک خوب صورت جوان تھا جو کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اُس کے پاس گئے اور اُس سے حال پوچھا تو اُس نے بیان کیا کہ میرا باپ اپاہج تھا اور ماں اندھی تھی' میں نے سات برس تک دونوں کی خدمت کی' جب میری ماں کے مرنے کا وقت آیا تو اُس نے کہا: اے اللہ! اپنی طاعت میں اِس کی عمر دراز کر دیجئے اور جب میرے باپ کی وفات کا وقت آیا تو اُس نے کہا: اے اللہ! میرے لڑکے سے ایسے مقام میں خدمت لیجئے جہاں شیطان کو اُس پاس تک راہ نہ ملے۔ چنانچہ اُن کی وفات کے بعد ایک دن میں دریا کی طرف آیا اور مجھے یہ قبہ نظر پڑا' میں اس میں گھس آیا۔ سلیمان علیہ السلام نے پوچھا تو کس زمانہ میں تھا۔ اُس نے کہا: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے تاریخ جو دیکھی تو معلوم ہوا کہ دو

Marfat.com

ہزار چار سو برس گزر چکے ہیں اور اُس کا ایک بال بھی سفید نہیں ہوا۔ پھر آپ علیہ السلام نے پوچھا کہ تیرا کھانا پینا کیا ہے۔ اُس نے کہا کہ ایک پرندہ میرے پاس کچھ زرد چیز لئے آدمی کے سر کی طرح آتا ہے' جب میں اُسے کھاتا ہوں تو مجھے اُس میں سے دُنیا کی ہر نعمت کا مزہ آتا ہے' مجھ سے بھوک' پیاس' گرمی' سردی' غفلت' وحشت سب جاتی رہتی ہے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُس کو اجازت دی اور وہ اپنے قبہ کی طرف دریا میں واپس چلا گیا۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

باپ کی خدمت کا صلہ

ایک شخص کے تین لڑکے تھے۔ جب وہ سخت بیمار ہو گیا تو بڑے بھائی نے اپنے چھوٹے بھائیوں سے کہا کہ تم مجھے تو اِس کی خدمت کر لینے دو اور اُس کی میراث تم لے لینا۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور وہ مرتے دم تک اپنے باپ کی خدمت کرتا رہا۔ پھر اُس نے خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ فلاں مقام پر جا اور وہاں سے ایک اشرفی لے لے۔ اُس نے کہا اس میں میرے لئے برکت بھی ہوگی۔ کہنے والے نے کہا نہیں تو اُس نے نہ لی۔ پھر دوسری شب اُس نے دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ وہ فلاں مقام سے دس اشرفیاں لے لے۔ اُس نے کہا: اُس میں برکت بھی ہوگی' پھر بھی جواب نہ ملا کہ نہیں۔ اُس نے پھر کچھ نہ لیا۔ تیسری شب کو خواب دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ فلاں مقام سے ایک اشرفی لے لے اور اُس میں تیرے لئے برکت ہوگی۔ جب صبح ہوئی تو اُس نے اشرفی لے کر اُس کی ایک مچھلی خریدی' اُس کے اندر اُسے دو جوہر ملے' اُن دونوں کو اُس نے بادشاہ کے ہاتھ ساٹھ ہزار اشرفیوں کو فروخت کیا پھر اُس نے خواب میں دیکھا کہ کو

Marfat.com

ئی کہتا ہے کہ لے تو نے جو اپنے باپ کی خدمت کی ہے' اُس کا یہ صلہ ہے۔

-•❖❋﴿صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ﴾❋❖•-

ماں کی دُعا

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام انطا کیہ سے شام کا ارادہ کر کے چلے تو تھک گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس وحی بھیجی کہ اِس پہاڑ کی وادی میں اِدھر اُدھر کے آئے ہوئے لوگ ہیں' وہیں میرا ایک بندہ بھی ہے' اُس سے سوار ہونے کے لئے کوئی شئے لے لیجئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب وہاں پہنچے تو اُسے نماز پڑھتے ہوئے پایا' جب وہ فارغ ہوا تو اُس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے بندۂ خدا مجھے سواری چاہئے۔ اُس نے آسمان کی طرف نظر اُٹھائی تو دیکھا کہ ابر کا ٹکڑا چلا جا رہا ہے' اُس نے کہا: اے ابر کے ٹکڑے! اُتر آ اور اس بندہ کو سوار کر کے جہاں جانا چاہتا ہو پہنچا دے' چنانچہ وہ ابر اُتر کر زمین سے لگ گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اُس پر سوار ہو کر چل دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: آپ جانتے ہیں کہ میں نے یہ مرتبہ اِسے کیوں عطا کیا ہے۔ اُنھوں نے کہا: اے رب! نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: مرتے دم اِس کی ماں نے اِس سے ایک حاجت چاہی تھی' اِس نے اُسے فوراً پورا کر دیا تو اُس کی ماں نے اُسے دُعا دی تھی کہ اے اللہ! جیسے اِس نے میری حاجت پوری کی ہے آپ اِس کی حاجت پوری کیجئے۔ اگر یہ مجھ سے یہ بھی درخواست کرے کہ آسمان کو زمین پر الٹ دوں جب بھی منظور کر لوں۔

-•❖❋﴿صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ﴾❋❖•-

ماں کے قدم چومنے کا اجر

کسی نے استاذ ابو اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا کہ میں نے شب گذشتہ کو خواب میں دیکھا ہے گویا آپ کی داڑھی جواہر اور یاقوت سے مرصع ہے۔ انھوں نے کہا تم نے سچ کہا کیونکہ شب گذشتہ کو میں نے اپنی ماں کے قدم چومے تھے۔

-•❖❀ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ❀❖•-

ماں کی دُعا

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب "المنتظم فی تواریخ الامم" میں بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے درخواست کی کہ جنت میں جو اُن کا رفیق ہوگا اُسے دکھلا دے۔ ارشادِ خداوندی ہوا کہ فلاں شہر میں جائیے' وہاں آپ کو ایک قصاب ملے گا' وہی آپ کا جنت میں رفیق ہوگا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُس کو دوکان میں جا کر دیکھا تو اُس کے پاس ایک تھیلا دھرا ہوا تھا۔ اُس نوجوان حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا: اے خوبرو کیا تم میرا مہمان بننا پسند کرتے ہو؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا' ہاں۔ چنانچہ وہ انھیں اپنے گھر لے گیا اور اُن کے سامنے کھانا چنا اور جب بھی دو ایک لقمہ کھاتا تھا تو دو لقمے اُس تھیلی میں دھرتا جاتا تھا' اسی حال میں تھا کہ دفعتہً کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ وہ جوان اچھل کر گیا اور تھیلا چھوڑتا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو اُس تھیلے کے اندر دیکھا تو اُس میں ایک بڈھے اور ایک بڑھیا کو پایا' جو دونوں اتنے بڈھے ہو گئے تھے' جیسے چڑیا کا بچہ' جس کے ابھی پَر نہ نکلے ہوں۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انھیں دیکھا تو دونوں مسکرائے اور آپ علیہ السلام کی رسالت کی گواہی دیکر انتقال کر گئے۔ پھر جب وہ جوان آیا تو اُس نے تھیلی میں دیکھا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں کو بوسہ دیا

اور کہنے لگا آپ موسیٰ (علیہ السلام) اللہ کے رسول ہیں۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا تجھے کس نے بتلایا۔ اُس نے کہا انہی دونوں شخصوں نے جو تھیلی میں تھے۔ یہ دونوں میرے ماں باپ ہیں' بہت بوڑھے ہوگئے تھے' اِس لئے میں انھیں تھیلی میں لئے لئے پھرتا تھا' کیونکہ مجھے ڈر لگتا تھا کہ کہیں ان کو کوئی تکلیف نہ ہو اور میں کبھی بھی بغیر اِن کو کھلائے پلائے کھاتا پیتا نہ تھا۔ پہلے وہ کھا پی لیتے تھے پھر میں کھاتا پیتا تھا اور وہ دونوں خدا سے روزانہ دُعا مانگا کرتے تھے کہ ان کی جان نہ نکلے جب تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زیارت نہ کرلیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُس سے کہا کہ میں نے تیری ماں کے لب ہلتے ہوئے دیکھے تھے۔ اُس نے کہا کہ جب وہ شکم سیر ہوتی تھی تو کہا کرتی تھی کہ اے اللہ اس ہمارے بیٹے کو جنت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہم نشین بنائیو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اچھا تو پھر اس کا مژدہ سُن لے کہ تو جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم

باپ کی نصیحت پر عمل کا اجر

بنی اسرائیل میں ایک مرد صالح تھا اور اُس کا ایک نیک لڑکا تھا۔ جب اُس کو موت آنے لگی تو اُس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ خدا کی نہ جھوٹی قسم کھانا' نہ سچی۔ جب وہ مر گیا تو لوگوں میں اُس کے چرچے پڑے اور بنی اسرائیل اُس کے پاس پہنچے اور ہر ایک کہتا تھا کہ تیرے باپ کے ذمہ میرا اتنا اتنا مال ہے۔ وہ دے دیتا تھا' یہاں تک کہ بالکل محتاج ہو کر رہ گیا۔ اس کے بعد اپنی بی بی اور دو بچوں کو لے کر سفر دریا کے لئے نکلا۔ اتفاق سے کشتی شکستہ ہوگئی اور ہر شخص ایک ایک تختہ پر رہ گیا۔ وہ شخص ایک جزیرہ میں جا نکلا۔ اُسے ایک منادی نے آواز دی کہ اے اپنے

Marfat.com

ماں باپ کے ساتھ سلوک کرنے والے خدا کو منظور ہے کہ تیرے لئے خزانہ نکال دے اور وہ فلاں مقام میں ہے۔ چنانچہ وہاں سے اُس نے خزانہ نکال لیا۔ اتفاق سے اللہ تعالیٰ نے اُس کے پاس کچھ اور لوگ پہنچا دیئے۔ اُس نے اُن کے ساتھ احسان کیا۔ لوگوں میں اُس کے چرچے ہونے لگے اور لوگ وہاں جانے لگے۔ یہاں تک کہ اُس جزیرہ میں ایک شہر آباد ہو گیا اور وہ شخص وہاں کا سردار بن گیا۔ اُس کے بڑے لڑکے کو اُس کی خوش خصالی کی خبر پہنچی وہ بھی اُس کے پاس گیا۔ اُس نے اُسے مقرب بنالیا' لیکن پہچانا نہیں پھر اُس کے دوسرے لڑکے نے سُنا وہ بھی وہاں گیا اور اُس نے اُسے بھی مقرب بنالیا۔ اس کے بعد اُس کی بی بی کے اُس خاوند نے سنا جس کے پاس اب وہ عورت تھی' وہ بھی پہنچا' لیکن جزیرہ کے قریب آیا تو عورت کو جہاز میں چھوڑ کر تنہا تحفہ لے کر اُس کے پاس حاضر ہوا اُس نے اُس کو بھی مقرب بنالیا اور اُس سے کہا کہ آج شب یہیں آرام کر۔ اُس نے کہا کہ میں ایک عورت کو جہاز میں چھوڑ آیا ہوں اور میری عادت ہے کہ اُس کا کام میں کسی دوسرے کے سپرد نہیں کرتا۔ اُس شخص نے جواب دیا کہ میں دو شخصوں کو اُس کے پاس بھیج دیتا ہوں' وہ آج کی شب اُس کی نگہبانی کرتے رہیں گے۔ چنانچہ دو شخص گئے اور جب وہ وہاں پہنچے تو ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ ہم کو بادشاہ نے حکم دیا ہے کہ اِس عورت کی حفاظت کریں' لیکن ہمیں ڈر ہے کہ کہیں سو نہ جائیں' پس مناسب ہے کہ جو کچھ تم نے حالات دیکھے ہوں تم بیان کرو اور جو کچھ میں نے دیکھے ہوں میں بیان کروں۔ چنانچہ ایک نے کہنا شروع کیا کہ میرا ایک بھائی تھا' جس کا تیرا ہی سا نام تھا' میرے والد ماجد فلاں شہر سے سوار ہو کر سفر دریا نکلے' اتفاق سے کشتی شکستہ ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا۔ جب اُس نے اتنی بات سنی تو پوچھنے لگا' تیرے والد کا کیا نام تھا' اُس

نے بتلایا پھر اُس نے پوچھا: تیری ماں کا کیا نام تھا۔ اُس نے وہ بھی بتلایا' یہ سن کر اُس پر گر پڑا اور کہنے لگا ربّ کعبہ کی قسم تو ہی میرا بھائی ہے اور ماں ان دونوں کی باتیں سن رہی تھی۔ جب صبح ہوئی تو بادشاہ کے پاس سے وہ شخص آیا تو اُس نے اُس عورت کو نہایت مغموم پایا۔ اُسے غصہ آیا اور بادشاہ کے پاس گیا اور اُسے جا کر اطلاع کر دی۔ بادشاہ نے اُن دونوں شخصوں کو مع اُس عورت کے طلب کیا اور اُس عورت سے پوچھا کہ یہ دونوں تیرے ساتھ کس طرح پیش آئے تھے۔ وہ بولی اے بادشاہ! اِن دونوں کو حکم دیجئے کہ رات جو قصہ بیان کرتے تھے پھر بیان کریں۔ اُن دونوں نے بیان کیا۔ بادشاہ سن کر اپنے تخت سے اچھل پڑا اور کہنے لگا: خدا کی قسم تم دونوں میرے بیٹے ہو۔ عورت بولی: خدا کی قسم! میں اِن دونوں کی ماں ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے جمع کر دینے پر پورے طور سے قادر ہے' وہ ذات پاک ہے' جس نے اُن کو جدا کیا اور پھر ملا دیا۔

﴿ ❖ نزہۃ المجالس: ۱/۴۰۵ ❖ ﴾

-❖❖ صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم ❖❖-

Marfat.com

سسر کی خدمت کا صلہ

نور حمید خاں آف کراچی فرماتے ہیں کہ ہمارے علاقے میں غریب شخص رہتا تھا۔ تھوڑی سی زمین تھی اُس کے والد کو فالج کا حملہ ہو گیا' زبان بند ہو گئی' ہاتھ اور پاؤں نے بھی کام کرنا چھوڑ دیا تھا' حتیٰ کہ خوراک بھی نہیں کھا سکتا تھا۔ کوئی نرم غذا یا جوس یا شیرا بنا کر منہ میں ڈالنا پڑتا تھا۔ اُس شخص کی بیوی نے سسر کی بہت خدمت کی۔ سسر بول نہیں سکتا تھا۔ اُس شخص کی بیوی خوراک کے ساتھ ساتھ اُس کے کپڑوں وغیرہ کا بھی خیال رکھتی تھی۔ جب اُس شخص کی بیوی سسر کے منہ میں شیرا ڈالتی تھی تو وہ آسمان کی طرف منہ کر کے عجیب قسم کی آوازیں نکالتا تھا' ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے دُعا دے رہا ہو۔ کافی عرصہ سسر بیمار رہا مگر اُس شخص کی بیوی نے ایک دن بھی اُف نہ کی۔ اچانک سسر کا انتقال ہو گیا۔ اُس شخص کی بیوی کو بہت دُکھ ہوا اور بجائے خوش ہونے کے چلو جان چھوٹی' بہت روئی۔ سسر کے فوت ہونے کے بعد اللہ پاک نے ایسا صلہ دیا کہ بس غیب سے دروازے کھلنے شروع ہو گئے۔ دولت آنی شروع ہو گئی' اپنا مکان بن گیا' کئی مربعے اراضی خرید کر لی اب کوئی یقین نہیں کرتا کہ وہ شخص اتنا غریب تھا۔ والدین کی خدمت کرنے اور دُعائیں لینے میں سارا راز پوشیدہ ہے۔ اگر یہ نکتہ سب کو سمجھ آ جائے تو دُنیا بھی سنور جائے گی اور آخرت بھی سنور جائے گی اور اللہ پاک کسی کی نیکی کو ضائع نہیں کرتا اور والدین کی خدمت کرنا سب سے بڑی عبادت اور نیکی ہے۔

❖ ماہنامہ عبقری/مئی ۲۰۱۱ء: 31 ❖

Marfat.com

بوڑھوں کی خدمت' عزت کا سبب

سیدنا نصیر الدین چراغ دہلوی قدس سرہ کے خلیفہ یوسف گدا رحمۃ اللہ علیہ ''تحفہ نصائح'' میں فرماتے ہیں:-

چوں تو بہ بینی پیر را خدمت بکن از جان و دل
تا تو شوی پیر نکو شیخے بگر دی ذوالقدر

ترجمہ:= اے عزیز! جب تم کسی بوڑھے کو دیکھو تو جان و دل سے اُس کی خدمت کرو تاکہ جب تم بوڑھے ہو گے تو تیری عزت ہو گی اور تو وقت کا شیخ کہلائے گا۔ ﴿❖ بڑھاپا:۳۱ ❖﴾

-❖❁﴿صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ﴾❁❖-

﴿حاصل کلام﴾:- اگر کوئی جوانی میں بڑوں کی عزت کرتا ہے تو جب وہ بڑھاپے کو پہنچتا ہے تو اُس کی بھی عزت کی جاتی ہے۔ اور مزید یہ صلہ ملتا ہے کہ وہ وقت کا معزز ترین شخص بن جاتا ہے۔

-❖❁﴿صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ﴾❁❖-

Marfat.com

بوڑھے آدمی کی بے عزتی کرنے کا انجام

حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی فرماتے ہیں کہ دورانِ پریکٹس ایک صاحب ملنے آئے۔ میں حسب معمول مریضوں کا معائنہ کر رہا تھا' وہ صاحب کہنے لگے کہ ایک بات بتاتا ہوں' کبھی رسالے میں لکھ دیجئے گا۔ میں نے توجہ کی تو کہنے لگے' اکثر مال دولت اور چیزیں یعنی انعامات ایک نسل سے دوسری نسل تک مشکل سے' تیسری نسل تک بہت مشکل اور چوتھی نسل تک بالکل بالکل ہی کم ہو جاتی ہیں۔ میں نے اس کا سبب پوچھا تو ایک واقعہ سنایا۔ کہنے لگے کہ جیوٹ مل یعنی پٹ سن کی مل کے مالک نے بہت محنت کر کے یہ مل لگائی۔ خود بہت غریب تھا۔ محنت مزدوری کر کے مال جمع کیا۔ پھر اُس محنت مزدوری سے جو رقم جمع کی تھی' ایک وقت ایسا آیا کہ اُس سے اُس نے مل لگائی۔ قدرت نے ہاتھ پکڑا وہ مل چل پڑی' پھر یونٹ بڑھتے چلے' اُدھر اولاد بڑی ہوئی یعنی جوان ہوئی اور والد کی ساتھی بن گئی۔ ایک دن اُس کا بیٹا مین آفس کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک ۸۵ سالہ بوڑھا کسی غرض سے اُس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اُس کو یہ بات ناگوار گزری' اُس نے اُسے اُسی وقت کرسی سے فوراً اُٹھ جانے کو کہا اور نہایت سخت الفاظ اُس بوڑھے کے لئے استعمال کیے۔ بوڑھے نے اُٹھتے ہوئے ہلکی سی آواز میں ایک خدائی پیغام دیا کہ بیٹا لگتا ہے کہ تیرے زوال کا وقت آ گیا۔ اِن الفاظ پر اُس تاجر مالدار اور کروڑ پتی بیٹے نے قہقہہ لگایا' وہ بوڑھا چلا گیا' بات آئی گئی ہو گئی'

لیکن بوڑھی آواز نے آسمانی ڈائری میں اپنی فریاد لکھوادی تھی اور وہ لکھی جا چکی۔ آہستہ آہستہ زوال کی طرف پہیہ چلنے لگا اور پھر یوں زوال آیا کہ سب کچھ ختم ہو گیا۔ کیونکہ مال کا تکبر اور سلاطین کا تکبر نہایت مشہور ہے۔

﴿عبقری رمئی ۲۰۱۱ء:ص۲﴾

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

﴿حاصلِ کلام﴾ :- تکبر اللہ تعالیٰ کی صفت ہے' اور یہ صفت اللہ تعالیٰ نے کسی اِنسان کو نہیں دی' جب کوئی اِنسان مال یا کسی بڑے عہدے کی وجہ سے تکبر اختیار کرتا ہے یعنی اِس صفت کو اللہ تعالیٰ سے چھیننے کی کوشش کرتا ہے تو وہ ذلیل وخوار ہو جاتا ہے۔ تکبر کی وجہ سے بعض اوقات ایسی ایسی غلیظ حرکات کرتا ہے جن کا تعلق انسانیت سے نہیں ہوتا' لیکن چونکہ وہ مال و دولت کے نشے میں چور ہوتا ہے' اُسے کچھ نہیں سوجھتا اور وہ ایسی حرکتیں کر گزرتا ہے' جن کا خمیازہ اُسے جلد ہی اِس دُنیا میں ہی بھگتنا پڑتا ہے۔ جیسا کہ نمرود' فرعون' ہامان' ابی بن خلف' ابوجہل کے انجام سے واضح ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

Marfat.com

سائلوں سے بدسلوکی کا انجام

سائل کو جھڑکنے کا انجام

اِبن خلکان نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔ کہ ایک شخص اپنی زوجہ کے ساتھ بیٹھا مرغ کا گوشت کھا رہا تھا۔ اُس کے پاس ایک سائل آیا۔ اُس نے سائل کو نامراد لوٹا دیا۔ کچھ مدت کے بعد ایسا ہوا کہ اُس کے پاس نہ مال رہا نہ بیوی۔ اُس نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی اور اُس کی بیوی نے کسی دوسرے مرد سے نکاح کر لیا۔ ایک شب کا ذکر ہے۔ کہ وہ عورت اپنے نئے خاوند کے ساتھ بیٹھی ہوئی مرغ کا گوشت کھا رہی تھی۔ اتنے میں ایک سائل آیا۔ اُس کے خاوند نے کہا: ''پہلے اس سائل کو مرغ کا گوشت دیدے''۔ جب وہ گوشت دینے کے لئے گئی تو کیا دیکھتی ہے کہ وہ سائل اُس کا پہلا خاوند ہے۔ اُس نے اپنے نئے خاوند سے یہ ماجرہ بیان کیا۔ اُس نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ میں ہی پہلا سائل تھا۔ جسے اِس نے نامراد لوٹایا تھا۔ ﴿ نزہۃ المجالس: ۲/۲۲۵ ❖ حیات الحیوان: ۲/۱۲۱ ﴾

﴿صلی اللہ علی حبیبہ محمد و آلہ وسلم﴾

فقیر کی ٹانگیں توڑنے کی سزا

حضرت خواجہ حسن نظامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

یہ دہلی جس کو ہندوستان کا دل اور حکومت کا تخت گاہ کہتے ہیں، جب آباد تھی اور لال قلعہ میں مغلوں کی آخری شمع ٹمٹما رہی تھی، آفت اور بلا میں مبتلا ہونے کو

Marfat.com

ہوئی تو پہلے اُس کے باشندوں کے عمل میں فرق آیا ''الناس علی دین ملوکھم'' جب حاکموں کے اعمال خراب ہوئے تو اُس کی رعیت بھی بداعمالیوں میں پڑگئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ''راجا' پرجا'' دونوں برباد ہوگئے۔ مثالیں ہزاروں ہیں۔ مگر ذیل میں ایک نہایت عبرت ناک کہانی سنا کر میں باشندگانِ ہند کو عموماً اور مسلمانوں اور صوفیوں کو خصوصاً خدا کے خوف سے ڈراتا ہوں۔

(۱) غدر سے ایک برس پہلے دہلی سے باہر جنگل میں چند شہزادے شکار کھیلتے پھرتے تھے اور بے پرواہی سے چھوٹی چڑیوں' فاختاؤں کو جو دوپہر کی دھوپ سے بچنے کے لئے درختوں کی ہری بھری ٹہنیوں پر خدا کی یاد میں تسبیح پڑھ رہی تھیں' غلیلے مار رہے تھے کہ سامنے سے ایک گدڑی پوش فقیر آنکلا' اُس نے نہایت ادب سے شہزادوں کو سلام کر کے عرض کیا کہ میاں صاحبزادو! اِن بے زبان جانوروں کو کیوں ستاتے ہو۔ انہوں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔ اِن کی بھی جان ہے' یہ بھی تمہاری طرح دُکھ اور تکلیف کی خبر رکھتے ہیں' مگر بے بس ہیں اور منہ سے کچھ نہیں کہہ سکتے' تم بادشاہ کی اولاد ہو' بادشاہوں کو اپنے ملک کے رہنے والوں پر محبت اور مہربانی کرنی چاہئے' یہ جانور بھی مُلک میں رہتے ہیں' اِن کے ساتھ بھی رحم اور انصاف برتا جائے' تو شانِ بادشاہی سے دور نہیں۔ بڑے شہزادے نے جس کی عمر ۱۸ برس کی تھی' شرما کر غلیل ہاتھ سے رکھ دی' مگر چھوٹے مرزا نصیر الملک بگڑ کر بولے۔ ''جارے جا۔ دو ٹکے کا آدمی ہم کو نصیحت کرنے نکلا ہے تو کون ہوتا ہے' ہم کو سمجھانے والا' سیر وشکار سب کرتے ہیں' ہم نے کیا تو کونسا گناہ ہوگیا''۔ فقیر بولا ''صاحب عالم ناراض نہ ہوں' شکار ایسے جانوروں کا کرنا چاہئے کہ ایک جان جائے تو پانچ' دس جانوں کا پیٹ تو بھرے اِن ننھی ننھی چڑیوں کے مارنے سے کیا نتیجہ' بیس مارو گے تب بھی ایک آدمی شکم

سیر نہ ہوگا“۔ نصیر مرزا فقیر کے دوبارہ بولنے سے آگ بگولا ہو گئے اور ایک غلیلا غلیل میں رکھ کر فقیر کے گھٹنے میں اِس زور سے مارا کہ بچارا منہ کے بل گر پڑا اور بے اختیار اُس کی زبان سے نکلا ”ہائے ٹانگ توڑ ڈالی“ فقیر کے گرتے ہی شہزادے گھوڑوں پر سوار ہو کر قلعے کی طرف چلے گئے۔ فقیر گھسٹتا ہوا سامنے کے قبرستان کی طرف چلنے لگا۔ گھسٹتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا ”وہ تخت کیوں کر آباد رہے، جس کے وارث ایسے سفاک ظالم ہیں، لڑکے تو نے میری ٹانگ توڑ دی خدا تیری بھی ٹانگیں توڑے اور تجھ کو بھی اِسی طرح گھسٹنا نصیب ہو“۔

(۲) توپیں گرج رہی تھیں، گولے برس رہے تھے، زمین پر چاروں طرف لاشوں کے ڈھیر نظر آتے تھے، شہر دہلی ویران اور سنسان ہوتا جاتا تھا کہ لال قلعے سے پھر وہی شہزادے گھوڑوں پر سوار بدحواسی کے عالم میں بھاگتے ہوئے نظر آئے اور پہاڑ گنج کی طرف جانے لگے۔ دوسری طرف بیس، پچیس گورے سپاہی دھاوا کرتے چلے آتے تھے۔ انہوں نے ان نوعمر سواروں پر یک لخت بندوقوں کی باڑ ماری، گولیوں نے گھوڑوں اور سواروں کو چھلنی کر دیا اور یہ سب شہزادے فرشِ خاک پر گر کر خون میں تڑپنے لگے۔ گورے جب قریب آئے تو دیکھا، دو شہزادے جاں بحق ہو چکے ہیں، مگر ایک سانس لے رہا ہے۔ ایک سپاہی نے زندہ شہزادے کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھایا تو معلوم ہوا کہ اُس کے کہیں زخم نہیں آیا۔ گھوڑے کے گرنے سے معمولی کھرنچیں آ گئی ہیں اور دہشت کے مارے غشی طاری ہو گئی ہے صحیح سالم دیکھ کر گھوڑے کی باگ ڈور سے شہزادے کے ہاتھ باندھ دیئے گئے اور حراست میں کر کے دو سپاہیوں کے ہاتھ کمپ میں بھجوا دیا گیا۔ کمپ پہاڑی پر تھا، جہاں گوروں کے علاوہ کالوں کی فوج بھی تھی، جب بڑے صاحب کو معلوم ہوا کہ یہ بادشاہ کا پوتا نصیر الملک ہے تو وہ بہت خوش ہوئے اور حکم ہوا کہ اس کو

حفاظت سے رکھا جائے۔

(۳) باغیوں کی فوجیں شکست کھا کر بھاگنے لگیں اور انگریزی لشکر یلغار کرتا ہوا شہر میں گھس گیا۔ بہادر شاہ ہمایوں کے مقبرے میں گرفتار ہو گئے۔ تیموری بزم کا چراغ جھلملا کر گل ہو گیا اور جنگل شریف زادیوں کے برہنہ سروں اور کھلے چہروں سے آباد ہونے لگا۔ باپ بچوں کے سامنے ذبح ہونے لگے اور مائیں اپنے جوان بیٹوں کو خاک و خون میں لوٹتا دیکھ کر چیخیں مارنے لگیں۔

اِسی دارو گیر میں پہاڑی کیمپ پر مرزا نصیر الملک رسی سے بندھے بیٹھے تھے کہ ایک پٹھان سپاہی دوڑا ہوا آیا اور کہا جاؤ' میں نے آپ کی رہائی کے لئے صاحب سے اجازت حاصل کر لی ہے' جلدی بھاگ جاؤ' ایسا نہ ہو کہ کسی دوسری بلا میں پھنس جاؤ۔

مرزا بچارے پیدل چلنا کیا جانیں' حیران تھے کہ کیا کریں۔ لیکن مرتا کیا نہ کرتا' پٹھان کا شکریہ ادا کر کے نکلے اور جنگل کی طرف ہو لئے۔ چل رہے تھے مگر یہ خبر نہ تھی کہ کہا جاتے ہیں۔ ایک میل چلے ہوں گے کہ پیروں میں چھالے پڑ گئے' زبان خشک ہو گئی' حلق میں کانٹے پڑنے لگے۔ تھک کر ایک درخت کے سائے میں گر پڑے اور آنکھوں میں آنسو بھر گئے اور آسمان کی طرف دیکھا کہ الٰہی یہ کیا غضب ہم پر ٹوٹا' ہم کہاں جائیں' کدھر ہمارا ٹھکانہ ہے' اوپر نگاہ اُٹھائی تو درخت پر نظر گئی دیکھا کہ فاختہ کا ایک گھونسلا بنا ہوا ہے اور وہ آرام سے اپنے انڈوں پر بیٹھی ہے۔ اُس کی آزادی اور آسائش پر شہزادہ کو بڑا رشک آیا اور کہنے لگے کہ فاختہ! مجھ سے تو تو لاکھ درجے بہتر ہے کہ آرام سے اپنے گھونسلے میں بے فکر بیٹھی ہے' میرے لئے تو آج زمین آسمان میں کہیں جگہ نہیں ہے۔

تھوڑی دور ایک بستی نظر آتی تھی' ہمت کر کے وہاں جانے کا ارادہ کیا۔

Marfat.com

اگرچہ پاؤں کے چھالے چلنے نہ دیتے تھے، مگر گشتم پشتم گرتے پڑتے وہاں پہنچے تو عجیب سماں نظر آیا۔

ایک درخت کے نیچے سینکڑوں گنوار جمع تھے اور چبوترہ پر ایک تیرہ سال کی معصوم لڑکی بیٹھی تھی، جس کے چہرہ پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں، کان لہولہان ہو رہے تھے اور دہقانی اُس کا مذاق اُڑا رہے تھے۔ جونہی مرزا کی نگاہ اُس بچی پر پڑی اور اُس بیچاری نے مرزا کو دیکھا، دونوں کی چیخیں نکل گئیں۔

بھائی بہن کو اور بہن بھائی کو چمٹ کر رونے لگی۔ مرزا نصیر الملک کی یہ چھوٹی بہن اپنی والدہ کے ساتھ رتھ میں سوار ہو کر قلعہ سے قطب صاحب کو چلی گئی تھی۔ مرزا کو گمان بھی نہ تھا کہ وہ اس آفت میں مبتلا ہو گئی ہو گی۔ پوچھا کہ تم یہاں کہاں؟ رو کر بولی۔

آ کا جی گوجروں نے ہم کو لوٹ لیا، نوکروں کو مار ڈالا، اماں جان کو دوسرے گاؤں والے لے گئے اور مجھ کو یہاں لے آئے، میری بالیاں انہوں نے نوچ لیں، میرے طمانچے ہی طمانچے مارے ہیں۔

اتنا کہہ کر لڑکی کی ہچکی بندھ گئی اور پھر کوئی لفظ اُس کی زبان سے نہ نکلا۔

بیکس شہزادے نے اپنی غریب بہن کو دلاسا دیا اور ان گنواروں سے عاجزی کرنے لگا کہ اِس کو چھوڑ دو۔ گوجر بگڑ کر بولے۔ ارے جا، آیا بڑا بچارا۔ ایک گنڈاسا ایسا ماریں گے کہ گردن کٹ جائے گی۔ اِس کو ہم دوسرے گاؤں سے لائے ہیں، لا دام دے جا اور لے جا۔

مرزا نے کہا چودھریو! دام کہاں سے دوں، میں تو خود تم سے روٹی کا ٹکڑا مانگنے کے قابل ہوں۔ دیکھو ذرا رحم کرو۔ کل تم ہماری رعیت تھے اور ہم بادشاہ کہلاتے تھے، آج آنکھیں نہ پھیرو۔ خدا کسی کا وقت نہ بگاڑے۔ اگر ہمارے

دن پھر گئے تو مالا مال کر دیں گے۔ یہ سن کر گنوار بہت ہنسے اور کہنے لگے۔ اوہو! آپ بادشاہ سلامت ہیں۔ تب تو ہم تم کو فرنگیوں کے ہاتھ بیچیں گے اور یہ چھوکری تو اب ہمارے گاؤں کی ٹہل کرے گی' جھاڑو دے گی' ڈھوروں کے آگے چارہ ڈالے گی' گوبر اُٹھائے گی۔

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ سامنے سے انگریزی فوج آ گئی اور گاؤں والوں کو گھیر لیا اور چار چودھریوں کو اور اِن دونوں شہزادے شہزادی کو پکڑ کر لے گی۔

(۴) چاندنی چوک بازار میں پھانسیاں گڑی ہوئی تھیں اور جس کو انگریزی افسر کہہ دیتے کہ قابل دار ہے اُسی کو پھانسی مل جاتی تھی۔ ہر روز سینکڑوں آدمی دار پر لٹکائے جاتے۔ گولیوں سے اُڑائے جاتے اور تلوار سے ذبح ہوتے تھے' ہر طرف اس خون ریزی سے تہلکہ تھا۔ مرزا نصیر الملک اور اُن کی بہن بھی بڑے صاحب کے سامنے پیش ہوئے اور صاحب نے اِن دونوں کو خورد سال سمجھ کر بے قصور سمجھا اور چھوڑ دیا۔ دونوں نجات پا کر ایک سوداگر کے ہاں نوکر ہو گئے۔ لڑکی سوداگر کے بچے کو کھلاتی اور نصیر الملک بازار کا سودا سلف لایا کرتے تھے۔ چند روز کے بعد لڑکی تو ہیضہ میں مبتلا ہو کر مر گئی اور مرزا کچھ دن اِدھر اُدھر نوکریاں چاکریاں کرتے رہے آخر کار سرکار نے اُن کی پانچ روپے ماہوار پنشن مقرر کر دی۔

ایک برس کا ذکر ہے۔ دہلی کے بازار چتلی قبر' کمرہ بنگش وغیرہ میں ایک پیر مرد جن کا چہرہ چنگیزی نسل کا پتہ دیتا تھا کہ کولھوں کے بل گھسٹتے پھرا کرتے تھے' اُن کے پاؤں شاید فالج سے بیکار ہو گئے تھے' اِس لئے ہاتھوں کو ٹیک کر کولھوں کو گھسیٹتے ہوئے راستہ چلتے تھے' اُن کے گلے میں ایک جھولی ہوتی تھی' دو قدم چلتے اور راہگیروں کو حسرت سے دیکھتے' گویا آنکھوں ہی آنکھوں میں اپنی محتاجی ظاہر کر

Marfat.com

کے بھیک مانگتے تھے۔ جن لوگوں کو اُن کا حال معلوم تھا' ترس کھا کر جھولی میں کچھ ڈال دیتے تھے' دریافت سے معلوم ہوا کہ اُن کا نام مرزا نصیر الملک ہے اور یہ بہادر شاہ کے پوتے ہیں۔ سرکاری پنشن قرضہ میں برباد کر دی اور اب خاموش گداگری پر گزارہ ہے۔ بازار کی ایک گلی میں چند بچے غلیل سے کھیل رہے تھے۔ شہزادہ گھسٹتا ہوا چلا جا رہا تھا' ایک بچے نے شرارت سے ایک پتھر غلیل میں رکھ کر شہزادے کے گھٹنے پر اِس زور سے دے مارا کہ شہزادہ چیخ اُٹھا۔ ہاتھ اُٹھا کر اُسے بددُعائیں دینے لگا۔ بولتے بولتے اچانک چُپ ہو گیا' شہزادے کو وہ وقت یاد آ گیا' جب اُس نے ایک فقیر کو غلیل کا نشانہ بنا کر زخمی کر دیا تھا۔ اس فقیر کی بددعائیں پوری گئی تھیں۔ اب وہ طمطراق دکھانے والا شہزادہ گلیوں میں گھسٹتا پھرتا تھا۔ مجھ کو اُن کے حال سے عبرت ہوتی تھی اور جب اُن کا ابتدائی قصہ جو کچھ اُن کی زبانی اور کچھ دوسرے شہزادوں کی زبانی سنا تھا' یاد آتا تو دل ہل جاتا تھا کہ اُس فقیر کا کہنا پورا ہوا۔ جس کی ٹانگ میں انہوں نے غلیلا مارا تھا' شہزدہ صاحب کا بازار میں گھسٹتا ہوا پھرنا سخت سے سخت دل کو موم کر دیتا تھا اور خدا کے خوف سے دل کانپ جاتا تھا۔ اب ان شہزادہ صاحب کا انتقال ہو گیا۔

❖ بیگمات کے آنسو: ۹۰ از خواجہ حسن نظامی رحمۃ اللہ علیہ ❖

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

فقیر کو دھکے مارنے کا انجام

ایک حاجت مند فقیر مدد کے لئے کسی مالدار کے پاس گیا۔ اُس نے بجائے کچھ دینے کے فقیر کو ڈانٹ دیا۔ فقیر نے خونِ جگر پیتے ہوئے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور کہا! شاید اِس نے اِس قدر سختی اِس لئے کی ہے کہ "یہ کبھی حاجت مند ہوا

ہی نہیں"۔ مالدار کو یہ بات سن کر مزید غصہ آیا اور غلام کو حکم دیا کہ اِس کو دھکے مار مار کر باہر نکال دو۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ یہ مالدار کنگال ہو گیا۔ نہ مال رہا نہ غلام...... بھوک نے اُس کے سر پے فاقے کی گرد جمادی اور شعبدہ باز کی طرح ہاتھ اور کیسہ (جیب) خالی ہو گیا۔ زمانہ گزرا کہ وہی غلام جس نے فقیر کو دھکے دے کر نکالا تھا۔ کسی مالدار کے پاس گیا جو بہت ہی سخی تھا۔ پریشان مسکین کو دیکھ کر ایسے خوش ہوا جیسے مسکین مال کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ اُس مالدار نے غلام کو حکم دیا کہ اس سائل کو خوش کر دے۔ دستر خوان بچھ گیا اور کھانے کے لئے سائل کو ساتھ بٹھا لیا گیا کہ اُس نے زور سے نعرہ لگایا۔ رخساروں پر آنسو ٹپکے اور دوڑ کر پہلے مالک کے پاس آیا۔ اُس نے پوچھا! کیا ماجرہ ہے! تو غلام نے بتایا میں آج ایک سخی مالدار کے پاس گیا ہوں' یقیناً وہی ہے۔ جس کو تیرے حکم سے میں نے دھکے مار مار کے نکالا تھا۔ اللہ تعالیٰ حکمتاً اگر ایک دروازہ بند کرتا ہے تو اپنے فضل وکرم سے دوسرا دروازہ کھول دیتا ہے۔ ﴿ بوستانِ سعدی مترجم ص ۷۹ ﴾

صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمدٍ وّاٰلہٖ وسلّم

سنار کی دکان سے قصاب کی دکان تک

سنار حضرات اکثر صبح دیر سے ہی دکانیں کھولتے ہیں کیونکہ زیوارات کی خرید و فروخت کا کام دیر سے شروع ہوتا ہے اور زیورات کے بنوانے یا اُٹھانے میں کوئی خاص جلدی نہیں ہوتی۔

سید واجد بخاری صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارے علاقے میں ایک سنار تھا۔ جس کا بہت نام تھا اور اس کے زیورات بہت خالص شمار ہوتے تھے۔ علاقے کے لوگ اُس پر پورا اعتماد کرتے تھے۔ اُس کی پیٹی میں ہر وقت ۱۰۰ ارتولے سونا

Marfat.com

موجود ہوتا تھا اور کافی تعداد میں زیورات تیار ہوتے تھے اور روزانہ کا لین دین اِس کے علاوہ تھا۔ ایک دن اپنی دکان پر آیا ہی تھا اور اپنی سیف سے زیورات نکال کر شوکیس میں لگا رہا تھا کہ ایک سائل آیا اور اُس نے صدا لگائی اور خیرات کیلئے بار بار کہا۔ اُس سنار نے تنگ آکر اور طنزاً کہا کہ کیا یہ قصائی کی دکان ہے کہ جس میں صبح صبح آمدنی ہو جاتی ہے۔ پھر کہا ابھی جاؤ‘ کوئی آمدنی نہیں ہوئی۔ بس یہ تکبر... غرور اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا۔ کچھ عرصہ بعد اُس کو قتل کر دیا گیا۔ اولاد سنار کے کاروبار کو سنبھال نہ سکی۔ حتیٰ کہ سارا کاروبار تباہ ہو گیا‘ دوکان بند ہو گئی۔ دکان بھی ایسی بنی ہوئی تھی کہ اُس کے ساتھ کی دُکان علاقے میں نہیں تھی۔ سنگ مرمر لگا ہوا...... درمیاں میں سیف/ پیٹی کی جگہ بنی ہوئی تھی ...... شیشہ لگا ہوا تھا...... پیچھے کاریگروں کے بیٹھنے کی جگہ بنی ہوئی تھی۔ جب جائیداد کی تقسیم ہوئی تو یہ دکان بڑے بیٹے کے حصہ میں آئی۔ بڑا بیٹا کچھ نہیں کرتا تھا اور اُس کے دوست بھی اچھے نہیں تھے۔ بڑے بیٹے کے دوستوں میں ایک قصاب بھی تھا۔ اُس نے کہا: دکان بند پڑی ہوئی ہے‘ مجھے دے دو۔ اُس نے اپنے قصاب دوست کو دکان دے دی۔ اب اُسی سنار کی دکان میں قصاب کی دکان ہے۔ سیف/ پیٹی ویسی پڑی ہے۔ جہاں کاریگر بیٹھتے تھے وہاں ہڈیاں/ گوشت کاٹتے ہیں۔ اللہ کو غرور پسند نہ آیا۔ واقعی اُسی دُکان میں اَب قصائی بیٹھا ہے۔ سنار نے سائل کو کہا تھا کہ کیا قصائی کی دکان ہے؟ اللہ نے کر دکھایا...... اب وہاں گوشت فروخت ہو رہا ہے۔ ﴿ماہنامہ عبقری/ اپریل ۲۰۰۹ء:18﴾

-•❖✻﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾✻❖•-

فقیر کو جھڑکنے کا انجام

عید کا دن تھا۔ سیٹھ نعیم اور اس کی بیوی حسینہ قیمتی لباس میں ملبوس ایک کمرے

میں بیٹھے ہوئے کھانے کے انتظار میں ہیں کہ ان کا ملازم شکور کمرے میں داخل ہوا۔ مئودبانہ لہجہ میں کہا۔

شکور:۔حضور کھانا تیار ہے۔تشریف لے چلئے۔

نعیم:۔چلو بیگم کھانے سے فارغ ہولیں۔

حسینہ:۔چلئے۔

نعیم معہ حسینہ کے کھانے پر بیٹھے ہی تھے کہ باہر کے دروازے سے آواز آئی ''بابا کئی دن سے بھوکا ہوں۔عید کا دن ہے خدارا کچھ کھانے کو دو خدا بھلا کرے گا'' فقیر کی یہ صدا سن کر سیٹھ نعیم جو دولت کے نشہ میں چور اور بڑا مغرور تھا چیں بجبیں ہوکر بولا۔

نعیم:۔یہ کمبخت منگتے عید کے دن بھی پیچھا نہیں چھوڑتے۔شکور اِس کو دھکے دے کر دروازہ سے باہر نکال دو۔چنانچہ فقیر کو دھکے دے کر باہر نکال دیا گیا۔

نعیم متفکر و پریشان گھر میں داخل ہوا حسینہ نے دریافت کیا۔

حسینہ:۔حالات کچھ سدھرے یا نہیں؟

نعیم:۔حسینہ! کیا بتاؤں' ہو کیا گیا ہے' میری ہر کوشش موجب نقصان ثابت ہو رہی ہے۔تھوڑے ہی دنوں میں میری ہر چیز میرے قبضہ سے نکل چلی ہے۔ اور جو کچھ رہ گیا ہے وہ بھی جا رہا ہے۔اگر حالات کا یہی رنگ ڈھنگ رہے تو حسینہ مستقبل بڑا تاریک نظر آ رہا ہے۔قرض خواہ ہر وقت تنگ کرنے لگے' حتیٰ کہ باہر نکلنا بھی دشوار ہو گیا ہے۔عید کے دن سے چھ ماہ بعد وہی نعیم جو سیٹھ کہلاتا تھا۔ انقلابِ زمانہ کا شکار ہو گیا اور اس کا سارا مال و متاع......دکان و مکان وغیرہ نذرِ نقصان ہو کر گرفت رہن میں آگیا اور پھر نعیم کے عروج و اقبال کا سورج دیوالیہ بن کے سیاہ بادلوں میں چھپ کر رہ گیا اور نعیم پیسہ پیسہ کا محتاج ہو گیا حتیٰ کہ فاقہ

Marfat.com

کشتی تک نوبت پہنچ گئی۔

انتہائی یاس انگیز اور حسرت آمیز لہجہ میں لرزتی ہوئی آواز سے نعیم نے حسینہ کو مخاطب کیا۔

نعیم :۔میرا ایک آخری جملہ سن لو۔میں جانتا ہوں کہ تجھے بے حد رنج پہنچے گا اور عمر بھر کے رشتہ کو یوں آناً فاناً ٹوٹتے ہوئے دیکھ کر تمہارا دل بھی ٹوٹ جائے گا مگر (روتے ہوئے) حسینہ کیا کروں تمہارا نعیم شکارِ انقلاب ہو گیا۔مفلس ومحتاج ہو گیا۔خود فاقہ کش رہوں مگر تمہاری فاقہ کشی نہیں دیکھ سکتا۔حسینہ! صرف اِس خیال سے کہ تم اپنا مستقبل بہتر بنا سکو میں تمہیں بادل نخواستہ چھوڑ دیتا ہوں اور طلاق دیتا ہوں۔جاؤ تمہیں اجازت ہے۔بعد از عدت کہیں اور نکاح کر لو (دونوں رو پڑے) اور پھر اُس کے بعد پورا سال گزر گیا۔پھر عید کا دن آ گیا۔

حسینہ اپنے دوسرے خاوند سیٹھ شاکر کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھی ہی تھی کہ باہر کے دروازے سے ایک فقیر کی آواز آئی۔بابا کئی دن سے بھوکا ہوں' عید کا دن ہے' خدارا کچھ کھانے کو دو' خدا بھلا کرے گا۔سیٹھ شاکر (جو بڑا نیک دل اور فیاض تھا) نے حسینہ سے کہا: پہلے اِس فقیر کو کھانا بھجواؤ پھر ہم کھائیں گے۔چنانچہ حسینہ فقیر کو کھانا بھجوانے اُٹھی۔کمرہ سے نکلی تو اچانک باہر کے دروازے پر کھڑے ہوئے فقیر پر نظر پڑ گئی۔فقیر کو دیکھا تو ایک دم چیخ مار کر دھڑام سے گر پڑی اور بے ہوش ہو گئی۔شاکر دوڑا' اور اُسے ہوش میں لانے کا جتن کرنے لگا۔اُسے جب ہوش آیا تو شاکر مخاطب ہوا۔حسینہ پیاری حسینہ! کیا بات ہے یہ کیا ہوا تمہیں۔

حسینہ:۔(روتے ہوئے) معاف کرنا پیارے! یہ دل قابو میں نہ رہا بڑا ہی عبرت ناک اور درد انگیز نظارہ ہے۔شاکر! ہاں بتاؤ تو وہ کیا ہے۔

حسینہ:۔یہ فقیر جو باہر دروازہ پر کھڑا ہے میں نے اسے پہچان لیا ہے۔یہ

Marfat.com

سیٹھ نعیم ہے۔

شاکر:۔سیٹھ نعیم؟اور تم اُسے جانتی ہو اور پھر یہ اب اس حال میں۔

حسینہ! ہاں۔ہاں میں اِسے جانتی ہوں۔گزشتہ سال یہ میرا خاوند تھا‘ آج سے پورا ایک سال پہلے اِسی عید کے دن ہم کھانا کھانے بیٹھے تو اِسی طرح اُس روز بھی ایک فقیر نے ہمارے دروازے پر آکر بھیک مانگی تھی۔مگر آہ نعیم نے اُسے دھکے دے کر نکلوا دیا۔اور آج اُسی پاداش میں بھیک مانگتا نظر آرہا ہے۔

شاکر:۔یہ دُنیا بڑی بے وفا ہے۔اس پر کیا بھروسہ! حسینہ لو اب اِس سے بھی زیادہ عبرتناک حقیقت کا نظارہ کرو۔حسینہ تم نے نعیم کو تو پہچان لیا‘ مگر اب مجھے بھی پہچان لو۔حسینہ:۔آپ کو بھی پہچان لوں کیا مطلب؟

شاکر:۔مطلب یہ کہ یہ تمہارا خاوند شاکر وہی پچھلے سال والا فقیر ہے۔جو سیٹھ نعیم کے دروازے سے دھکے دے کر نکلوا دیا گیا۔حسینہ یہ سن کر پھر بیہوش ہو گئی۔ ﴿حکایات سعدی۔سچی حکایات۔۱۲۳﴾

۔﴿صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمد وّ اٰلہٖ وسلم﴾۔

درویش کو جھڑکنے کا انجام

حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک شخص آیا جو کہ اندر اور باہر سے سو فیصد بدحالی کا شکار تھا۔دیکھ کر محسوس ہوتا تھا کہ شاید یہ مستحق یا بھکاری ہے‘ لیکن معلوم ہوا کہ وہ اس سے پہلے ایک بڑا چوہدری اور زمیندار تھا‘ لیکن ہوا یہ کہ ایک دن کسی درویش نے اُس سے ایمان اور آخرت کی بات کی۔اُس نے سنی اَن سنی کر دی۔اُس نے پھر اُس سے ایمان اور آخرت کی بات کہی۔اُس نے سختی سے درویش کو جھڑک دیا۔دریں اثناء بے اختیار اُس درویش کے منہ سے نکل گیا‘ جس

Marfat.com

طرح تو نے مجھے جھڑکا ہے‘ جا! قدم قدم پر تجھے جھڑکیاں پڑیں گی۔ اُس وقت چونکہ دولت‘ عزت اور بے شمار رقبے زمین کا نشہ تھا‘ لیکن پھر کیا ہوا‘ حالات نے پلٹا کھایا‘ مقدمات اور آفات کا منہ کھل گیا۔ وہ شخص ایک مشکل سے نکلتا تو دوسری مشکل میں تک جاتا تھا۔ اس طرح وہ شخص مستقل مشکلات میں دھنستا چلا گیا۔ کہنے لگا دو بھائی عمر قید کی سزائیں اور دو بھائی اشتہاری ہیں۔ ایک میں ہوں جو اپنے اس قیمتی لمحے کو روتا ہوں کہ جس وقت میں نے اُس درویش کو جھڑکا تھا‘ سب زمین بک گئی‘ سارا مال ختم ہوگیا‘ اُدھار سے گھر کا کھانا پکاتے ہیں۔ یہ بات کرتے ہوئے وہ شخص مسلسل رو رہا تھا۔ ﴿ماہنامہ عبقری جولائی ۲۰۱۰ء﴾

-❖❖ ﴿صلّی اللّٰه علی حبیبه محمّد وّاٰله وسلّم﴾ ❖❖-

سائل کو ٹالنے کا عذاب

ہمیں ابوبکر بن مالک نے عبداللہ بن احمد بن حنبل عن ابیہ‘ محمد بن حسن‘ منذر کی سند سے وہب بن منبہ کا قول بیان کیا ہے کہ

ایک سائح (سیاح) اور اُس کے ساتھی کا تین دن میں ایک مرتبہ غیب سے کھانا آتا تھا۔ ایک مرتبہ صرف ایک کے حصے کا کھانا آیا تو بڑے نے دوسرے سے کہا کہ ہم دونوں میں سے کسی سے کوئی غلطی ہوگئی ہے جس کی پاداش میں ہمارا کھانا کم ہوگیا ہے‘ یاد کرو کیا ہوا؟ ساتھی نے کہا میں نے کچھ نہیں کیا‘ پھر اُسے یاد آیا‘ کہنے لگا‘ ہاں! ایک مسکین سائل دروازے پر آیا تھا‘ جس پر میں نے دروازہ بند کر دیا تھا۔ اُس سائح نے کہا‘ ہاں بس یہی بات ہے۔ آؤ استغفار کرو۔ چنانچہ دونوں نے استغفار کی تو پھر کھانا اُسی طرح دونوں کا آنے لگا۔

﴿❖ حلیۃ الاولیاء حصہ چہارم زیرِ عنوان حالات حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ ❖﴾

Marfat.com

فقیر عورت

ایک دفعہ ملک میں ایسا سخت قحط پڑا کہ جو لوگ پہلے ہی سے غریب تھے' ان پر فاقوں کی نوبت آ گئی۔ کتنے ہی بھوک کے مارے مر گئے۔ خیرات مانگنے والوں کی وہ کثرت ہوئی کہ بھکاری در بدر مارے بھرتے تھے مگر کوئی پوچھتا بھی نہ تھا۔

ایک دن ایک گاؤں میں صبح کے وقت ایک خستہ حال عورت نہایت پھٹے پرانے کپڑوں کے ساتھ داخل ہوئی۔ اس نے ہر ایک دروازے پر جا کر بھیک مانگی۔ پہلے بڑے بڑے زمینداروں کے دروازوں پر گئی اور پھر خوشحال اور غریب لوگوں کے مکانوں پر گئی مگر کسی جگہ سے بھی اُس کو دو لقمے کھانے کو نہ ملے۔ کسی دروازے سے تو اس کو نرمی کے ساتھ جواب ملا اور اکثر سختی سے دھتکار دی گئی۔ بعض نے پھپھوندی لگی ہوئی روٹی کا ٹکڑا یا اُبلے ہوئے چاول وغیرہ بڑبڑاتے ہُوئے دیئے کہ فقیروں نے تو ناک میں دم کر دیا۔ بھلا کوئی آپ کھائے یا ان فقیروں کا پیٹ بھرے۔ غرض کہ سارے گاؤں میں پھری مگر پھر بھی اتنا نہ ملا کہ اس کا پیٹ بھر جاتا۔ تمام دن پھرتے پھرتے شام کو ایک نہایت غریب کسان کے دروازے پر آئی اور کہا کہ دن بھر سے کچھ نہیں کھایا' خدا کے واسطے تھوڑا سا پانی تو پلا دو' اللہ بھلا کرے گا۔ کسان کی بیوی نے شفقت کے ساتھ نوجوان فقیرنی کو اندر بلا لیا اور اپنے شوہر سے کہا "ہمیں آج ضرور ہی خدا کی عنایتوں کے شکریہ میں اس بھوکی اور فلاکت زدہ بی بی کو کھانا کھلانا چاہیئے۔ خدا جو ہمیں روز کھانے کو دیتا ہے ہماری اس مہمان داری سے ضرور خوش ہو گا"۔ نیک دل کسان نے اپنی بی بی کی بات بڑی خوشی سے سنا اور کہا "واقعی ضرور اس کو پیٹ بھر کھانا کھلانا چاہیئے۔ بھوک کے مارے بہت خستہ حال اور کمزور معلوم ہوتی ہے"۔ فقیرنی کو

انہوں نے ایک اچھی جگہ پر بٹھایا اور جو کھانا خود کھایا وہی عزت کے ساتھ اسے بھی کھلایا۔ صاف اور ٹھنڈا پانی پینے کو دیا۔ فقیرنی کھانا کھا کر میاں بیوی کو دعائیں دیتی چلی گئی۔ دوسرے دن اس گاؤں کے چودھری کی طرف سے سارے گاؤں والوں کو دعوت دی گئی تھی جس میں شامل ہونے کے لئے ہر ایک اپنے لباس کی زیب و زینت میں مشغول تھا اور خوشی خوشی مزیدار کھانوں کے شوق میں سرِ شام ہی سب لوگ چودھری کے مکان کو روانہ ہو گئے' مگر وہ کسان اور اس کی بیوی جنہوں نے فقیرنی کو کھانا کھلایا تھا' بغیر کپڑے بدلے چودھری کے گھر آئے کیونکہ وہ بچارے سب لوگوں سے زیادہ مفلس تھے اور شاید ان کے پاس تن کے کپڑوں کے سوا اور کوئی کپڑے بھی نہ تھے۔

چودھرائن نے ایک بڑے کمرے میں دستر خوان بچھا رکھے تھے۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو ان کو کھانے کے کمرے میں لے جا کر بٹھایا گیا۔ مگر سب لوگوں کی حیرت اور تعجب کی کوئی حد نہ رہی جب انہوں نے دیکھا کہ گھر کی مالکہ یعنی چودھرائن اور چودھری الگ دستر خوان پر اس غریب کسان اور اس کی بیوی کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھے ہیں اور باقی سب مہمانوں کو دوسرے دستر خوان پر بٹھایا گیا ہے' اور خود اپنے آگے تو خوش ذائقہ اور لذیذ کھانے چن رکھے ہیں اور ان لوگوں کے سامنے جو پلیٹیں رکھی گئی ہیں' ان میں پھپھوندی لگے سڑے بُسے سوکھے ہوئے ٹکڑے اور چاول وغیرہ رکھے گئے ہیں۔ سارے مہمان اس کارروائی سے حیران رہ گئے' مگر بعض لوگ جنہوں نے اپنی خیرات کو پہچان لیا تھا' جھٹ سمجھ گئے کہ کیا بات ہے۔ اس کے بعد چودھرائن نے سب مہمانوں کے درمیان کھڑے ہو کر تقریر کی اور بتایا کہ کل صبح جو فقیرنی تم سب لوگوں کے دروازوں پر گئی تھی اور اس ذلت اور بے عزتی سے دھتکاری گئی تھی وہ میں ہی

Marfat.com

تھی۔ میں نے اس مصلحت سے بھیس بدل رکھا تھا کہ تم لوگوں کو آزماؤں کہ تم خدا کی مصیبت زدہ اور فاقہ کش مخلوق کے ساتھ آج کل اس سخت قحط کے زمانہ میں کس طرح پیش آتے ہو۔ مگر مجھے یہ دیکھ کر رنج ہوا کہ سارے گاؤں میں سوائے ایک نیک اور رحمدل عورت کے کسی نے بھی میرے ساتھ انسانیت کا سلوک نہیں کیا۔ چنانچہ اس احسان کے شکریہ میں مَیں آج ان دونوں نیکدل میاں بی بی کو تو اپنے ساتھ اس پُر تکلف دستر خوان پر کھانا کھلاؤں گی اور آپ کو معمولی کھانا علیحدہ دیا جائے گا۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ آئندہ اس واقعہ سے سبق حاصل کریں گے اور بھیک مانگنے والوں کے ساتھ جو سخت مجبور ہو کر ہاتھ پھیلانا گوارا کرتے ہیں کبھی ایسی بدسلوکی نہ کریں گے جیسی کل سب نے میرے ساتھ کی تھی۔

﴿اخلاقی کہانیاں:۸۸﴾

-•❖❄﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ﴾❄❖•-

سائل کو حقارت کی نظر سے دیکھنے کا انجام

محمد جاوید صاحب آف ''سانگھڑ'' کہتے ہیں کہ جو بھی اللہ کے نام پر مانگتا ہے اُس کو دے دو۔ نیت یہی ہو کہ اللہ کے نام پر دے رہے ہیں۔ فقیر کی شخصیت یا ظاہری حالت کو دیکھ کر اس کو حقارت کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہیے۔ یہ درجہ ذیل بالکل سچا واقعہ ہے۔

شاہ صاحب ایک محکمہ میں بہت بڑے سرکاری عہدہ پر فائز تھے۔ وہ ایک نیک دل اور سخی انسان ہیں۔ ان کے آگے جو بھی دستِ سوال دراز کرتا' خالی نہ جاتا تھا۔ لیکن اگر موٹا تازہ' ہٹا کٹا' صحت مند فقیر مانگنے آتا تو اُس کو یہ ضرور کہتے تھے کہ کوئی کام کیا کرو اور صحت مند فقیر کو خیرات دیتے وقت ہچکچاتے تھے کہ پتہ

نہیں مستحق ہے یا نہیں اور اکثر دوست احباب ان کو یہی مشورہ دیتے تھے کہ آپ اللہ کے نام پر خیرات دیں اور نیت بھی یہی رکھیں کہ اللہ دیکھ رہا ہے اور فقیر کی ظاہری شخصیت پر نہ جائیں لیکن پھر بھی جب کبھی ان کے سامنے صحت مند فقیر آتا تو وہ گھبرا جاتے تھے کہ کیا کروں؟

ایک دن بازار میں پھر رہے تھے کہ ایک صحت مند فقیر نے خیرات مانگی' تو ان کی طبیعت پر اس کی صدا گراں گزری انہوں نے فقیر کو سمجھایا کہ ہٹے کٹے ہو' کوئی کام کرو۔ اس فقیر کو لقوہ ہوا تھا اور صحیح طور پر بات نہیں کر سکتا تھا اور انہوں نے پہلی دفعہ اس فقیر کو کہا کہ معاف کرو اور نوکری کر کے روزی کماؤ۔ اس بات پر فقیر کو غصہ آ گیا اور فقیر بھی ضد کرنے لگا اور کہا کہ وہ 10 روپے لے گا۔ آج سے 20 سال پہلے کی بات ہے' اُس وقت 10 روپے بڑی رقم تھی۔ شاہ صاحب بھی اڑ گئے اور 10 روپے دینے سے انکار کر دیا۔ تذبذب کی حالت میں گھر پہنچے تو ان کی بڑی بیٹی رو رہی تھی۔ شیشہ ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا اور کہہ رہی تھی کہ اُس کا منہ ٹیڑھا ہو گیا ہے اور لقوہ ہو گیا ہے۔ شاہ صاحب نے نوکر دوڑائے کہ فقیر مل جائے مگر فقیر نہ ملا۔

سچ ہے کہ کسی کو حقارت کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہیئے۔

﴿ماہنامہ عبقری/ مارچ' ۲۰۰۹ء:16﴾

-❁❁﴿صلی اللہ علی حبیبہ محمد و آلہ وسلم﴾❁❁-

(حاصل کلام):- یہ دُنیا بڑی بے وفا ہے' اس پر کبھی بھروسہ نہ کرنا چاہیے اور دولت کے نشہ میں مخمور ہو کر غریبوں' محتاجوں اور فقیروں کو ہرگز ستانا نہ چاہیے' بلکہ ہو سکے تو اُن کی مدد کرنا چاہیے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خُدا کی گرفت بڑی سخت اور ہولناک ہوتی ہے۔ وہ دیر سے پکڑتا ہے' مگر سخت پکڑتا ہے۔ اُس کے جلال و غضب سے بچنا چاہیے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اِس دُنیا میں اَمارت و

غربت سب عارضی چیزیں ہیں' آج جو امیر ہے ممکن ہے کل وہ غریب ہو جائے اور آج جو غریب ہے ممکن ہے کل امیر ہو جائے اور اس قسم کے انقلاب کی بہت سی مثالیں اِس دُنیا میں موجود ہیں۔

-صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ-

وقت ایک جیسا نہیں رہتا' بلکہ بدلتا رہتا ہے' کبھی امیری' کبھی غریبی' کبھی خوشحالی' کبھی تنگی' لہٰذا جب بھی کوئی آگے ہاتھ پھیلائے اُس کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھے' نہ ہی جھڑکے' اپنے دروازے سے دھکے مار کر نہ نکالے' بلکہ خندہ پیشانی سے پیش آئے اور جو میسر ہو سکے پیش کر دے۔ اگر کچھ پاس نہ ہو تو نرمی سے معذرت کر لے۔ جھڑکنے سے پہلے یہ بات سوچ لے کہ ہو سکتا ہے ایسا وقت اُس پر بھی آ جائے۔ پھر یہ بھی تو سوچو کہ اللہ ربُّ العزت نے تم کو کس مقام پہ کھڑا کیا ہے کہ وہ (سائل) تمہارے سامنے ہاتھ پھیلائے بھکاری بن کے کھڑا ہے۔ اس لیے سائل سے اچھا برتاؤ کرنا چاہئے۔ اگر سوالی سے اچھا سلوک نہ کیا تو یاد رکھو کہ وقت ایسا پلٹا کھائے گا کہ تمہیں بھی اسی طرح کسی کے دروازے پر جانا پڑے گا اور دھکے مار مار کر ہٹا دیئے جاؤ گے۔

-صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ-

ہمارے گاؤں ''قاضی کوٹ'' کے ایک بزرگ جن کا نام محمد علی تھا' اب وہ وفات پا چکے ہیں' اللہ تعالیٰ اُن کی بخشش فرمائے' وہ اکثر یہ رُباعی پڑھا کرتے تھے۔

جیم جیوندیاں نوں کاہنوں مارنا ایں جے توں مویاں نوں نہیں ایں جوان جوگا
رلے سنگاں نوں کیوں بے سنگ کرنا ایں جے توں وچھڑے نہیں ملان جوگا
دوارے آئے سوالی نوں کیوں جھڑکناں ایں جے پلیوں نہیں کجھ پان جوگا
بدیاں چھڈ دے باوا بری چندا جے توں نیکیاں نہیں ایں کمان جوگا

صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

کسی کو بھی حقارت کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہئے‘ یہ بات غرور اور تکبر کے زُمرے میں بھی آجاتی ہے‘ اِس لئے ایسے بُرے فعل اور سوچ سے بچنا چاہئے‘ کہیں ایسا نہ ہو کہ ایسا وقت اپنے اوپر بھی آجائے۔

فقیروں اور سائلوں کے ساتھ بدسلوکی کرنے والوں کو اس بات سے ڈر جانا چاہیے کہ کل کو ہو سکتا ہے۔ خدائے قادرِ مطلق فقیر کو غنی کر دے اور مالدار کو فقیر بنا دے۔

صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

Marfat.com

باغ ضرواں کا واقعہ

مفسرین نے لکھا ہے کہ یمن کے دارالحکومت صنعاء شہر سے چار کوس کے فاصلے پر سر راہ قبیلہ بنوثقیف کا ایک نیک آدمی رہتا تھا' اُس نے اپنی زمین میں انگوروں کا ایک باغ لگا رکھا تھا' اُس کا نام ضرواں یا صدوان تھا۔ اُس نے باغ میں میوہ دار درخت اور پیداواری فصلیں کاشت کر رکھیں تھیں اور اُسے اُس باغ سے ہر فصل میں کافی پیداوار حاصل ہوتی تھی اور وہ اُس باغ سے بڑی دریا دِلی سے غریبوں' مسکینوں کی خدمت کیا کرتا تھا۔ اُس نے اپنے اُوپر یوں مقرر کر رکھا تھا کہ میوے چننے اور فصل کاٹنے کے وقت جو پیڑ میں باقی رہ جاتا فقراء کو دے دیتا اور کھلواڑا صاف کرنے کے وقت جو کچھ ہوا کی وجہ سے بکھر جاتا وہ بھی فقراء کو دے دیتا اور میوے جھاڑنے کے وقت جو کچھ بچھے ہوئے کپڑے سے باہر گر جاتا وہ بھی فقیروں کو دے دیتا اور اس باغ کی پیداوار گھر لانے کے بعد بھی فقیروں کا حصہ نکالتا تھا اور اپنے گھر میں اس نے پابندی لگا رکھی تھی کہ غلے کا آٹا پیسے وقت بھی دسواں حصہ جدا کریں اور فقیروں کو دیں اور روٹی پکانے کے وقت بھی دس روٹیوں میں سے ایک روٹی گداؤں کے لئے جدا کریں' آخر وہ آدمی فوت ہو گیا۔

اُس کے تین بیٹے تھے' بدقسمتی سے اُن کے ذہن مادیت گزیدہ تھے' انہوں نے باہمی مشورہ کیا کہ والد صاحب کے زمانے میں مال وافر تھا اور اخراجات برائے نام تھے' اب ہم میں سے ہر ایک قبیلہ دار ہو گیا ہے اور ہمارے بیوی بچے ہیں' اخراجات بہت بڑھ گئے ہیں' آمدنی وہی سابقہ ہے' اب اس کے بغیر چارہ

Marfat.com

نہیں کہ خیرات وصدقات کا جو دروازہ ہمارے والد صاحب نے کھول رکھا تھا اُسے بند کر دیا جائے' اپنے خون پسینہ کی کمائی ان مفت خوروں میں نہ لٹائی جائے' ورنہ افلاس وغربت کی دلدل میں پھنس جاؤ گے۔ جس قدر وہ فقیروں کو دیتا تھا' ہم سے نہیں ہوسکتا' کیا تدبیر کی جائے؟ اُن کے درمیانے بھائی نے کہا کہ کوئی تدبیر نہ کرو اور اپنے باپ کے طریقے پر چلو' حق تعالیٰ برکت دے گا۔ دوسرے دو بھائیوں نے اُس کی بات نہ مانی اور باہم اتفاق کیا کہ پھل اُتارتے اور فصل کاٹتے وقت فقیروں کو آنے نہ دیں اور بغیر اطلاع جا کر پھل اور فصل اُٹھالیں اور فقیروں کا حصہ نہ نکالیں۔ ہاں! ہمارے کھانے کے وقت اگر کوئی فقیر سوالی بن کر آئے گا' اُسے روٹی کا ٹکڑا دے دیں گے اور درمیانے بھائی کو بھی جھڑکی اور ملامت کے ساتھ خاموش کر دیا۔

اُن لوگوں نے قسمیں کھائیں کہ صبح ہونے سے پہلے راتوں رات اس باغ کے سارے پھل اُتار لیں گے' تاکہ فقراء' مساکین اور سائلوں کو پتا ہی نہ چلے۔ دیکھو آج تمہارے باغ میں کوئی غریب مسکین داخل نہ ہونے پائے' کہیں وہ بھی پھل مانگنے چلے آئیں اور ہمیں اُن کو بھی دینے پڑیں' یہ لوگ خواہ مخواہ تنگ کرتے ہیں' مفت میں جھولیاں بھر کر لے جاتے ہیں' اس سے ہمیں بڑا نقصان ہوتا ہے۔ (جب کہ اُن کا باپ چاشت کے وقت میوہ اور فصل کاٹتا تھا' تاکہ تمام سوالی اور منگتے جمع ہو جائیں اور اپنا اپنا حق لے لیتے جائیں) وہ اپنے اس منصوبہ پر بہت زیادہ خوش تھے اور اِس خوشی میں انہوں نے اِن شاء اللہ یا سبحان اللہ بھی نہیں کہا' اُن کے زمانہ میں سبحان اللہ کہنا اِن شاء اللہ کہنے کے قائم مقام تھا' اِس لیے اُن کا یہ منصوبہ ناکام ہو گیا۔

جس رات انہوں نے یہ نیت کی اور باہم عہد و پیماں باندھ کر سو گئے' قضائے

آسمانی نازل ہوئی، زبردست آندھی آئی یا گرم ہوا کے بگولے آئے اور تمام باغ کو جلا کر خاکستر کر دیا' وہ باغ کاٹی ہوئی فصل کی طرح ہو گیا' تمام عمارتوں سمیت جل کر راکھ ہو گیا۔ جبکہ اُس وقت وہ تینوں بھائی گہری نیند سوئے رہے تھے۔

جب صبح ہوئی تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اگر باغ سے پھل اُتارنے کا ارادہ ہے تو اب دیر نہ کرو' علی الصبح ہی چل پڑو' یہ لوگ چپکے چپکے باتیں کرتے ہوئے جا رہے تھے کہ کوئی سن نہ لے اور فقراء کو اُن کے پھل اُتارنے کا پتا نہ ہو جائے' وہ پختہ عزم کے ساتھ باغ کی طرف جا رہے تھے' اُن کا خیال تھا کہ وہ اپنے منصوبہ کو پورا کرنے پر ہر طرح قادر ہیں' ابھی جا کر سب پھل لے آئیں گے اور کسی کو خبر بھی نہ ہو گی۔

جب وہ باغ کے قریب پہنچے تو وہاں منظر ہی اور تھا' ہرے بھرے درختوں اور پھلوں سے لدی پھدی ٹہنیوں کے بجائے سیاہ ٹُنڈ مُنڈ دکھائی دیئے' جیسے کسی نے باغ کو جلا کر راکھ کر دیا ہو۔ پہلے کچھ ٹھٹکے' خیال گزرا ہم راہ بھول گئے ہیں اور غلطی سے کسی اور جگہ پہنچ گئے ہیں' لیکن جب غور سے دیکھا تو چیخ نکل گئی' ہائے! ہماری قسمت ہی پھوٹ گئی' ہمارا باغ برباد ہو گیا' اس باغ کے پھل ہمارے نصیب میں نہ تھے' اُن میں سے جو شخص بہتر تھا' اُس نے کہا: میں نے تو تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ تم سبحان اللہ کیوں نہیں کہتے' یہ سن کر وہ کہنے لگے بے شک ہمارا رب سبحان (پاک اور بے عیب) ہے' ہم ہی ظالم ہیں۔ پھر وہ ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے کہ ہم نے ناحق مسکینوں کا حق مارا اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا چھوڑ دی' ہماری سرکشی حد سے بڑھ گئی تھی' اسی لئے ہم پر عذاب آیا' شاید ہمارا رب ہمیں اس سے بہتر بدلہ دے' بے شک ہم اپنے رب کی طرف رغبت کرنے والے ہیں۔

وہ اپنے کیے پر نادم ہوئے' توبہ کی' شکر اور مال خرچ کرنے کا پختہ ارادہ کیا

Marfat.com

اور کہنے لگے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلے ہوئے باغ کی بنسبت ہمیں اچھا باغ عطا فرمائے، ہم اپنے رب کی طرف رغبت رکھنے والے ہیں۔ اُنہوں نے انتہائی اخلاص کا مظاہرہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُس باغ کے بدلے انہیں دوسرا باغ عطا فرما دیا، جس کا نام حیوان تھا، اُس میں انگور تھے، جس کے ایک گچھے کو خچر اُٹھاتا تھا۔

حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حق تعالیٰ نے اس بات میں ان کے اخلاص کو پسند فرمایا، جب حسرت کرتے ہوئے شہر پہنچے تو اُس شہر کے بادشاہ نے یہ ماجرا سنا اور انہیں اپنے سرسبز باغات میں ایک باغ جس کا نام حیوان تھا، عطا فرمایا اور اس باغ میں انگور اس نشوونما کے ساتھ ہوتے تھے کہ اس کا ایک ایک گچھا ایک اونٹ کا بوجھ بنتا تھا۔

﴿ تفسیر دُرِ منثور ❖ روح البیان ❖ تبیان القرآن ❖ مظہری ❖ ضیاء القرآن ﴾

صلی اللہ علی حبیبہ محمد و آلہ وسلم

﴿حاصلِ کلام﴾ :- اُن لوگوں کا پختہ ارادہ تھا کہ وہ مساکین کو رسواء اور محروم کریں گے اور اپنا سارا مال خود حاصل کریں گے، لیکن وہ خود تڑکے اُٹھتے ہی فقر کا شکار ہو گئے اور مال اُن کے ہاتھوں سے نکل گیا۔ انہیں سوائے ندامت و محرومی کے کچھ حاصل نہ ہوا، اس لئے کہ وہ تو مسکینوں، یتیموں کو محروم کرنا چاہتے تھے، لیکن محرومی و مسکینی اُن کے اپنے گلے کا ہار بن گئی۔

وہ عجز و انکساری سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑائے، توبہ کی اور شکر کا پختہ عہد کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں مال و دولت سے نوازا تو ہم اپنے ابا کی طرح فقراء و مساکین کو بہت کچھ دیں گے تو اللہ تعالیٰ نے اُسی رات میں پہلے سے بھی زیادہ مال و دولت بخشی۔ تفسیر روح البیان میں ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام حکم فرمایا: کہ جلا سڑا باغ اکھیڑ کر ملک شام میں زعر کی جگہ پر رکھ دو (زعروہ

جگہ جہاں کھیتی باڑی نہ ہو سکے) اور شام سے کسی باغ کا قطعہ اُٹھا کر یہاں رکھ دو

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چونکہ انہوں نے توبہ اخلاص سے کی' اللہ تعالیٰ نے اُن کے صدق کو دیکھ کر اُس باغ کے بجائے ایسا بہترین باغ بخشا کہ جسے الحیون کا نام مشہور ہو گیا کہ اس کے انگور کا ایک گچھہ خچر کا بوجھ ہوتا تھا۔ ﴿تفسیر روح البیان' پ ۲۹﴾

صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم

توبہ کی برکت

محققین فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کسی بلا میں مبتلا ہو جائے تو اسے غور کرنا چاہئے کہ وہ کس غلطی کا خمیازہ اُٹھا رہا ہے' اگر نہ بھی معلوم ہو سکے تو پھر بھی بارگاہ حق میں خوب گڑگڑائے اور زاری کرے اللہ تعالیٰ اُسے اُس سے بھی بہتر و برتر بدل عطا فرمائے گا۔ جیسے اُن لوگوں کے ہاتھ سے ضروان (باغ چھینا تو اُن کی زاری پر) حیوان (باغ) عطا فرمایا۔ ﴿تفسیر روح البیان' پ ۲۹﴾

صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم

تجارت میں بے برکتی کی وجہ

کشف الاسرار میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسے ہی ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت سے کریں گے' جب اُن کے اغنیاء فقراء پر رحم نہ کریں گے' ہم اُن سے بارش روک دیں گے اور اُن پر مصائب بھیج دیں گے اور اُن کے کھیتوں سے برکت اُٹھا لیں گے اور تجارتوں میں بھی برکت نہ رہے گی۔

﴿تفسیر روح البیان' پ ۲۹﴾

صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم

بخل کا انجام

اُن کے باپ کا معمول تھا کہ باغ کی پیداوار سے باغ کا خرچ نکال کر اور اپنے بچوں کا خرچ نکال کر باقی نفع یا باقی مال اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا کرتا تھا' باپ کی وفات کے بعد بچوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہمارا باپ تو احمق تھا' جو اتنی بڑی آمدنی فقراء کو دے کر ضائع کر دیا کرتا تھا' اگر ہم فقراء کو نہ دیں اور سارا نفع اپنے پاس رکھیں تو ہم بہت جلد سرمایہ دار ہو جائیں گے' جب انہوں نے یہ عزم راسخ کر لیا تو ان کے باغ پر وہ آفت آئی کہ ان کے سارے پھل جل کر خاکستر ہو گئے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے اور اُس کی نعمتوں کا شکر ادا نہ کرے' اُس پر اِسی طرح اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوتا ہے اور یہ دُنیا کا عذاب ہے' آخرت کا عذاب تو اس سے بھی زیادہ شدید ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ البخیل بعید من اللہ و بعید من الناس و بعید من الجنۃ قریب من النار یعنی بخیل اللہ تعالیٰ سے دُور' لوگوں سے دور' جنت سے دور اور جہنم کے قریب ہے' جب کہ سخی کو اللہ تعالیٰ کے کرم اور اس کے وعدہ کی سچائی پر اعتماد لازم ہے' اِسی لئے حدیث شریف میں فرمایا ہے السخی قریب من اللہ قریب من الناس قریب من الجنۃ بعید من النار سخی اللہ تعالیٰ کے قریب' لوگوں کے قریب' جنت کے قریب' جہنم سے دور ہے۔

نیز حدیث شریف میں وارد ہے کہ میں تین چیزوں پر قسم اُٹھاتا ہوں اس لئے کہ ظاہری طور پر عقل سے دور معلوم ہوتی ہے۔ پہلی چیز یہ کہ "ما نقصت صدقۃ من مال" اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے مال دینا' مال کو کم نہیں کرتا۔ گو بظاہر تمہاری سمجھ کے مطابق نقصان معلوم ہوتا ہے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ "ما تواضع

احد اللّٰہ الا رفعہ اللّٰہ" ہر گز کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ اُس کا مرتبہ بلند فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع کرنے کی تفسیر اس طرح ارشاد فرمائی گئی کہ اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع تین شخصوں کی تعظیم ہے۔ پہلا حافظ قرآن یا اس کے معنوں کو سمجھنے والا یا اس کے مطابق عمل کرنے والا' دوسرا عمر رسیدہ مسلمان مرد کی تعظیم کرنا' تیسرے والدین کی تعظیم کرنا۔

تیسری چیز یہ کہ" ما ازدار عبد عفوا الا اعزہ اللّٰہ" یعنی جو شخص کہ انتقام کی طاقت ہونے کے باوجود معاف کر دے' اُسے اللہ تعالیٰ ضرور عزت بخشتا ہے اگرچہ ظاہری عقل انتقام ترک کرنے کو ذلت کا سبب سمجھتی ہے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ

اسی طرح اہل مکہ نے اپنے بھائیوں' باپوں اور بیٹوں کے قتل ہونے' جنگوں میں اموال ضائع ہونے' سات سالہ قحط جس میں مردوں کی ہڈیاں پیس کر کھاتے تھے اور مردوں کی کھال بھون کر کھاتے تھے اور اونٹ کے معدے کا پانی پیتے تھے' کے بعد نادم اور پشیمان ہو کر رسولِ کریم ﷺ کی بعثت اور قرآن مجید پر ایمان کی نعمت کی قدر کو پہچانا اور سیدھی راہ کا رُخ کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں چھ سو چھپن (۶۵۶) سال کی مدت تک انہیں روئے زمین کی خلافت سے نوازا اور انہیں بے پناہ فتوحات' بے شمار خزانے' پر فضا شہر اور دلکش باغات عطا فرمائے یہاں تک کہ چنگیز خاں کے ہاتھوں اُن کی بادشاہی برباد ہوئی اور پھر نہ آئی۔

﴿ تفسیر عزیزی ﴾

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ

Marfat.com

دودھ اور شہد دینے والی بکری

حضرت شیخ ابو الربیع مالقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک نیک بخت عورت کا شہرہ سُنا کہ وہ فلاں بستی میں رہتی ہے اور وہ صاحب کرامت بھی ہے' ہماری عادت تھی کہ ہم غیر محرم عورتوں کو نہیں دیکھتے تھے' لیکن اُس کی کرامت دیکھنے کے شوق سے جانا پڑا' وہ ولیہ بی بی فضہ (سونے والی) کے نام مشہور ہو گئی تھی' ہم اُس بستی میں پہنچے تو لوگوں سے سُنا کہ اُس کی بکری سے دودھ اور شہد آتا ہے۔ ہم نے یہ منظر دیکھنے کے لئے ایک پیالہ نما برتن خریدا' جس میں پہلے کوئی شئے نہیں رکھی گئی تھی۔ ہم اُس بی بی کے گھر گئے اور اُسی بکری کا دودھ طلب کیا۔ ہم نے کہا کہ بی بی اسی بکری کا ہمیں دودھ پلا' جس کا شہرہ ہے کہ اُس سے دودھ اور شہید حاصل ہوتے ہیں۔ اُس ولیہ نے وہی بکری ہمارے ہاں بھیج دی اور فرمایا کہ اس کا دودھ اپنے ہاتھوں خود دودھ لو۔ ہم نے اُسے دوہا تو واقعی برتن میں دودھ اور شہد تھا' جسے ہم نے پیا' پینے کے بعد اُس عورت کی کرامت پر ہمارا پختہ یقین ہو گیا کہ واقعی اس ولیہ کی کرامت حق ہے۔

ہم نے بی بی سے حالات پوچھے تو اُس نے فرمایا کہ ہمارے ہاں ایک چھوٹی سی بکری تھی اور ہم نہایت تنگدست تھے' سوائے اسی بکری کے بچہ کے ہمارے پاس کچھ نہ تھا' اچانک عید کے دن ہمارے ہاں مسافر مہمان آ گئے۔ میرا شوہر نیک بخت صالح اِنسان ہے۔ اُس نے فرمایا کہ یہی بکری کا بچہ ذبح کر کے مہمانوں کو کھلا دیا جائے۔ میں نے کہا کہ ایسا نہ کرو' کیوں کہ ہمارے لئے عید کی

Marfat.com

قربانی واجب بھی نہیں اور اللہ تعالیٰ کو ہمارے حالات بخوبی معلوم ہیں۔ لیکن اتفاقاً مہمان آ گئے ہیں' ہمارے ہاں کچھ بھی نہیں۔ بہرحال مہمان نوازی کی نیت سے ہم نے باہم مشورہ طے کرلیا کہ یہی بکری کا بچہ ذبح کر دینا چاہئے اور میں نے ہی مشورہ کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ مہمان کی تعظیم وتکریم ضروری ہے' فلہٰذا یہ بکری کا بچہ ذبح کر دینا ہمارے لئے خیر و بھلائی ہے۔ مشورہ طے ہو گیا' لیکن ایک فکر لاحق ہوئی کہ اگر یہ بکری کا بچہ یہاں ذبح ہو تو ہمارے بچے چھوٹے اسے ذبح نہیں کرنے دیں گے۔ میں نے کہا: اِسے دیوار کے پیچھے جا کر ذبح کر دو وہ ذبح کے لئے اُسے لے گیا' لیکن یہی بکری چھلانگ لگا کر ہمارے گھر میں آ گئی۔ میں نے سمجھا کہ میرے شوہر نے بکری کا بچہ ذبح نہیں کیا۔ مَیں نے اُسے آواز دی تو اُس نے کہا' بکری کا بچہ ذبح ہو گیا۔ میں باہر گئی تو واقعی وہ ذبح ہو چکا تھا اور اس کی کھال بھی اُتار لی گئی۔ لیکن یہ بکری ہمارے ہاں کہاں سے آئی۔ ہم نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مہمان نوازی کی برکت سے انعام بخشا ہے۔ یہ وہی بکری ہے جس سے دودھ اور شہد حاصل ہوتا ہے۔ اس کے بعد اُس ولیہ نے اپنی اولاد کو آواز دی کہ اے میرے بیٹو! کہ ہماری بکری تمہارے قلوب میں چرتی ہے' اگر تمہارے دل پاکیزہ ہوں گے تو اس کا دودھ بھی عمدہ ہوگا اور اگر تمہارے دلوں میں کچھ تغیر ہوگا تو دودھ میں بھی خرابی ہوگی' اِس لئے تمہیں چاہئے کہ اپنے دلوں کو سنوارو۔

یہ بات بطورِ عبرت ہے' اِسی لئے اے اللہ والو! اپنے قلوب پاک اور صاف رکھو تو پھر جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ بھی پاک وصاف ہوگا۔

﴿ ✤ رَوض الرّیاحین: ۹۴ ✤ تفسیر روح البیان' پ ۲۹ ✤ ﴾

Marfat.com

خدمت کا صلہ

حضرت ابوعلی احمد بن محمد روذباری رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور میں اکابر صوفیہ کے امام اور شافعی آئمہ کے مرشد تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اصلاً بغدادی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نسب نامہ کسریٰ سے ملتا ہے۔ تصوف حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے 'فقہ ابن سریج سے' حدیث ابراہیم حیزی سے اور نحو ثعلب سے حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس فقیروں کی ایک جماعت آئی' اُن میں سے ایک بیمار ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ساتھیوں کو اس کی خدمت کرنے کا حکم دیا' مگر وہ کبیدہ ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قسم کھالی کہ اب میرے بغیر اِس کی اور کوئی خدمت نہیں کرے گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اُس کی خدمت کرتے رہے' حتیٰ کہ وہ انتقال فرما گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُسے دفن فرمایا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کے سَر کی طرف سے کفن کھولنا چاہا (کفن کے سرہانے کی طرف سے رسی کھولی) تا کہ اُسے قبر میں لٹا دیں تو اُس نے آنکھیں کھول لیں اور کہا: "اے ابو علی! میں اپنے مرتبے کے پیش نظر قیامت کے دِن آپ کی مدد کروں گا' جیسا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نفس کی مخالفت کر کے یہاں دُنیا میں میری مدد کی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال مبارک ۳۲۶ھ میں ہوا اور حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے قریب قرافہ میں دفن ہوئے۔ ﴿ جامع کرامات اولیاء: ۲/۴۷۲ ﴾

صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمدٍ وّ آلہٖ وسلّم

Marfat.com

جیسی کرنی ویسی بھرنی

ایک امیر نے حضرت محمد شمس الدین حنفی شاذلی مصری رحمۃ اللہ علیہ (وصال ۸۴۷ھ) کی مخالفت کا پختہ اِرادہ کرلیا اور زہر میں بجھے ایک برتن میں کھانا لگا کر آپ کو پیش کیا۔ آپ کے برتن سے کوئی دوسرا کھانا کھانے کی جسارت نہیں کرسکتا تھا۔ حضرت نے تھوڑا سا کھانا کھا کر زہر کو محسوس فرما کر کھانا چھوڑ دیا۔ اُٹھے' سوار ہوئے اور اپنے آستانے کی طرف چل دیے۔ کھانے کے سب برتن باہم مل گئے۔ امیر کے دولڑکے آئے' حضرت والے برتن سے کھانا کھا کر مر گئے اور حضرت شیخ پر زہر نے اثر نہ کیا۔ ﴿❖ جامع کراماتِ اولیاء: ۱/۶۷۰ ❖﴾

-❖❖ صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّد ❖❖-

﴿حاصلِ کلام﴾: کسی دوسرے کا نقصان کرنا چاہا خود اپنا ہی ہوگیا یعنی اُن کی جان ضائع کرنا چاہی تو خود اپنے ہی بیٹے اُسی زہر سے جاتے رہے۔

بزرگوں سے دُشمنی نقصان دہ ہوتی ہے۔ یہ وہ نقصان جو اِس دُنیا میں ہی سامنے آجاتا ہے۔

-❖❖ صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّد ❖❖-

Marfat.com

جیسی کرنی ویسی بھرنی

پنڈ کسے وچہ پھر دا پھر دا اک سوالی آیا
روٹی کارن گلیاں دیوچہ آن سوال سنایا
صدا نہ کرے فقیراں وانگوں او درویش بچارا
گلیاں دیوچہ اُچی اُچی کر دا پھرے پکارا
بوہے بوہے اگے سائیں ایہ گل کہندا جاوے
"جیسی کرنی ویسی بھرنی" مونہوں بول سناوے
عورت سی اک گھر وچہ بیٹھی سنیا جدوں پکارا
اوس عورت نے جلدی جلدی کیتا کہڑا کارا
کہن لگی ازماواں ایہ گل سوچاں پئی دوڑاوے
دو روٹیاں دا آٹا گنھ کے اس وچہ زہر ملاوے
روٹیاں دو پکا کے عورت سائیں نوں پکڑاوے
اوہ سائیں پھر روٹیاں لے کے جنگل اندر جاوے
کھوہ کسے دے اُتے جا کے ڈیرا اوس لگایا
جسدم روٹی کھاون لگا رب سبب بنایا
دو مسافر آگئے اوتھے آن سوال سنایا
آکھن لگے قسم خدا دی بھکھ نے بڑا ستایا
جیکر روٹی دیویں بابا جان اساڈی بچ جاوے
فقراں دے در اُتے آیا کوئی نہ خالی جاوے

Marfat.com

ایہ گل سُن کے اوہ درویش روٹیاں جلد پھڑاوے
آپ نکال کے پانی فوراً نیڑے لیا ٹکاوے
جسدم روٹی کھادی اُنہاں پانی مگروں پیتا
دو منٹاں دے بعد انہاں اجل پیالہ پیتا
دونہاں اوتھے تڑپ تڑپ کے اپنی جان گوائی
ہو گئے خون دو میرے ہتھوں سائیں سوچ دوڑائی
کہن لگا اج میرے ہتھوں ہو گیاں نے دو لاشاں
مولا دے دربارے جا کے کہڑا منہ وکھاساں
آخر آ کے اوس بستی وچہ قدم دوبارا پاوے
اوسے عورت دے کول آ کے سارا حال سناوے
کہن لگی ہن چل وکھاویں کویں گزریا حالا
ڈٹھا جدوں تماشہ آ کے قدرت کامل والا
عورت نے جد ڈٹھیاں یارو لاشاں اوتھے پیاں
جسدم لاشاں نظریں پیاں چیخاں نکل گیاں
سِر نوں کھووے ڈھڈ نوں پِٹے صبر ذرا نہ آوے
بے صبری وچہ روندی پُٹ پُٹ مٹی سر وچہ پاوے
سائیں کہندا عورت نوں توں کیوں اِتنا رووِیں
کہڑی بنی مصیبت تینوں سر اپنے نوں کھوویں
اُھن لگی کل حقیقت اکھیں نیر وگا کے
''جیسی کرنی ویسی بھرنی'' توں جد اکھیا آ کے

Marfat.com

سوچیا میں ازماواں ایہ گل روٹیاں جلد پکائیاں
زہر ملا کے روٹیاں اندر تینوں میں پھڑائیاں

کیتا میرا میرے اگے اک پل اندر آیا
ایہ گل کی توں آکھیں بھیناں مینوں سمجھ نہیں آیا

اک تیرا اک مالک میرا رووے تے کرلاوے
ایہ گل سنکے اہدی سائیں جلدی نال سناوے

صبر دلے وچہ کر ہُن بی بی اُبھے ساہ نہ بھرنی
میں آواز کیتا سی "جیسی کرنی ویسی بھرنی"

اوس عورت نے ویکھو یارو اللہ نوں ازمایا
لگی سی آزماون ' اپنا جھگا چوڑ کرایا

"جیسی کرنی ویسی بھرنی" سچ یقین لیاؤ
نیکی دُنیا اُتے کرکے نیکی نال لے جاؤ

قسم خدا دی نیکی دا پھل اگے جا کے مل دا
صاف قرآن گواہی دیندا نہیں قیافہ دل دا

"دل بلاوہ کتاب" وچوں ایہ حکایت پائی
برکت علی نے اپنے دل تھیں ہرگز نہیں بنائی

❖ ہاسے دی پٹاری ضمیمہ ہاسے دی گلکاری: ۱۰ ❖

❖ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ ❖

(حاصل کلام): - درویش کی آزمائش نہیں کرنی چاہیئے۔ ایسا کرنے سے اکثر نقصان ہوتا ہے۔

Marfat.com

ایثار کا اجر

ایک تھیلی تین گھروں میں

مجمع العجاب میں مذکور ہے حضرت واقدی رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ روپوں کی ضرورت پڑی تو وہ اس غرض کے لئے ایک نیک دل تاجر کے پاس گئے۔ تاجر نے بارہ (۱۲) سو کی تھیلی حضرت واقدی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رکھ دی اور کہا بخدا اس کے سوا میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ حضرت واقدی رحمۃ اللہ علیہ وہ تھیلی لے کر چلے آئے' ابھی گھر پہنچے ہی تھے کہ ایک ہاشمی اُن کے پاس قرض مانگنے آگئے اور اپنی ضرورت بیان کی حضرت واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے چاہا کہ اُس تھیلی میں سے کچھ اُسے دے دیں اور کچھ اپنے لئے رکھ لیں۔ حضرت واقدی رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی نے کہا ''آپ ایک بازاری تاجر کے پاس گئے تو اُس نے اپنی ساری پونجی آپ کے حوالے کر دی اور یہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کی اولاد ہے' آپ اسے تھوڑا بہت دیتے ہیں' یہ تو بڑی شرم کی بات ہے''۔ حضرت واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر ساری تھیلی اُس کے حوالے کر دی۔ خدا کی قدرت کہ وہ ہاشمی تھیلی لے کر گھر چلے تو وہی تاجر جس نے حضرت واقدی رحمۃ اللہ علیہ کو تھیلی دی تھی' اُن کے پاس آئے اور اُن سے قرض طلب کیا۔ ہاشمی نے وہی تھیلی اُس تاجر کو دے دی۔ تاجر نے اپنی تھیلی کو دیکھا تو پہچان گیا۔ اُس کے بعد حضرت واقدی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت یحییٰ برمکی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے تو اس تھیلی کا یہ سارا قصہ بیان کیا۔ تو یحییٰ برمکی رحمۃ اللہ علیہ نے ہزار روپے کی تھیلی نکالی اور

Marfat.com

کہا: اِس میں سے دو ہزار تمہارے' دو ہزار ہاشمی کے' دو ہزار تاجر کے اور چار ہزار تمہاری بیوی کے لئے۔ ❁ نزہۃ المجالس: ۱/۴۲۶ ❁

-•❁❁ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ❁❁•-

(حاصل کلام): - ایثار یعنی اپنی ضرورت کو پس پشت ڈال کر اپنے دوسرے مسلمان بھائی کی ضروریات کا خیال رکھنے کا کتنا مقام ہے کہ اتنا ہی مال بلکہ اس سے کئی گنا زیادہ اللہ ربُّ العزت نے عطا کر دیا۔ اور پھر حضرت واقدی رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی کا بڑا اہم کردار ہے' مثال دے کر اُنہیں ایثار کی رغبت دلائی۔ ایسے ذہن کی عورتیں بہت کم ہوتی ہیں۔

-•❁❁ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ❁❁•-

مرغی سات گھروں میں

"وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ"

❁ پ ۲۸ سورۃ الحشر آیت نمبر ۹ ❁

ترجمہ: - اور ترجیح دیتے ہیں اُنہیں اپنے آپ پر اگرچہ خود اُنہیں اس چیز کی شدید حاجت ہو۔

روایات میں آتا ہے کہ جس آیت کا یہ مضمون ہے' وہ ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ جس کو ہدیہ میں کسی نے مرغی دی تھی۔ وہ اُس نے اپنے پڑوسی کو دے دی۔ اُس دوسرے نے اپنے پڑوسی کو دے دی' اِسی طرح وہ مرغی سات گھروں تک پہنچی' یہاں تک کہ پھر پہلے شخص کے پاس آ گئی۔

❁ نزہۃ المجالس: ۱/۴۲۱ ❁

-•❁❁ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ❁❁•-

Marfat.com

بکری کی سری سات گھروں میں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کے ہاں ایک بکری کی سری تحفہ کے طور پر آئی۔ پس اُس نے دل میں کہا کہ میرا فلاں بھائی اور اُس کے بال بچے مجھ سے زیادہ محتاج ہیں۔ اُس نے وہ سری اُس دوسرے مسلمان بھائی کے گھر بھیج دی۔ دوسرے نے دل میں کہا کہ میرا ہمسایہ مسلمان بھائی مجھ سے زیادہ محتاج ہے۔ اُس نے اسے تیسرے کے گھر بھیج دی۔ جب تیسرے کے پاس وہ سری پہنچی تو اُس نے اس خیال سے چوتھے کے ہاں بھیج دی۔ چوتھے نے پانچویں کے گھر میں اور پانچویں نے چھٹے کے گھر میں اور چھٹے نے ساتویں کے گھر میں۔ ساتویں شخص نے پھر اُس پہلے گھر میں بھیج دی جہاں سے وہ سری گئی تھی۔

﴿المستدرک للحاکم:۳/۲۲۹ ❖ تفسیر صاوی:۱۶۱ ❖ مجالس سنیہ:۳۸ ❖ نزہۃ المجالس:۱۷۶﴾

-❖❖ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ ❖❖-

آخری وقت پانی کا ایثار

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ یرموک میں بہت سے حضرات شہید ہو گئے' اُن میں میرا چچازاد بھائی بھی تھا۔ میں پانی لئے ہوئے اُسے تلاش کر رہا تھا' جب اُسے پا لیا تو دم بھر کا مہمان تھا۔ میں نے پوچھا: بھائی پانی پئے گا؟ اُس نے کہا کہ ہاں! پیؤں گا۔ اتنے میں دوسرے زخمی نے آہ کی' ہائے پانی۔ میرے چچازاد بھائی نے اشارہ کیا کہ پہلے اُس کو پلاؤ۔ میں پانی اُس کے پاس لے گیا اور پانی پینے کے لئے کہا۔ اتنے میں پاس والے نے آہ کی۔ اُنہوں نے فرمایا کہ پہلے اُس کو پانی دو۔ جب اُس کے قریب گیا تو وہ مر چکا تھا۔ پھر اُس

Marfat.com

دوسرے کے پاس آیا تو اُن کو بھی مردہ پایا اور جب اپنے چچازاد بھائی کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ وہ بھی فوت ہو چکا ہے۔ (یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں پیش آیا) ﴿کیمیائے سعادت: ۴۳۸ ❖ نزہۃ المجالس: ۱/۴۲۱ ❖ مجالس سنیہ: ۳۹﴾

-•❖❁﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾❁❖•-

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دو شخص صحرا سے گزر رہے تھے' اُن میں ایک عبادت گزار تھا' جبکہ دوسرا گنہگار۔ عابد کو پیاس لگی' یہاں تک کہ وہ شدتِ پیاس سے گر پڑا' تو اُس کے ساتھی نے اُسے دیکھا کہ وہ بے ہوشی کی حالت میں پڑا ہوا ہے' اُس نے سوچا کہ اگر یہ نیک بندہ مر گیا' حالانکہ میرے پاس پانی بھی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے میں کبھی بھلائی نہ پاسکوں گا اور اگر میں نے اس کو پانی پلا دیا تو میں مر جاؤں گا۔ بہر حال اُس نے اللہ تعالیٰ پر بھروسا کیا اور کچھ پانی اُس پر چھڑکا' باقی اُسے پلا دیا تو وہ کھڑا ہو گیا اور پھر دونوں نے صحرا طے کر لیا۔ (قیامت کے دن جب) گنہگار کا حساب ہو گا تو اُسے جہنم کا حکم سُنا دیا جائے گا۔ اُسے فرشتے لے کر چلیں گے' اُسی لمحے اُس کی نظر نیک بندے پر پڑے گی' وہ کہے گا: اے فلاں! کیا تو نے مجھے پہچانا؟ تو وہ (عابد) کہے گا: تو کون ہے؟ وہ کہے گا' میں وہی ہوں جس نے بیابان والے دن تیری جان بچائی تھی! تو وہ کہے گا: ہاں ہاں! پہچان گیا۔ تو وہ نیک بندہ فرشتوں سے کہے گا: ٹھہرو! تو وہ ٹھہر جائیں گے۔ پھر رب تعالیٰ سے عرض کرے گا: اے پروردگار! تو اس شخص کا مجھ پر احسان جانتا ہے' کیسے اس نے میری جان بچائی تھی۔ اے رب! اس کا معاملہ مجھے سونپ دے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ تیرے حوالے' پھر وہ نیک بندہ آئے گا اور اپنے (پانی پلانے والے) بھائی کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جائے گا۔ ﴿❖ المعجم الوسط: جلد دوم حدیث ۲۹۰۶ ❖﴾

Marfat.com

بکری کے بدلے بکری

کسی مرد صالح کی ایک صالحہ عورت تھی' وہ بالکل فقیر آدمی تھا' اُس کے پاس سوائے ایک بکری کے کچھ نہ تھا۔ جب عید کا دن ہوا تو اُس شخص نے بکری کو قربانی کرنا چاہا' عورت بولی: ہمیں قربانی نہ کرنے کی اجازت ہے۔ پھر ایک روز اُن کے یہاں ایک مہمان آ گیا۔ عورت نے کہا کہ مہمان کے لئے بکری ذبح کر دو۔ اُس شخص نے گھر سے باہر لیجا کر اُسے ذبح کیا' تا کہ بچے غصہ نہ کریں۔ اتنے میں عورت کیا دیکھتی ہے کہ گھر کی دیوار پر ایک بکری چلی آ رہی ہے' اُس کے بعد وہ گھر میں اُتر آئی' عورت سمجھی کہ شاید بھاگ کر وہی بکری چلی آئی ہے۔ اُس نے اپنے خاوند کی طرف جو نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ وہ بکری اُس کے سامنے ذبح کی ہوئی پڑی تھی۔ عورت کہنے لگی' یقیناً خدا نے ہماری بکری سے اچھی بکری اس کے عوض میں ہمیں عنایت کی ہے۔ چنانچہ وہ اس کے ایک تھن سے دودھ اور دوسرے تھن سے شہد دوہا کرتی تھی۔ ﴿روض الریاحین از علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ ❖ نزہۃ المجالس: ۴۲۸﴾

-•❖❁﴿صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ﴾❁❖•-

دوکاندار ساتھی کا احساس

قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ ترکوں کے ''دورِ خدمت'' سے مدینہ منورہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ آپ کا وصال شریف ۳ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۰۱ھ مدینہ منورہ میں ہوا اور جنت البقیع میں تدفین عمل میں آئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں کسی نے عرض کی' حضور! جب آپ شروع میں مدینہ منورہ آئے اُس وقت کے مسلمان کیسے تھے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایک بندۂ مالدار کثیر مقدار میں مدینہ منورہ کے غُربا میں کپڑے تقسیم کرنا چاہتا تھا' لہٰذا اِس غرض

Marfat.com

سے ایک کپڑے کے دوکاندار سے اُس نے کہا کہ مجھے فُلاں کپڑے کے اِتنے اِتنے تھان درکار ہیں، دوکاندار نے کہا: "آپ کا مطلوبہ کپڑا میرے پاس موجود ہے، مگر مہربانی فرما کر آپ سامنے والی دوکان سے خرید لیجئے، کیونکہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عزوجل میری بکری اچھی ہو چکی ہے، مگر اُس بے چارے کا دھندا آج کم ہوا ہے"۔ فرمایا: کہ پہلے کے مسلمان ایسے مجسم اخلاص و ایثار تھے اور آج کے مسلمانوں کو تو آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ ان کی اکثریت کس طرح مال سمیٹنے اور ایک دوسرے کا گلا کاٹنے میں مشغول۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

خواہش کے باوجود مچھلی سائل کو دے دی

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیمار تھے، اُن کو بھنی ہوئی مچھلی کھانے کی خواہش ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے خادم حضرتِ سیدنا نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تلاشِ بسیار (یعنی ڈھونڈنے) کے بعد مجھے ڈیڑھ دِرْہم کی ایک مچھلی مدینہ منورہ میں مل گئی۔ مَیں نے اُسے بھون کر خدمت سراپا سخاوت میں پیش کر دی، اتنے میں ایک سائل آگیا، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نافع! یہ مچھلی سائل کو دیدو۔ میں نے عرض کی: آپ رضی اللہ عنہ کو اس کی بڑی خواہش تھی، اس لئے کوشش کر کے یہ مدینے کی مچھلی میں نے خریدی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اِسے تناول فرما لیجئے میں اس مچھلی کی قیمت سائل کو دے دیتا ہوں۔ فرمایا: نہیں تم یہ مچھلی ہی اُس کو دے دو۔ چنانچہ میں نے وہ مدینے کی مچھلی سائل کو دے دی اور پھر پیچھے جا کر اُس سے خرید لی اور آ کر حاضر کر دی۔ ارشاد فرمایا: یہ مچھلی اُسی سائل کو دے دو اور جو قیمت اُس کو ادا کی ہے وہ بھی اُسی کے پاس رہنے دو۔ میں نے سرکارِ مدینہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔ جو شخص کسی چیز کی

خواہش رکھتا ہو‘ پھر اُس خواہش کو روک کر اپنے اوپر (کسی اور کو) ترجیح دے‘ تو اللہ تعالیٰ اُسے بخش دیتا ہے۔ ﴿احیاءُ العلوم:۳/۱۱۴﴾

-صَلَّی اللہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ-

باہمی ایثار کی برکت

علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے ابن ابی جمرہ رحمۃ اللہ علیہ کی ’’شرح بخاری‘‘ میں ایک واقعہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ ایک کھیت میں ایک نوجوان اور ایک بوڑھا شخص شریک تھے۔ اُنہوں نے اُس میں گندم کاشت کی۔ جب فصل پک کر تیار ہوگئی تو اُسے دونوں نے آپس میں برابر تقسیم کرلیا۔ فصل ابھی کھیت میں ہی تھی کہ رات آگئی۔ رات کے اندھیرے میں بوڑھا اپنے ڈھیر سے جھولی بھر کر نوجوان کی ڈھیری پر اِس غرض سے ڈال دیتا کہ یہ ابھی جوان ہے اسے زیادہ ضرورت ہے۔ اُدھر وہ نوجوان اپنے ڈھیر سے جھولی بھر کر اِس غرض سے بوڑھے کے ڈھیر پر ڈال دیتا کہ اِس کے بال بچے یعنی کنبہ زیادہ ہے‘ لہٰذا اسے زیادہ ضرورت ہے۔ جوں جوں وہ دونوں یہ عمل کرتے تھے‘ اُن کے اخلاص اور ایثار کی بدولت گندم کی کثرت ہوتی جاتی تھی اور دانوں کا حجم بھی بڑھتا جارہا تھا۔ وہ ساری رات اسی طرح کرتے رہے‘ جب صبح ہوئی تو دونوں نے ایک دوسرے کو اپنا اپنا ماجرا سُنایا۔ پھر جب گندم کی طرف غور کیا تو کمی کی بجائے اُس میں بہت زیادہ اضافہ نظر آیا اور دانوں کا حجم بھی بہت بڑا ہوگیا تھا۔ اس پر غور کرنے سے وہ دونوں اِس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ ساری برکت ایک دوسرے ساتھ ہمدردی اور ایثار کی وجہ سے ہے۔ اُس وقت کے بادشاہ نے اُن کی گندم سے ایک دانہ لے کر اپنے خزانہ میں رکھ دیا‘ تاکہ بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے یہ

Marfat.com

یادگار رہے۔ ﴿❖ نزہۃ المجالس: ۱/ ۴۲۷ ❖﴾

-•❖❁﴿صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ﴾❁❖•-

مغل شاہزادہ دارا شکوہ نے حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و ملفوظات پر "سکینۃ الاولیاء" کے نام سے ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ اس شہرہ آفاق تصنیف میں انسانی خدمت کے حوالے سے ایک بصیرت افروز واقعہ موجود ہے' ملاحظہ فرمائیں......

ملاں سعید خاں کا بیان ہے کہ ایک دن ایک مغل بڑے اضطراب کی حالت میں حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دُعا کی درخواست کی۔ حضرت نے دُعا کرنے کے بعد فرمایا: "اہلِ دُنیا عجیب لوگ ہیں' مطلب کے حصول کے لئے درویشوں کی دُعا کو کس قدر آسان سمجھتے ہیں۔ اگر یہ بھوکے کو روٹی کھلائیں اور ننگے کو کپڑا پہنائیں تو میں ضامن ہوں کہ ان کی مراد بر آئے گی"۔ اس وقت وہ شخص رخصت ہو گیا اور دوسرے دن پھر آیا۔ کچھ نقدی اور چند طشت حلوے کے لایا۔ نقدی تو حضرت نے واپس لوٹا دی اور حلوہ درویشوں میں تقسیم کر دیا اور اس کا حال پوچھا۔ اُس نے کہا: میرا بیٹا سخت بیمار تھا' اُس کی زندگی کی کوئی اُمید نہیں رہی تھی۔ کل جب میں خدمت شریف میں حاضر ہوا تھا اور حضرت نے دُعا کے بعد بھوکے کو روٹی اور ننگے کو کپڑا پہنانے کی تلقین فرمائی تھی تو یہاں سے رخصت ہوتے ہی مجھے ایک مستحق درویش ملا۔ میرے پاس انگوٹھی تھی' وہ میں نے اُسے دے دی۔ گھر کے قریب آیا تو کچھ فقیر نظر آئے جن کے تن پر کپڑا نہ تھا' میں نے اپنے کچھ کپڑے انہیں پہنا دیئے۔ وہاں سے چلا تو گھر سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا۔ میں ڈرا کہ شاید یہ کوئی بری خبر لایا ہے۔ جب اُس سے دریافت کیا تو وہ خوشی سے اچھل پڑا اور کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے بیٹے کی جان بچالی ہے' اُسے اب صحت ہے تو میرے منہ سے بے اختیار نکلا کہ یہ سب کچھ

Marfat.com

حضرت کی توجہ کی برکت سے ہوا۔ ﴿سکینۃ الاولیاء: ۱۴۵﴾

اپنا سارا کھانا کُتّے کو کھلا دیا

حضرت سیدنا عبداللہ بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کسی زمین کو دیکھنے نکلے اور اثنائے راہ (یعنی راستے میں) کسی باغ میں اُترے' وہاں ایک غلام کو کام کرتے دیکھا' جب اُس کے پاس کھانا آیا تو کہیں سے ایک کُتا بھی آ پہنچا' غلام نے ایک ایک کر کے تین روٹیاں اُس کے آگے ڈالیں' وہ کھا گیا۔ سیدنا عبداللہ بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے غلام سے پوچھا؟ آپ کو دن میں کتنا کھانا ملتا ہے؟ عرض کی' وہی جو آپ نے دیکھا۔ پوچھا: وہ سب تو آپ نے کتے پر ایثار کر دیا! عرض کی: اِس علاقے میں کتے نہیں ہوتے' یہ کہیں دُور سے آنکلا ہے' غریب بھوکا تھا' مجھے گوارا نہ ہوا کہ میں سیر ہو کر کھاؤں اور یہ بے چارہ بے زبان جانور بھوکا رہے۔ فرمایا: آپ آج کیا کھائیں گے؟ عرض کی: فاقہ کروں گا۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ اُس غلام کے ایثار سے بے حد مُتاثر ہوئے۔ چنانچہ باغ کے مالک سے وہ باغ' غلام اور بقیہ سامان وغیرہ خرید لیا۔ غلام کو آزاد کر کے وہ باغ وغیرہ سب کچھ اُسی کو بخش دیا۔ ﴿احیاء العلوم: ۳۱۸/۳﴾

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

Marfat.com

وقت ایک جیسا نہیں رہتا

مشہور بادشاہ ہارون الرشید کی ماں خلیفہ مہدی عباس کی بیوی خیزرانؔ ایک دن بڑے جاہ وجلال سے اپنے محل میں بیٹھی تھی۔ بیسیوں امیر زادیاں اور رئیس زادیاں اُس کے آگے حاضر تھیں۔ اُسی مجلس میں زینب بنتِ سلیمان بن علی بھی ایک معزز جگہ بیٹھی تھیں۔ دفعۃً خیزرانؔ کے حضور میں ایک کنیز نے یہ اطلاع دی کہ ایک حسین صورت خاتون پھٹے پرانے کپڑے پہنے درِ دولت پر حاضر ہے اور باریابی کی اجازت چاہتی ہے۔ ملکہ خیزران نے اجازت دی تو وہ اندر آئی۔ شرافت اور جلال اس کے چہرے پر برس رہا تھا۔ اُس کی فصاحت سن کر خیزرانؔ دنگ رہ گئی اور پوچھا تم کون ہو۔ اُس نے جواب دیا میں مروان ابن محمد (سابق خلیفہ) کی مشہور بیوی نرینہ (فرنہ) ہوں اور اَب فاقوں کی مصیبت سے تیرے پاس پناہ کو آئی ہوں۔ خیزران اُس کی حالت کو دیکھ کر رو دی۔ مگر زینب نے کہا خدا تیری مصیبتوں کو ہلکا نہ کرے۔ نرینہ یاد ہے وہ وقت جب میں اِسی محل، اِسی کمرہ اور اِسی فرش پر تجھ سے ابراہیم بن محمد عباس امام کی لاش مانگنے آئی تھی۔ جو بے گناہ قتل ہوا اور دو دن بے گور وکفن پڑا رہا۔ تو تُو نے مجھ کو مار کر نکلوا دیا۔ اب خدا تجھ سے ناراض ہو گیا اور اُس نے اپنی رحمتیں تجھ سے چھین لیں۔ نرینہ نے اپنی نخوت کا اقرار کیا۔ اور کہا زینب اِن ہی فعلوں نے میری یہ گت کی۔ میں نے جو گناہ کیا تھا اُس کی سزا مجھے مل گئی میرا قصر (محل) تباہ ہو گیا اور میں ایک سوالی کی حیثیت

Marfat.com

سے ملکہ کے روبرو کھڑی ہوں۔ مگر کیا تم نے میرے اُس فعل کو پسند کیا جو خود بھی وہی کرتی ہو۔ اور ملکہ کو بھی ترغیب دیتی ہو۔ اور اِس بات پر غور نہیں کرتی کہ ویسا ہی غرور اِس وقت آپ کے دل و دماغ پر بھی قابض ہے۔ اِس کے بعد وہ ملکہ کی طرف مخاطب ہوئی اور یہ کہہ کر رونے لگی۔

"ملکہ مجھ پر رحم کر جو نعمت تجھ کو خدا نے دی وہ محفوظ رہے"۔

نرینہ یہ کہہ کر چلنے لگی۔ مگر خیزرانؔ نے آگے بڑھ کر نرینہ کو محبت و شفقت سے گلے لگا لیا۔ اور لونڈیوں کو اشارہ کیا تو انھوں نے اِنعام و اِکرام دے کر رخصت کیا۔

﴿زیورِ اسلام::۵۸/از علامہ راشد الخیری ❖ ذکر اللہ والوں کا::۲۳/از شاہد حمید﴾

﴿صلى الله على حبيبه محمد وآله وسلم﴾

﴿حاصل کلام﴾: — اس سے ہمیں یہ سبق ملا کہ کسی کی بُری عادت اور برے فعل کو نہیں اپنانا چاہیے' بلکہ اچھی عادتیں اپنانی چاہئیں۔ اور سائل کو جواب دینے سے پہلے سوچ لینا چاہیئے کہ ہوسکتا ہے کہ کل میرے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ نہ پیش آجائے۔

وقت ایک سا نہیں رہتا' اس میں نشیب و فراز آتے رہتے ہیں۔ کبھی آدمی مالدار ہوتا ہے' سوالی اُس کے دروازے پر ہاتھ پھیلائے کھڑے ہوتے ہیں اور جب وقت پلٹا کھاتا ہے تو وہ سوالی کے روپ میں کسی اور کے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے۔ کبھی تاج و تخت کا وارث ہوتا ہے' لوگ اُس کے آگے ہاتھ باندھے انتظارِ حکم میں کھڑے ہوئے ہیں' لیکن جب وقت بدلتا ہے تو وہی تخت ہے' وہی تاج ہے' لیکن آج وہ وہاں حاکم نہیں' بلکہ سوالی کے انداز میں کھڑا ہے۔ اِس لئے اقتدار کے نشے میں سب کچھ بھول نہیں جانا چاہیے' سابقہ اور آنے والے وقت کو

Marfat.com

یادرکھنا چاہئے۔

-•❖❄﴾صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴿❄❖•-

وقت ایک سانہیں رہتا

ایک غریب آدمی نے ایک دولت مند آدمی کے دروازے پر جا کر کہا۔'' مانگنے سے تو مجھے خود نفرت ہے' مگر کیا کروں کہ بچوں پر تین فاقے گزر گئے ہیں' مجبور ہو کر آپ کے دروازے پر آیا ہوں' اللہ کے واسطے میری مدد کیجئے' آپ کی مہربانی چار افراد کی جانیں بچ جائیں گی''۔ وہ دولت مند بڑا کنجوس تھا۔ بھلا یہ باتیں کب سنتا' اُس نے مدد کرنے کی بجائے غریب کو دھکے دے کر نکال دیا اور یہ بے چارہ بے عزت ہو کر نامراد واپس ہوا۔ وقت ہمیشہ ایک سانہیں رہتا۔ اللہ کا کرنا دیکھو کہ جو دولت مند تھا' دو ہی برس میں محتاج ہو گیا۔ نوکر چاکر بھی مجبور ہو کر دوسروں کے ملازم ہو گئے۔ ایک نوکر نے جس آدمی کے یہاں ملازمت کی' وہ بڑا نیک دل اور سخی تھا۔ فقیروں کی ضرورت پوری کرتا تھا اور غریبوں کی جی کھول کر مدد کرتا۔ ایک روز سردی پڑ رہی تھی۔ رات دس بجے کا وقت تھا۔ ایک تو سردی' دوسرا موسلا دار بارش ہو رہی تھی' جو تھمنے کا نام ہی نہیں لیتی تھی۔ لوگ اپنے گھروں کے دروازے بند کر کے کمروں میں دبکے پڑے تھے کہ سخی کے دروازے پر دستک ہوئی ایک بوڑھا فقیر آواز دے رہا تھا۔ اگرچہ اس وقت نامناسب تھا۔ مگر مالک نے فقیر کو ٹھہرنے کیلئے کہا اور نوکر کو آواز دی کہ فوراً بوڑھے کو کھانا کھلائے۔ نوکر حکم بجا لایا۔ جب وہ واپس آیا تو مالک نے کیا دیکھا کہ وہ آنسوؤں کے ساتھ رو دیا ہے۔ مالک نے رونے کا سبب پوچھا تو نوکر بولا۔ ''میں جس فقیر کو روٹی دے کر آیا ہوں' وہ اب سے پہلے میرا آقا تھا۔ ابھی دو برس پہلے اُس کے دروازے پر

گھوڑے ہنہناتے تھے اور اندر باہر روپوں کی بارش ہوتی تھی۔ آج اُس کا یہ حال دیکھ کر میرا دل بھر آیا ہے۔'' سخی نے کہا۔ ''ذرا میں بھی تو دیکھوں کہ وہ کون ہے۔'' وہ گھر سے باہر نکلا تو فقیر کو پہچان کر بے اختیار پکار اُٹھا۔ ''بڑے میاں! ذرا دیکھو تو میں جو تمہارے سامنے کھڑا ہوں' کیا وہی غریب آدمی ہوں' جو ایک بار تین دن کے فاقے سے تمہارے یہاں آیا تھا اور تم نے دھکے دے کر نکلوا دیا تھا۔'' بوڑھا فقیر اُسے دیکھ کر رو دیا اور بولا۔ ''ہاں میں وہی بدنصیب ہوں' میں نے اللہ کے خوف کی پرواہ نہ کی اور اِس حال تک پہنچ گیا۔

﴿روزنامہ سما' ۱۲ جولائی ۲۰۱۱ء﴾

صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم

مصیبت میں کام آنا

ایک گاؤں میں ایک بطخ رہتی تھی۔ بہت سیدھی سادی' بہت بھولی بھالی۔ ایک دن نہانے کے بعد وہ تالاب سے نکلی اور کنارے آکر بدن سکھانے لگی۔ بدن کا پانی جھٹکنے کے لیے بے خیالی میں پر پھڑ پھڑاتے ہوئے ایک کانٹے دار جھاڑی میں اس کے پر الجھ گئے۔ اتفاق سے جھاڑی کے کانٹے اتنے نوکیلے اور ٹیڑھے تھے کہ پر چھڑانے کی کوشش میں اس کا تمام بدن کانٹوں میں بندھ گیا اور وہ بالکل بے بس ہو کر امداد طلب نگاہوں سے چاروں طرف دیکھنے لگی۔ اسی وقت چند مرغیاں ٹہلتے اور دانہ چگتی ہوئی وہاں پہنچیں' دیکھ کر وہ انہیں مخاطب کرتے ہوئے بڑی عاجزی سے بولی۔ ''بہنوں' میں اس جھاڑی کے عذاب میں بری طرح پھنس گئی ہوں کہ خود سے نکل نہیں سکتی۔ خدا کے لیے مجھے اس عذاب سے نکال دو۔'' ان میں سے ایک مرغی کو بطخ کی اس بیچارگی پر بہت ہی ترس آیا اور وہ اپنی تمام ساتھیوں کو امداد دینے والی نظروں سے دیکھنے لگی لیکن وہ تمام کی تمام مغرور قسم کی مرغیاں تھیں۔ بطخ کی التجا سن کر اور سفید مرغی کا مطلب سمجھ کر برے برے منہ بنانے لگیں۔ ''جا' جا..... تو ہم سے نہیں تو پھر ہماری بہن کیسے ہوئی ؟'' ایک بڑی حقارت سے بولی۔ بیوقوف نہیں تو۔'' خوامخواہ ہمیں آوازیں دے کر ہماری ساری تفریح اور مزہ خراب کر دیا۔ دوسری مرغی نے اپنی بھدی چونچ کو غرور سے جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔ سفید مرغی کو اپنی ساتھیوں کی بے رحمی پر بہت

Marfat.com

غصہ آیا اور وہ سب کو روکتے ہوئے بڑی عاجزی سے بولی۔ ''بہنوں! اس کی جان خطرے میں ہے اس وقت ہم بہت ساری ہیں بڑی آسانی سے اس کی جان بچا سکتے ہیں۔'' اری...... یہ نہ اپنی برادری کی ہے' نہ کچھ اور...... بھلا اِس کی مدد کر کے ہمیں کیا ملے گا؟''

سفید مرغی نے غصے میں جواب دیا ''ٹھیک ہے' یہ ہماری برادری کی نہیں' لیکن ہماری ہی طرح خدا کی مخلوق ہے''۔ سفید مرغی کی کھری کھری باتیں سن کر سب کے منہ بند ہو گئے اور وہ چلی گئیں۔ انہیں جاتا دیکھ کر سفید مرغی دوڑی دوڑی بطخ کے پاس آئی۔ کچھ دلاسے دیئے اور جلدی جلدی چونچ اور پنجے دبا کر اُسے آزاد کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ اِس جدوجہد میں وہ خود بھی بری طرح زخمی ہو گئی' پر ہمت نہیں ہاری اور اُسے آزاد کروانے میں کامیاب ہو گئی۔ بطخ نے پہلے خدا کا اور پھر مرغی کا شکریہ ادا کیا۔ کچھ دنوں بعد اسی گاؤں میں سیلاب آ گیا اور سارے گاؤں میں افراتفری مچ گئی۔ دوسرے جانداروں کی طرح مرغیوں میں بھی بھگدڑ مچ گئی جن میں وہ سب مغرور قسم کی مرغیاں اور سفید مرغی بھی شامل تھی۔ جان بچانے کا کوئی راستہ سمجھ میں نہیں آیا تو وہ پھڑ پھڑاتی ہوئی ایک درخت پر پہنچ گئیں۔ ننھی سی جانیں ہر جانب پانی دیکھ کر گھبرا گئیں اور اس پانی میں انہیں چاروں طرف اپنی موت ناچتی نظر آنے لگی۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ وہی بطخ تیرتی ہوئی سفید مرغی کے قریب آئی اور اس کی خیریت پوچھی پھر دوسری تمام مغرور مرغیوں سے بھی کہا کہ ''بہنو! گھبراؤ نہیں''۔ اس کے بعد بطخ نے اپنی سہیلیوں کو آواز دی' جنہوں نے ساری مرغیوں کو اپنی پیٹھ پر سوار کیا اور خشکی پر چھوڑ دیا۔ خشکی پر پہنچتے ہی سب مرغیوں نے اللہ کا شکر ادا کیا پھر بطخ کے آگے شرمندہ وندامت سے سر جھکا کر اپنے ناروا سلوک کی معافی مانگنے لگیں۔ مرغیوں کی جان بچانے کی

جدوجہد میں بطخ بری طرح ہانپ رہی تھی۔اس کا جوڑ جوڑ درد کر رہا تھا۔اُس نے بڑے پیار سے کہا۔"بہنوں! مجھ سے معافی مانگ کر مجھے شرمندہ اور گنہگار مت کرو۔اپنی غلطی کا احساس ہو جانا ہی سب سے بڑی سزا اور معافی ہے۔بس' آئندہ اتنا یاد رکھنا کہ مصیبت کے وقت کسی مجبور و بے بس کے کام آنا سب سے عظیم خدمت و عبادت ہے۔" ﴿روزنامہ سما ۲۶ جولائی ۲۰۱۱ء﴾

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

Marfat.com

ہاتھ کاٹنے کی سزا

ایک امیر کبیر اپنے خواص میں سے ایک خاص رفیق کے ہمراہ ایک دکان پر گذرا، جس میں بیٹھی ہوئی ایک نوخیز لڑکی پر اُس کی نظر پڑی اور اُس کے حسن وجمال پر مفتون ہو کر رہ گیا، اپنے رفیق سے کہا ''اِس دُکان کے متعلق اچھی طرح معلومات حاصل کر لے''۔ چنانچہ حسب الامر اُس نے معلومات حاصل کر لیں۔ جب اپنی اُقامت گاہ پر پہنچا تو اُس رفیق سے اپنا قصہ عشق وجنون بیان کیا اور کہا ''اس لڑکی کو اپنے حبالۂ نکاح میں لائے بغیر زمامِ (میرا) دل اختیار میں نہیں رہ سکتا''۔ اُس کا رفیق گیا اور دُکاندار کو بلا لایا اور کہا کہ ''امیر تیری بھلائی کے لئے تجھے طلب کر رہا ہے''۔ اُس نے کہا ''حکمِ امیر سر آنکھوں پر''۔ رفیق نے اُس دُکاندار کو ساتھ لیا، امیر کے پاس پہنچا اور اُسے دکاندار کی آمد سے مطلع کیا، اُس نے خلوت خانہ میں اُسے طلب کیا اور اپنے رفیق سے کہا اِس سے دریافت کر کہ یہ لڑکی جو تمہاری دکان میں تھی وہ رشتے میں تمہاری کیا لگتی ہے؟ ''اس نے کہا، میری لختِ جگر ہے''۔ پھر دریافت کیا، اس کی ماں زندہ ہے؟ اس نے کہا ''وہ فوت ہو چکی ہے''۔ رفیق نے پھر کہا کہ ''ہمارے مولیٰ وآقا اِس کو اپنی زوجیت میں لینا چاہتے ہیں۔ اُس نے حیرت وتعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ایک بقال (سبزی فروش) کی لڑکی کے اتنے بلند بخت کہاں کہ وہ امیر کی زوجہ بن سکے؟'' اس نے کہا'' یہ کوئی محل تعجب نہیں۔ تم لڑکی کو یہاں بلاؤ' چنانچہ اُس نے لڑکی کو بلایا اور امیر کے حرم سرا میں داخل کر دیا۔ امیر نے قاضی اور گواہوں کو بلا

لیا۔ اور اُس کے باپ کو نکاح کی اجازت دینے کی اپیل کی۔ پھر اُس سے امیر نے کہا "میری ایک شرط ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تم خود اس شہر میں سکونت ترک کردو بلکہ ہزار دینار مجھ سے لے کر میرے کسی بھی شہر میں اقامت اختیار کرلو اور حقیقت حال سے کسی کو مطلع نہ کرنا' میں اس شہر کے حاکم ونگران کو تمہارے متعلق وصیت کر دوں گا' تجھے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ اُس نے جس شہر میں اقامت کا عزم کیا' امیر نے اُس کے نگران اعلیٰ کو اُس دُکان دار کی مراعات اور اُس کی ضروریات کی کفالت کے متعلق حکم نامہ لکھ دیا۔ پھر اُس نے فوری طور دُکان سے اپنی پونجی کو اُس جگہ منتقل کر دیا۔

بعدازاں امیر نے اُس عورت کو بلایا جو اُس کے خانگی امور کی نگران اعلیٰ اور منتظمہ اور لونڈیوں کو بنا سنوار کے اُس کے پاس پیش کیا کرتی تھی' اُسے حکم دیا کہ اس لڑکی کو عروسی آرائش وزیبائش کے ساتھ آراستہ وپیراستہ کر کے میرے پاس بھیجے۔ اُس نے اُس لڑکی کو دیکھتے ہی کہا "اے میرے آقا! یہ لڑکی تو سراسر فتنہ وآزمائش اور اپنے حسنِ خداداد سے ہوش وخرد کو گم کر دینے والی ہے"۔

اسے حمام میں لے گئی شست وشو (بناؤ سنگھار) کے بعد امیر کے بیویوں والے لباس وزیورات اسکو پہنائے تو اُس کے حسن کو چار چاند لگ گئے حتیٰ کہ کوئی آنکھ اس کو دیکھنے کی سکت نہیں رکھتی تھی۔ پھر اس کو امیر کے پاس بغرض زفاف بھیجا تو سراپا حسن وجمال کو دیکھتے ہی امیر کے ہوش حواس بجا نہ رہے اور اُس کی محبت نے اُس کی عقل وخرد کو اپنے قابو میں لے لیا' حتیٰ کہ اس امیر نے اپنے دربار عام میں جانے اور لوگوں کی فریادیں سننے کو بھی خیر آباد کہہ دیا۔ اسی رفیق نے امیر کو سمجھایا بجھایا کہ اس طرح خلق خدا سے بے تعلقی اور امور سلطنت سے صرف نظر ملک وقوم کی تباہی کا موجب ہوسکتی ہے۔ الغرض امیر اس کی محبت کی قید میں اس

Marfat.com

طرح اسیر ہو چکا تھا کہ اسی کی رضا مندی اور دل جوئی ہی اُس کی زندگی کا حاصل اور بنیادی مقصد بن کر رہ گیا' ہر روز جس پسندیدہ چیز کی فرمائش ہوتی اور جو چیز ذخائر امراء سے اس کو بھلی معلوم ہوتی' فرمائش کرتی اور یہ آقا غلامانہ انداز پر اس حکم کی بجا آوری کو اپنی سعادت مندی سمجھتا۔ ایک دن اُسے یہ خیال آیا کہ ''میرے پاس ایک تاج بھی ہے اور گلو بند بھی جو میرے والد نے میری والدہ کو بطورِ ہدیہ دیئے تھے''۔ اس خیال کا آنا تھا کہ فوراً ملبوسات و زیورات پر مقرر نگران عورت کو طلب کیا اور اس صندوق کے نکالنے کا حکم دیا۔ جس میں وہ تاج اور گلو بند رکھے ہوئے تھے' اُس نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے وہ صندوق نکالا پھر اُس سے وہ تاج اور گلو بند نکال کر امیر کے حضور پیش کیے' اس نے فی الفور اپنی اس محبوبہ کے حوالے کیے اور ان کے پہننے کی درخواست کی' اب تو وہ محبوبہ چاند کے حسن کو شرمندہ کرنے لگی بلکہ دوپہر کے سورج کے ساتھ ہمسری کا دم مارنے لگی' کس آنکھ میں یہ ہمت و طاقت کہ اس کو ایک نظر دیکھ سکے اور کس طالبِ دیدار میں یہ طاقت کہ اس سراپا حسن جمال کا سامنا کر سکے۔

اتفاق سے وہ لڑکی ایک دن بالاخانے کی بالکونی پر بیٹھی شارع عام کا نظارا کر رہی تھی کہ ایک سائل نے صدا دی کہ''

مَنْ یَتَغَالٰی فِیْ مَحَبَّةِ النَّبِیِّ ﷺ یَتَغَالٰی
النَّبِیُّ ﷺ فِیْ شَفَاعَتِه لَه

جو نبی اکرم ﷺ کی محبت میں قیمتی سے قیمتی چیز راہِ خدا میں صدقہ کرے گا' قیامت کے دن حبیب خدا ﷺ اُس کی شفاعت میں انتہائی مبالغہ سے کام لیں گے اور اُس کے گناہ جتنے کثیر و عظیم کیوں نہ ہوں اتنی ہی عظیم رحمت و رافت اُس پر فرمائیں گے اور اُن کو معاف کرائیں گے۔

Marfat.com

لڑکی نے سوچا میرے پاس اِس تاج سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے' بخدا میں یہی تاج اس کے حوالے کروں گی اور اگر امیر نے اس کے متعلق دریافت کیا تو کسی حیلے بہانے سے کام لے کر اس کو مطمئن کرلوں گی' سائل کو ٹھہرنے کا حکم دیا' تاج سر سے اتار کر اس کی طرف بجھوا دیا جب امیر نے کئی دن تک وہ تاج اُس محبوبہ کے سر پر نہ دیکھا۔ جس سے اُس کے حسن کو چار چاند لگتے تھے۔ اور اُس کا دل اُس کو دیکھ کر باغ باغ ہوتا تھا۔ تو ایک مرتبہ پوچھ ہی لیا کہ "تم تاج کو زیبِ سر کیوں نہیں کرتیں؟" وہ خاموش رہی پھر دوبارہ اس نے کہا تو اُس نے جواب میں سستی وکاہلی کا مظاہرہ کیا' تیسری بار زور دے کر کہا مگر اس نے پھر بھی اُس کی خواہش کو پورا نہ کیا تو اس نے کہا "مجھے دلی مقصد سے آگاہ کرو اور صحیح صورتِ حال میرے سامنے رکھو"۔ اس نے اصل واقعہ بتلا دیا تو امیر غصے میں پاگل ہو گیا۔ اُس کے منہ پر چپت رسید کی اور اُس سے امیرانہ کپڑے اور زیورات اُتروا کر روئی کے بنے ہوئے عام اور ردی قسم کے کپڑے اور ڈوپٹہ پہننے کا حکم دیا۔ پھر چھری نکالی اور اُس کا ہاتھ کاٹ کر اُس کے حوالے کر دیا اور طلاق دے کر اُس کو گھر سے نکل جانے کا حکم دیا۔

جب وہ امیر کے گھر سے نکال دی گئی اور اپنے باپ کی دکان پر پہنچا دی گئی تو اُس نے اُسے بند پایا دکان کے سامنے ایک سرائے تھی وہ اُس میں داخل ہوئی اور دربان سے جو کہ ایک عمر رسیدہ بزرگ شخص تھا۔ دریافت کیا' میرا باپ کہاں ہے؟ "تو اس نے دریافت کیا تو کہاں تھی۔ اُس نے گول مول جواب دیا۔ اُس دربان نے کہا ہم نے تو فلاں روز سے تیرے باپ کو نہیں دیکھا اور نہ ہی ہمیں یہ معلوم ہے کہ وہ کہاں چلا گیا ہے۔ پھر اُس سے کہا: اے عزیزہ! میں عمر رسیدہ بوڑھا اور سراپا ضعف و ناتواں ہوں' میرا ارادہ یہ ہے کہ تو اس محل ومکان میں اقامت اختیار کرے اور میرے آمدنی ومحاصل کی دیکھ بال کرتی رہے۔ لڑکی نے کہا: بچشم

سر! مجھے منظور ہے۔ پھر اُس بوڑھے سے کہا'' کہ مجھے تیل' لکڑیاں اور آگ لاکر دو وہ لے آیا تو اُس نے تیل کو گرم کیا اور اپنا کٹا ہوا ہاتھ اُس میں رکھ کر داغ دیا تاکہ خون رسنا بند ہو جائے' مگر اُس بوڑھے کی آنکھوں سے چوری یہ سارا کام کیا اور کافی دن اسی مکان میں رہائش پذیر رہی۔ اسی اثناء میں حلب سے ایک قافلہ آیا جس میں ایک تاجر شخص بھی تھا' وہ اسی سرائے میں آکر ٹھہرا' ایک دن اُس کی نظر اس لڑکی پر پڑ گئی تو اس کا طائرِ عقل پرواز کر گیا۔ اس دربان کو بلا کر دریافت کیا ''لڑکی رشتے میں تمہاری کیا لگتی ہے؟'' اُس نے کہا: میری بیٹی ہے۔ اُس تاجر نے نکاح کی خواہش ظاہر کی اور منہ مانگے درہم و دینار بطور مہر وغیرہ اُس لڑکی کے حوالے کرنے کی پیشکش کی' دربان نے کہا میں لڑکی سے مشورہ کرلوں اور اذن طلب کرلوں۔ لڑکی نے اجازت دے دی' لیکن یہ شرط لگائی کہ جب تک وہ اپنے شہر واپس نہ پہنچ جائے' مجھے زفاف اور ازدواجی تعلقات کے لیے مجبور نہ کیا جائے۔ جب دربان نے لڑکی کی طرف سے اذنِ نکاح اور شرط کا ذکر کیا تو تاجر نے خوشنودی کے حصول کے لئے اس شرط کو مان لیا اور تحریری ضمانت دے دی۔ جب تک اس شہر میں مقیم رہا' روز تحفے تحائف اس کے پاس بھیجتا رہا اور اس کے ساتھ بڑی عزت و تکریم سے پیش آتا رہا' اُس کو لونڈیاں اور غلام خدمت کے لئے خرید کر دیئے اور جملہ ضروریات کے لئے وافر مال و دولت اُس کے قدموں میں ڈھیر کر دیا جب وطن واپس جانے کا ارادہ کیا تو اُس کے لے باپردہ سواری تیار کرائی اور اُسے اُس میں سوار کیا' لونڈیاں اور غلام اُس کے اردگرد خدمت میں چل رہے تھے۔ جب یہ قافلہ شام پہنچا تو اُس لڑکی نے دریافت کیا کہ یہاں سے میرے آقا کا شہر کتنا دور ہے۔ بتایا گیا کہ ابھی اتنے ایام کا سفر باقی ہے' اُس نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں گریہ وزاری شروع کر دی اور عرض کرنے لگی' اے خدا'

Marfat.com

اے بزرگ و برتر، جس مقدس ہستی کی محبت میں میں نے اپنی گراں بہا متاع پیش کردی تھی اُسی کا صدقہ میرا پردہ رکھنا' میرا ہاتھ کٹا ہوا ہے اور اس کو معلوم نہیں اِس حالت میں میں اس کے حریم میں کیونکر داخل ہو سکوں گی۔

اس گریہ وزاری اور آہ و بقا کے دوران ہی اُس کی آنکھ لگ گئی وہ نیند کہ جس پر شب بیداروں کی شب بیداریاں نثار ہوں۔ اس کے لئے کونین کی عظیم ترین نعمت کے حصول کا موجب بن گئی۔ اُس نے دیکھا کہ چارہ گر دردمنداں رحمت مجسم ﷺ اُس کے سر پر شفقت کے ہاتھ پھیرتے ہوئے فرما رہے ہیں۔ کہ اے فلاں! وہ کٹا ہوا ہاتھ کدھر ہے۔ اُس نے عرض کیا: یا رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام! یہ ہے وہ ہاتھ۔ آپ ﷺ نے اپنے دستِ اقدس سے اُس کو اپنی جگہ پر رکھا اور لعابِ دہن لگا دیا۔ وہ ہاتھ فوراً جڑ گیا اور جہاں' جہاں لعابِ دہن لگا تھا وہ جگہ نورانی حلقہ کی صورت میں نظر آنے لگی اور نور کی شعاعیں وہاں سے بلند ہونے لگیں جب اُس لڑکی کی آنکھ کھلی تو کیا دیکھتی ہے کہ وہ خواب حقیقت بن چکا ہے۔ اور اُس کا مدتوں کا کٹا ہوا ہاتھ دوبارہ اصلی حالت پر آچکا ہے۔

فرحت و سرور کا اب ٹھکانا ہی کیا تھا۔ خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی اور غایت مسرت سے گنگنانے لگی۔ تاجر نے آدمی بھیج کر معلوم کرنا چاہا کہ اس گنگنانے کا سبب کیا ہے؟ مگر اُس نے حقیقت حال بتانے سے گریز کیا۔ وہ خاموش ہو گیا۔ اتنے میں اُس کا گھر قریب آ گیا' اُس کے گھر کی عورتیں اور دیگر خویش و اقارب بھی اس نئی دلہن کو دیکھنے کے لئے نکلے' اُس نے اپنے حسن و جمال سے اُن کو بھی محوِ حیرت کر دیا حسبِ شرط وہیں اُس کے ساتھ تاجر نے زفاف کیا۔ چند دن گزر گئے تو یہ تاجر کے ساتھ بالاخانے پر بالکونی پر جا بیٹھی اور شارع عام سے گزرتے لوگوں کا نظارہ کرنے لگی۔ ناگاہ ایک سائل نے صدا لگائی

Marfat.com

وہ کون ہے

''جو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں گراں بہا متاع صدقہ کرے؟ تاکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اُس کی شفاعت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں''۔

اُس نے تاجر سے کہا: اے میرے سردار! میں تجھے اللہ تعالیٰ کے نام کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ اگر تجھے میرے ساتھ محبت ہے تو تیرے خزانے میں جو چیز سب سے عزیز ترین اور نفیس ترین ہے وہ اِس سائل کے حوالے کر دے۔ اُدھر سائل کو ٹھہرنے کا اشارہ کیا۔ تاجر نے کہا: بھکاری لوگ معمولی سی چیز پر راضی ہو جاتے ہیں اِن کو اِس قدر قیمتی چیز دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اُس نے کہا سوال بھکاری کے راضی ہونے کا نہیں' اُس کے سوال کا ہے۔ میں معمولی چیز دینے پر راضی نہیں ہو سکتی۔ اُس نے کہا: اچھا مجھے اپنی قیمتی متاع تیری رضامندی کے لئے قربان کرنے میں تامل نہیں' مگر اس کے لئے شرط یہ ہے کہ مجھے بتلائے کہ سفر کے دوران تیری آہ و زاری اور پھر مسکراہٹ و ہنسی اور ترنم و گنگناہٹ کی وجہ کیا تھی؟ اس لڑکی نے اپنا قصہ بیان کرنا شروع کیا' اُدھر بھکاری بھی سن رہا تھا۔ جب اُس نے ساری سرگزشت تفصیلاً سنا دی تو تاجر نے کہا ''بخدا! میں ہی وہ سائل تھا' جس نے وہ صدا لگائی تھی اور تیری طرف سے شاہی تاج کی خیرات ملی تھی''۔ اُدھر اُس بھکاری نے تڑپ کر کہا ''میں ہی اِس لڑکی کا سابقہ شوہر اور امیر ہوں جو اِس وقت سائلِ درگاہ بنا ہوا ہوں''۔ تاجر یہ سنتے ہی نیچے اترا' اُس کو اپنے ہمراہ اُوپر لے آیا اور اُس سے سرگزشتِ غم دریافت کی۔

اُس نے بتایا کہ ''جب میں نے اِس لڑکی کا ہاتھ کاٹا تو مجھے اس پر سخت صدمہ و قلق لاحق ہوا' حتیٰ کہ قریب تھا کہ میری روح قفسِ عنصری سے پرواز کر جاتی' بعد ازاں میرے دشمنوں نے مجھ سے وہ امارت چھین لی' میں جان بچانے

Marfat.com

کے لئے وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا' اور عالمِ بدحواسی میں کوئی چیز اپنے ساتھ نہ لا سکا اور اب بھیک مانگنے پر مجبور ہو گیا ہوں۔" اُس تاجر نے کہا" میرے بھائی! میں نے اُس تاج سے صرف ایک نگینہ لیا ہے۔ باقی کو اسی طرح صحیح وسالم رکھا ہوا ہے' لٰہذا اپنا وہ تاج لے لو اور اپنے کام میں لے آؤ۔ پھر تاجر نے اُسے تاج کے ساتھ ساتھ اُس کی طلب کے مطابق ہدیئے اور تحفے بھی دیئے۔ اُس امیر نے حاصل شدہ جائداد سے اُس بچی پر کافی ساری جائداد وقف کی اور اُسی کے ہاں قیام پذیر رہا۔ اور وہ بھی اُس کو تھوڑے وقفہ سے انواع واقسام کے انعام واحسان سے نوازتی رہتی۔ ﴿ شواہد الحق:: ۵۲۵ تا ۵۲۹ ﴾

-۰ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم ۰-

(حاصلِ کلام) :- حضور نبی کریم ﷺ کی محبت اصلِ ایمان ہے' بلکہ ایمان کی جان ہے' جب تک ساری کائنات سے بڑھ کر آپ ﷺ سے محبت نہیں ہو گی' اُس وقت تک ایمان کامل نہیں ہو سکتا' جیسا کہ حدیث پاک میں موجود ہے......

"عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے' تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اُسے والدین' اولاد اور تمام مخلوق سے محبوب تر نہ ہوں۔ ﴿ بخاری شریف' کتاب الایمان حدیث نمبر ۱۴ ﴾

-۰ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّم ۰-

جس طرح اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہترین چیز پیش کرنے کا حکم ہے جیسے

قرآنِ پاک کی آیت سے ظاہر ہے......

"لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ط" ﴿پ ۴' سورۂ آلِ عمران' آیت نمبر ۹۲﴾

تم ہرگز کامل نیکی کو نہیں پہنچ سکو گے' جب تک تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی محبوب چیزوں میں سے خرچ نہ کرو۔

اُسی طرح رسولِ کریم ﷺ کی بارگاہ میں بھی کوئی چیز پیش کرنی ہو تو بہترین چیز پیش کرو یہی محبت کا تقاضہ ہے اور فائدہ بھی اُسی کا ہے' جیسا کہ درجہ بالا واقعہ سے عیاں ہو رہا ہے۔

اِس واقعہ سے پتہ چلا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی محبت میں اچھی سے اچھی' قیمتی سے قیمتی چیز دینی چاہیے' تاکہ شفقتِ مصطفیٰ ﷺ کا مستحق بن سکے۔ پھر یہ بھی روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے غلاموں کی ہر حال میں خبر ہے اور آپ ﷺ امداد بھی فرماتے ہیں' بلکہ وہاں پہنچ کر ٹوٹے ہوئے ہاتھ کو جوڑ کر نورانی بنا دیتے ہیں۔

﴿ فریاد جو امتی کرے حالِ زار میں...... ممکن نہیں کہ خیر البشر ﷺ کو خبر نہ ہو ﴾

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

رسول اللہ ﷺ کا اپنے غلاموں کی مدد کرنا

تاریخ شاہد ہے کہ آپ ﷺ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے باپ شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ اور امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ کی عطاء سے شفاء دینے کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ اور کبھی اپنے غلاموں کی حوصلہ افزائی کے لئے بھی تشریف لے آتے ہیں جیسے حضرت شاہ عبدالعزیز کا قرآن سُننے کے لئے دہلی تشریف لے آئے۔ تفصیلی واقعات ملاحظہ فرمائیں......

Marfat.com

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۳۹ھ) نے بچپن ہی میں قرآنِ کریم حفظ کرلیا تھا۔ پہلے سال جب قرآن مجید سنایا۔ نمازِ تراویح ختم ہوئی تھی کہ ایک سوار بہت خوب زرہ بکتر وغیرہ لگائے' برچھا ہاتھ میں لئے تشریف لائے اور کہا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف رکھتے ہیں؟ جو لوگ وہاں موجود تھے سب نے دوڑ کر اُن کو گھیر لیا اور پوچھا کہ حضرت! یہ آپ کیا فرما رہے ہیں اور آپ کا نام کیا ہے؟ اُنہوں نے فرمایا: میرا نام ابوہریرہ ہے۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہم عبدالعزیز کا کلام مجید سننے چلیں گے۔ پھر مجھے ایک کام کے واسطے بھیج دیا' اِس لئے میں دیر سے پہنچا ہوں' اتنی بات کی اور غائب ہو گئے۔

﴿✤ کمالاتِ عزیزی: ۲۳ ✤﴾

-•✤✻﴿صلی اللہ علی حبیبہٖ محمد وآلہٖ وسلم﴾✻✤•-

عربی نعت گو شعراء میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے زیادہ شہرت شیخ الاسلام حضرت شرف الدین ابو عبداللہ محمد بن سعید بن حماد البوصیری (حسن البوصیری) رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوئی' جن کا قصیدہ بُردہ تو بقائے دوام حاصل کر گیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ یکم شوال ۶۰۸ھ مطابق ۷ مارچ ۱۲۱۳ء کو مصر کے ایک قصبے دلاص میں پیدا ہوئے اور ۶۹۶ھ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک اسکندریہ (مصر) میں ہے اور مزار کی اندرونی جانب چاروں طرف سنہرے حروف میں قصیدہ بُردہ تحریر ہے۔ ابتدائی عمر سے شعر گوئی کا شوق تھا۔ عمر کا بیشتر حصّہ درباداری میں گذرا۔ اس وقت مصر ایوبیوں کے قبضہ میں تھا۔ قریب پچاس برس کی عمر میں مصر کے مشہور صوفی ابوالعباس احمد المرسی (متوفی ۶۸۶ھ) کے مرید ہوئے۔ اس آستانہ فیض سے کلام میں سوز و گداز پیدا ہوا۔ آپ کا مجموعہ کلام "دیوانِ بوصیری" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

Marfat.com

منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ فالج میں مبتلا ہوئے' جس کی وجہ سے نچلا نصف جسم بالکل سُن اور بے حس ہو گیا۔ متعدد حاذق اطباء کے علاج سے کوئی فائدہ نہ ہوا اور ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی'' کے مصداق آپ روز بروز نحیف و کمزور ہوتے چلے گئے۔ اپنی صحت کی خرابی کی وجہ سے مایوس' متفکر اور غمگین رہتے تھے اور جناب باری تعالیٰ میں دُعا کرتے۔ خدائے ذوالجلال کارساز حقیقی اور مسبب الاسباب نے آپ کے دل میں القاء کیا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و مدح میں ایک قصیدہ نظم کریں۔ چنانچہ آپ نے یہ قصیدہ نظم کیا اور خدائے غفور الرحیم کے حضور میں اپنے مرض کے ازالہ کے لئے اُس کو واحد وسیلہ اور ذریعہ قرار دے کر جمعہ کی ایک رات ایک تنہا مکان میں بہ خلوص عقیدت و بحضورِ قلب پڑھنا شروع کیا' یہاں تک کہ آپ پر نیند کا غلبہ ہو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ آپ یہ قصیدہ دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں پڑھ رہے ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی سماعت سے محفوظ و مسرور ہو رہے ہیں۔

جب آپ اس بیت ''کم ابرأت............الخ'' پر پہنچے تو حضرت ہادیٔ انام صلی اللہ علیہ وسلم نے بُردہ یمانی (یمنی چادر دھاری دار) عطا فرمائی۔ (عربی میں ''بُردہ'' دھاری دار چادر کو کہتے ہیں)۔ آپ جب بیدار ہوئے تو خود کو بالکل صحیح و تندرست بلکہ ایسا پایا گویا کبھی کوئی مرض لاحق ہی نہیں ہوا تھا اور جسم پر فی الواقع وہ دھاری دار مبارک چادر موجود تھی۔ علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہِ خداوندی میں شکرانہ ادا کیا' جس نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے آپ کو شفائے کامل عطا فرمائی تھی۔

صبح علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کسی ضرورت سے بازار تشریف لے گئے تو راستہ میں آپ کے سامنے آ کر ایک درویش نے سلام کیا اور نقل قصیدہ کی اجازت چاہی۔ علامہ نے فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں متعدد قصائد لکھے ہیں۔ آپ کو کس

Marfat.com

قصیدہ کی نقل درکار ہے۔ درویش نے کہا اس قصیدہ کی جس کی ابتداء میں "امن تذکرہ جیران بذی سلم" (کیا تجھے ذی سلم کے ہمسائے یاد آگئے) ہے۔ آپ نے متعجب ہو کر دریافت کیا کہ واللہ! اب تک میرے اِس قصیدے سے کوئی شخص مطلع نہیں۔ سچ بتایئے آپ نے کس سے سُنا۔ درویش نے کہا خدا کی قسم میں نے اس کو گذشتہ رات آپ سے سُنا تھا اور رات کے خواب کا واقعہ من وعن بیان کر دیا اور فرمایا کہ میں بھی اُس وقت بارگاہِ رسالت پناہ ﷺ میں موجود تھا۔ چنانچہ آپ نے انہیں اس کی نقل دے دی۔ شدہ شدہ یہ خبر ملک طاہر کے وزیر شیخ بہاؤالدین کو پہنچی وہ نہایت عقیدت سے سروپا برہنہ حضور علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' اِس قصیدہ کو سُنا اور اسے نہایت احترام سے آنکھوں سے لگا کر سر پر رکھا اور طالب برکت ہوئے۔ یہ راز کُھل ہی چکا تھا اور اس قصیدہ کی برکت لوگوں پر عام طور پر ظاہر ہونے لگی تھی۔ صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کے یہاں خاص طریقے سے اس قصیدہ کا ورد کیا جاتا ہے جس سے بے شمار برکتیں اور فوائد ظاہر ہوتے ہیں۔ اس قصیدہ کے اشعار کو روحانی اثر انگیزیوں کی بناء پر زبانی یاد کیا جاتا ہے۔ عمارتوں پر سنہرے حروف میں نقش کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ترکی حکومت نے گنبد خضریٰ اور مسجد نبوی ﷺ کے دوسرے حصوں میں اسے نقش کروایا تھا' جس کو موجودہ حکومت نے مٹوا دیا ہے۔ پورے قصیدہ کی معجزانہ صفات پر یقین رکھا جاتا ہے اور اس کے ہر ہر شعر سے کوئی نہ کوئی مافوق الفطرت طاقت اور تاثیر وابستہ ہے۔ ﴿ سیرۃ النبی بعد از وصال النبی ﷺ: ۳۷۴ ﴾

صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمد وّآلہٖ وسلّم

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایک بار مجھے بخار کا عارضہ لاحق ہوا اور بیماری طول پکڑ گئی' حتیٰ کہ زندگی

Marfat.com

سے نا اُمیدی ہو گئی' اِس دوران مجھے غنودگی ہوئی تو میں نے دیکھا کہ شیخ عبدالعزیز تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں بیٹا! رسولِ اکرم ﷺ تیری عیادت کے لیے تشریف لا رہے ہیں اور غالباً اِس طرف سے تشریف لائیں گے جس طرف تیری چارپائی کی پائنتی ہے۔لہٰذا اپنی چارپائی کو پھیرلو تاکہ تمہارے پاؤں اُس طرف نہ ہوں۔

یہ سُن کر مجھے کچھ افاقہ ہوا' اور چونکہ مجھے گفتگو کرنے کی طاقت نہ تھی۔ میں نے حاضرین کو اشارہ سے سمجھایا کہ میری چارپائی پھیر دو! اُنہوں نے چارپائی کا رُخ بدلا ہی تھا کہ شاہِ کونین ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا......

"کَیْفَ حَالُکَ یَا بُنَیَّ" (اے بیٹے! کیا حال ہے؟)

اِس ارشادِ گرامی کی لذت مجھ پر ایسی غالب ہوئی کہ مجھ پر آہ و بکا اور وجد و اضطراب کی عجیب و غریب کیفیت طاری ہو گئی۔ پھر مجھے میرے آقا' اُمت کے والی ﷺ نے اس طرح گود مبارک میں لے لیا کہ آپ کی ریش مبارک میرے سر پر تھی اور حضور ﷺ کا پیراہن مبارک میرے آنسوؤں سے تر ہو گیا۔ پھر آہستہ آہستہ یہ حالت سکون سے بدل گئی۔

اسی وقت میرے دل میں خیال آیا کہ مدت گزر گئی اِس شوق سے کہ کہیں سے سرکارِ دو عالم ﷺ کے بال مبارک دستیاب ہوں' کتنا کرم ہوگا اگر آقا مجھے یہ دولت عنایت فرمائیں۔ بس یہ خیال آنا ہی تھا کہ حضورِ اکرم ﷺ میرے اس خیال پر مطلع ہوئے اور آپ ﷺ نے اپنی ریش مبارک پر ہاتھ مبارک پھیرا اور دو بال مبارک مجھے عطا فرمائے۔

پھر میرے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ دونوں مقدس بال عالمِ بیداری میں بھی میرے پاس رہیں گے یا نہیں' تو میرے اِس خیال سے مطلع ہو کر حضور ﷺ نے

فوراً فرمایا: بیٹا! یہ دونوں بال مبارک عالم بیداری میں بھی تیرے پاس رہیں گے۔ زاں بعد سرکارِ دو عالم ﷺ نے صحتِ کلی اور درازی عمر کی بشارت دی تو مجھے اُسی وقت آرام آ گیا۔

مَیں نے چراغ منگایا اور دیکھا تو میرے ہاتھ میں وہ موئے مبارک نہ تھے' میں غمگین ہو کر پھر دربارِ رسالت ﷺ کی طرف متوجہ ہوا۔ غیبت واقع ہوئی اور دیکھا کہ آقائے دو جہاں ﷺ جلوہ افروز ہیں اور فرما رہے ہیں' بیٹا ہوش کر! میں نے دونوں بال تیرے تکیے کے نیچے احتیاط سے رکھ دیے ہیں' وہاں سے لے لو۔

میں نے بیدار ہوتے ہی تکیے کے نیچے سے بال مبارک لے لیے اور ایک پاکیزہ جگہ میں نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ محفوظ کر لیے۔ چونکہ بخار کے بعد کمزوری غالب آ گئی تھی' لہٰذا حاضرین نے سمجھا شاید موت کا وقت آ گیا ہے اور وہ رونے لگے۔ نقاہت کے سبب مجھ میں بات کرنے کی سکت نہ تھی' اِس لیے میں اشارہ کرتا رہا' پھر کچھ عرصہ بعد مجھے قوت حاصل ہو گئی اور میں بالکل تندرست ہو گیا۔

نیز حضرت موصوف فرماتے ہیں کہ اُن دونوں موئے مبارک کا خاصہ تھا کہ آپس میں لپٹے رہتے تھے لیکن جب درود پاک پڑھا جاتا' دونوں علیحدہ علیحدہ ہو کر کھڑے ہو جاتے تھے۔

دوسرے...... یہ دیکھا کہ ایک مرتبہ تین آدمی جو اس معجزے کے منکر تھے' آئے اور آزمائش چاہی' میں بے ادبی کے خوف سے آزمانے پر رضامند نہ ہوا' لیکن جب مناظرہ طول پکڑ گیا تو عزیزوں نے وہ بال مبارک مؤدب ہو کر ہاتھوں میں اُٹھائے اور دھوپ میں لے گئے' اُسی وقت بادل آیا اور اُس نے سایہ کر دیا' حالانکہ سخت دھوپ تھی اور بادل کا موسم بھی نہ تھا۔

Marfat.com

یہ دیکھ کر اُن میں سے ایک نے توبہ کرلی اور مان گیا' جبکہ دوسرے دونوں نے کہا یہ اتفاقی امر تھا۔ دوسری بار پھر وہ موئے مبارک دھوپ میں لے گئے تو پھر بادل نے آکر سایہ کردیا دوسرا بھی تائب ہوا۔ تیسرے نے کہا اب بھی اتفاقی امر ہے تیسری مرتبہ پھر دھوپ میں لے گئے تو بادل نے سایہ کردیا تو تیسرا بھی تائب ہوکر مان گیا۔

سوم...... یہ کہ ایک بار کچھ لوگ موئے مبارکہ کی زیارت کے لیے آئے تو میں موئے مُبارکہ والے صندوق کو باہر لایا' کافی لوگ جمع تھے۔ میں نے تالا کھولنے کے لیے چابی لگائی تو تالا نہ کُھلا۔ بڑی کوشش کی' مگر میں تالا کھولنے میں کامیاب نہ ہوسکا۔ پھر میں اپنے دل کی طرف متوجہ ہوا تو معلوم ہوا کہ اُن لوگوں میں فلاں آدمی ناپاک ہے۔ اُس کی شامت ہے کہ تالا نہیں کُھل رہا۔ میں نے پردہ پوشی کرتے ہوئے سب کو کہا جاؤ! دوبارہ طہارت کر کے آؤ۔ جب وہ ناپاک آدمی مجمع سے باہر چلا گیا تو اُسی وقت بڑی آسانی سے تالا کُھل گیا اور ہم سب نے زیارت کی۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب میرے والد ماجد نے آخر عمر میں تبرکات تقسیم فرمائے تو ایک بال مُبارک مجھے بھی عنایت فرمایا' جس پر پروردگارِ عالم کا شکر ہے۔...... وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

﴿ انفاسُ العارفین: ۱۰۴ از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

-صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ-

Marfat.com

صلوٰۃ وسلام کی برکات

ابن بشکوال نے حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ مَیں حج کے لیے روانہ ہوا تو میرے ساتھ ایک اور آدمی ہولیا' میں نے اُس کو دیکھا کہ وُہ کھڑا ہو تو دُرود پاک' بیٹھا ہو تو دُرود پاک' جائے تو دُرود پاک' آئے تو دُرود پاک پڑھتا رہتا ہے' یعنی ہر ہر موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درود وسلام کا تحفہ پیش کرتا ہے۔

مَیں نے اُس سے اِس کا سبب دریافت کیا: تو اُس نے بتایا کچھ سال ہوئے مَیں اپنے باپ کے ساتھ مکہ مکرمہ روانہ ہوا' جب ہم حاضری دے کر واپس ہوئے تو ایک منزل پر ہم اُترے اور آرام کیا۔ میں سو گیا تو خواب میں کِسی نے آ کر کہا: اے اللہ کے بندے! اُٹھ تیرا باپ فوت ہو گیا ہے اور اُس کا حال دیکھ! اُس کا چہرہ سیاہ ہو گیا ہے۔ میں گھبرا کر اُٹھا' باپ کے منہ سے کپڑا اُٹھایا تو دیکھا وہ فوت ہو چکا تھا اور اُس کا چہرہ سیاہ ہو چکا تھا۔

میں غمزدہ اور پریشانی کی حالت میں بیٹھا تھا کہ مُجھے پھر نیند آ گئی' میں نے عالمِ رؤیا میں دیکھا کہ میرے باپ کے پاس چار حبشی کھڑے ہیں' اُن کے ہاتھوں میں لوہے کی گُرزیں ہیں' ایک سر کے پاس تھا' ایک پاؤں کے پاس' ایک دائیں جانب اور چوتھا بائیں جانب تھا۔ ابھی وُہ مارنے نہ پائے تھے کہ اچانک ایک بُزرگ حسین وجمیل چہرہ' سبز پیراہن زیب تن ہے' تشریف لائے۔

آتے ہی فرمایا: پیچھے ہٹ جاؤ! یہ سُن کر وُہ چاروں پیچھے ہٹ گئے اور اُس مردِ بُزرگ نے میرے باپ کے چہرہ سے کپڑا ہٹایا اور منہ پر ہاتھ مبارک پھیر دیا۔ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اُٹھ! اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کا چہرہ

Marfat.com

منور اور روشن کر دیا ہے۔ مَیں نے عرض کی' آپ کون ہیں؟ تو فرمایا: مَیں محمد رسول اللہ (ﷺ) ہوں۔

مَیں نے آگے بڑھ کر کپڑا اُٹھایا تو میرے باپ کا چہرہ روشن اور جگمگا رہا تھا' پھر میں نے اچھے طریقے سے کفن دفن کر دیا اور بتایا کہ میرا باپ کثرت سے دُرود پاک پڑھا کرتا تھا۔ ﴿ سعادۃ الدارین: ۱/۳۴۸ ﴾

-•• ﴿ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ﴾ ••-

شیخ ابو حفص عمر بن حسن سمرقندی نے اپنے ایک اُستاذ کی زبانی اُن کے باپ کا یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ مَیں حج کرنے گیا تو وہاں ایک آدمی کو دیکھا' جو ہر جگہ کثرت سے دُرودِ پاک پڑھتا ہے' حرم شریف میں دیکھا' طواف کرتے دیکھا' منیٰ میں دیکھا' عرفات میں دیکھا' قدم اُٹھاتا ہے تو دُرود پاک' قدم رکھتا ہے تو دُرود پاک۔

آخر مَیں نے سوال کیا' اے اللہ کے بندے! یہاں ہر مقام کی علیحدہ علیحدہ دعائیں ہیں' نوافل ہیں' مگر تو ہر جگہ پر درودِ پاک ہی پڑھتا ہے۔

یہ سن کر اُس نے بتایا کہ میں اپنے باپ کے ساتھ حج کے ارادہ سے خراسان سے چلا' جب ہم کوفہ پہنچے تو میرا باپ بیمار ہو گیا اور پھر بیماری دن بدن بڑھتی گئی' حتیٰ کہ میرا باپ فوت ہو گیا تو میں نے اُس کا چہرہ کپڑے سے ڈھانپ دیا' تھوڑی دیر بعد جب میں نے باپ کے چہرے سے کپڑا اُٹھایا تو دیکھا کہ میرے باپ کا چہرہ کالا اور گدھے کا سا ہو گیا ہے۔ آنکھیں کرنجی ہو گئیں' پیٹ پھول گیا' میں بہت گھبرایا اور پریشان ہوا' مجھے تشویش لاحق ہوئی کہ میں کسی کو کیسے کہہ سکتا ہوں کہ تجہیز و تکفین میں میری امداد کرو۔

میں باپ کی میت کے پاس مغموم و پریشان ہو کر اپنا سر زانو میں ڈال کر بیٹھ

Marfat.com

گیا' اونگھ آ گئی اور دیکھا کہ ایک بزرگ نہایت ہی حسین و جمیل' پاکیزہ صورت جن کے وجودِ اقدس سے پاکیزہ خوشبو آ رہی ہے' تشریف لائے اور قریب آ کر میرے باپ کے چہرہ سے کپڑا اُٹھایا' ایک نظر دیکھا' اپنا ہاتھ چہرہ پر پھیرا تو چہرہ دودھ سے زیادہ سفید اور روشن ہو گیا' پھر پیٹ پر ہاتھ پھیرا وہ جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا اور دوبارہ ڈھانپ دیا' پھر مجھے فرمایا: تو پریشان کیوں ہے؟

میں نے عرض کی: میں پریشان اور غمگین کیوں نہ ہوں کہ میرے باپ کا یہ حال ہے۔ اُنہوں نے فرمایا: تجھے بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ پر فضل و کرم کر دیا ہے اور کپڑا ہٹا کر مجھے دکھایا۔ میں نے دیکھا تو میرے باپ کا چہرہ بالکل ٹھیک ہو گیا ہے اور چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا ہے۔ جب وہ بزرگ جانے لگے تو میں نے اُن کا دامن تھام لیا اور عرض کیا کہ آپ یہ تو بتاتے جائیں کہ آپ ہیں کون؟ آپ کا تشریف لانا ہمارے لیے باعث برکت و رحمت ہوا' آپ نے میری بیکسی میں مجھ پر رحم فرمایا۔

یہ سن کر فرمایا: مَیں ہی شفیع مجرماں ہوں' مَیں ہی گناہگاروں کا سہارا ہوں' پناہ عاصیاں' محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔ یہ سنتے ہی میرا دل باغ باغ ہو گیا' میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک کا کونا پکڑ لیا اور آپ کے قدموں پر گرا' اور قدم بوسی کی۔ پھر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام! خدا کے لیے یہ تو فرمائیے کہ میرے باپ کا چہرہ کیوں تبدیل ہو گیا تھا۔ اور میرے باپ کے انتقال کی خبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے ہوئی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تیرا والد ہر رات سونے سے پہلے مجھ پر تین سو بار درود شریف پڑھا کرتا تھا۔ آج رات کو جب وہ درود میرے پاس نہیں پہنچے تو میں نے اُس فرشتے سے جو میرے پاس درود پہنچایا کرتا ہے' اُس سے

دریافت کیا کہ آج فلاں شخص کا درود کیوں نہیں آیا' تو فرشتہ نے جواب دیا کہ اُس کا انتقال ہو گیا ہے اور یہ حال ہو رہا ہے یعنی اُس کی شکل تبدیل ہو گئی ہے۔ مجھے تیرے باپ پر رحم آ گیا اور مَیں تشریف لے آیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرا باپ سود خور تھا اور قانونِ قدرت ہے کہ سود خور کا چہرہ دُنیا میں تبدیل ہو گا یا آخرت میں تبدیل ہو جائے گا اور تیرے باپ کا چہرہ دُنیا میں ہی تبدیل ہو گیا تھا۔ پس میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا' اُس نے میری شفاعت کو شرفِ قبولیت عطا فرمایا۔

پھر جب میں بیدار ہوا تو میں نے اپنے والد محترم کے چہرے سے کپڑا اٹھا کر جو دیکھا تو یوں نظر آیا گویا چودھویں کا چاند۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

ایک روایت میں اِس طرح ہے کہ تیرا باپ' بڑا نافرمان' گنہگار تھا' مگر مجھ پر درود بھیجا کرتا تھا جب اِس پر مصیبت نازل ہوئی' مجھ سے فریاد کی۔ مَیں اس کی فریاد کو پہنچا اور مَیں ہر ایک کا فریاد رس ہوں جو دُنیا میں بکثرت مجھ پر درود بھیجتا ہو۔

جب صبح ہوئی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ چاروں طرف سے جوق در جوق آ رہے ہیں۔ میں حیران تھا کہ ان کو کس نے خبر کر دی ہے۔ میں نے ان آنے والوں سے پوچھا کہ تمہیں کیسے پتہ چلا۔ انھوں نے بتایا ہم نے ایک ندا سنی ہے کہ جو چاہے اُس کے گناہ بخش دیے جائیں' وہ فلاں' جگہ فلاں شخص کی نمازِ جنازہ میں شریک ہو جائے۔ پھر نہایت ہی احتیاط سے تجہیز و تکفین کی گئی اور بڑی عزت و شان کے ساتھ نمازِ جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا گیا۔

تجہیز و تکفین کے بعد میں تھوڑا سا وقت والد محترم کی قبر کے پاس بیٹھا رہا' میں نیند و بیدار کی درمیانی حالت میں تھا کہ مَیں نے ہاتف غیبی کی یہ آواز سُنی

Marfat.com

''تمہیں کچھ معلوم ہے کہ جس عنایت الٰہی نے تمہارے والد کو اپنی آغوش میں لے لیا ہے' اس کا سبب کیا ہے؟ میں نے کہا کہ میں کچھ نہیں جانتا' ہاتف نے کہا اس کا سبب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنا ہے۔

﴿روض الریاحین: ۱۲۵ ❖ سعادۃ الدارین: ۱/۳۴۸ ❖ نزہۃ المجالس: ۲/۲۰۷﴾

﴿تنبیہ الغافلین: ۱۶۱ ❖ آبِ کوثر: ۱۷۶﴾

-•❖❄﴿صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم﴾❄❖•-

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے ہم سے بیان کیا کہ میں کہیں جا رہا تھا' اتنے میں مَیں نے ایک جوان کو دیکھا جو بغیر ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ'' کے نہ قدم اُٹھاتا تھا' نہ رکھتا تھا۔ مَیں نے اُس سے پوچھا کیا علم کے ساتھ تو یہ کہتا ہے۔ اُس نے کہا' تو کون ہے؟ میں نے کہا ''سفیان ثوری''۔ وہ بولا: سفیانِ عراق۔ میں نے کہا: ہاں! اُس نے پوچھا 'کیا تو نے خدا کو پہچانا۔ میں نے کہا: ہاں!۔ اُس نے پوچھا' اُسے کیسے پہچانا ہے۔ میں نے کہا وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور شکم مادر میں بچہ کی صورت بناتا ہے۔ اُس نے کہا جو خدا کے پہچاننے کا حق ہے تو نے اُسے نہیں پہچانا۔ میں نے اُس سے پوچھا تو نے اُسے کیسا پہچانا ہے۔ اُس نے کہا' میں نے پختہ قصد کیا' اُس نے میرا قصد فسخ کر دیا۔ میں نے پکا ارادہ کیا' اُس نے میرا ارادہ گھٹا دیا۔ اس سے میں نے پہچان لیا کہ میرا کوئی مدبر ہے' جو میری تدبیر کرتا ہے۔ میں نے پوچھا تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کیسے پڑھا کرتا ہے۔ اُس نے کہا: میں اپنی ماں کو لے کر حج کے لئے نکلا۔ میری ماں مکہ میں ٹھہر گئی' اُس کا پیٹ پھول گیا اور چہرہ سیاہ پڑ گیا۔ اس سے مجھے معلوم ہوا کہ میری ماں گناہوں کی مرتکب ہوئی ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء کی' والدہ

Marfat.com

محترمہ کی مصیبت کو دُور کرنے کے لئے درخواست پیش کی، اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ تہامہ کی جانب سے ایک ابر نمودار ہوا، جس میں سے ایک نورانی شخصیت جو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے، نمودار ہوئے۔ اُنہوں نے میری والدہ کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا تو وہ سفید ہو گیا، پھر پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو ورم بھی جاتا رہا۔ میں نے عرض کی حضور آپ کون ہیں، جنہوں نے میری اور میری ماں کی مصیبت کو دور کر دیا۔ اُنہوں نے فرمایا: تیرا نبی (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم)۔ مَیں نے عرض کیا: یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام مجھے وصیت فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بغیر "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ" کہے ہوئے کوئی قدم نہ اُٹھایا کر۔

﴿ ❖ نزہۃ المجالس: ۲/ ۲۰۷ ❖ ﴾

-•❖❁﴿صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ﴾❁❖•-

جیسا بوؤ گے ویسا کاٹو گے

دریا کے پار ایک گھنا جنگل تھا جو ہرن... بار... چیتا... خرگوش... اور اژدھوں کی بھی آماجگاہ تھا۔ اکثر شکاری ہرنوں کے شکار کے لیے اُس جنگل میں آتے رہتے تھے۔ ایک شکاری صبح صبح جنگل میں شکار کرنے کے لیے نکلا۔ موسم بہار تھا ......جنگل میں ہریالی ہی ہریالی تھی ......درختوں پر جوبن تھا...... ہر طرف حسنِ فطرت پھیلا ہوا تھا اور ہر شے ملکوتی حسن اور نرالی سحر لئے ہوئے تھی...... صبح کی میٹھی میٹھی دھوپ لحہ بہ لحہ بڑھ رہی تھی ......ہوا کی سائیں سائیں ......کوے کی کائیں کائیں ......اور کوئل کی کوکو ایک عجیب کیفیت اور احساس پیدا کئے ہوئے تھی ......ہر جانور جنگل کے خوشگوار موسم... مسکراتے سبزا... کھلکھلاتی... اٹھکیلیاں کرتی خوشگوار ہوا سے کھیل رہا تھا... بندر درختوں پر لٹکے ہوئے ایک دوسرے سے مذاق کر رہے تھے ......گلہریاں درختوں پر بھاگتی ہوئی معصوم شرارتوں سے لُطف اندوز ہو رہی تھیں ......سانپ پتوں سے شبنم کا رس چوس رہے تھے ......نسیم سحر کلیوں کو چھیڑتی... چڑیوں کو گدگداتی... درختوں کی ٹہنیوں کو ہلاتی اور پتیوں کی تالیاں بجاتی چل رہی تھی ...... چڑیاں اِدھر سے اُدھر اُڑ رہی تھیں ......بلبلیں چہک رہی تھیں ......اس طرح فضا خوشبو اور طائروں کے نغموں سے بھری ہوئی تھی۔

شکاری دبے پاؤں جیسے ہی جنگل میں داخل ہوا اُسے ایک ہرن چوکڑی

Marfat.com

بھرتا ہوا نظر آیا۔ شکاری نے زمین پر لیٹ کر نشانہ باندھا۔ ہرن بھی شکاری کو دیکھ چکا تھا۔ ابھی وہ اپنی تیز دھڑکنوں کو سنبھالنے نہ پایا تھا کہ اُسے شکاری کی چیخ سنائی دی۔ ہوا یوں کہ شکاری نشانہ باندھنے ہی والا تھا کہ ایک سانپ نے اُس کے پاؤں کو ڈس لیا۔ سانپ بہت ہی زہریلا تھا۔ شکاری تڑپا اور خود سے کہنے لگا واہ! میں کسی کی جان لینے جا رہا تھا۔ قدرت نے میری جان لے لی۔

صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ

﴿حاصلِ کلام﴾:۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو کسی کی جان گنوانا چاہتا ہے' اپنی ہی جان گنوا بیٹھتا ہے۔

صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ

اسی واقعہ کو کسی نے منظوم بھی کیا ہے

شکاری نے کندھے پہ رکھی کمان	☆	ہوا صبح دم سوئے صحرا رواں
سہانا تھا جنگل ہرا مرغزار	☆	درختوں پہ خوب آ رہی تھی بہار
نظر پڑ گیا اس کے ہریل جو ایک	☆	رکھا تیر زہ میں دیئے گھٹنے ٹیک
چلانے ہی کو تھا وہ تیر قضا	☆	کہ اک سانپ نے پاؤں میں ڈس لیا
پڑا منہ کے بل مرد جب خاک پر	☆	لگا کہنے دل میں کہ انصاف کر
کہ بیٹھا تھا تو گھات میں اور کی	☆	قضا کے شکاری نے جان تیری لی
نتیجہ		
کنواں کھودے گا جو کسی کے لیے	☆	گرے گا خود اس میں یقین جان لے

Marfat.com

گھوگی اور شکاری

ہک دن کرن شکار شکاری باری اندر آیا : آدرخت گھنے دی چھاویں اُس نے ڈیرالایا
نالے باز ہوایوں اُڈدا آ بیٹھا اُس رُکھ تے : طمعہ لوڑے ماس نہ چھوڑے آیا ظالم بھکھ تے
ہیٹھوں شست شکاری جوڑے تیر گھوگی نوں لاواں : اُتوں باز تکے جے اُڈے پکڑ شتابی کھاواں
گھوگی جدوں اونہاں ول ڈٹھا کردی فکر گھنیرا : کہندی ربا کیونکر رکھسیں بچن نہیں ہن میرا
بیٹھ رہاں تاں شست برابر مارے تیر شکاری : کہندی ربا کیونکر رکھسیں بچن نہیں ہن میرا
تیر لگن وچہ دہیر نہ کوئی کجھ تدبیر نہ چلدی : آہی گھڑی اجل دی ایہو وچہ تقدیر ازل دی
جاں رب رکھن اُتے ہویا کی سبب بنایا : گھوگی ول شکاری تکدا شست دھیان پھڑایا
پچھوں ناگ چلائے اُس نوں دند آلود زہر دے : تیر چھٹا اوہ لگا باز ے دونویں دشمن مردے
گھوگی بیٹھی رہی اتھائیں چنگ بھلی نروئی : مارن والے موئے محمد قدرت رب دی ہوئی

﴿❖ سیف الملوک:۲۱۲ ❖﴾

صَلَّى اللهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

Marfat.com

جیسے سلوک کی امید رکھتے ہو
ویسا ہی دوسرے سے سلوک کرو

دیہاتوں کی زندگی بھی عجیب ہوتی ہے۔ دیہاتی کسان ہر موسم اور ہر سختی کو برداشت کرتے ہیں۔ ہل چلاتے ہیں۔ زمین کا سینہ چیر کر بیج بوتے ہیں اور ہر ممکن کوشش کرتے ہیں کہ فصل پک کر تیار ہو جائے۔ اور وہ اسے بیچ کر اپنی ضروریاتِ زندگی پوری کرے۔ ایسے ہی ایک دیہات میں کسان رہتا تھا۔ بڑا محنتی تھا۔ وہ جب بھی کھیتوں میں بیج بوتا تھا اِدھر اُدھر کے پرندے اس کے کھیت میں سے بیج چرانے کی کوشش کرتے۔ لہٰذا وہ بیج بچانے کے لیے کھیت میں جال بچھا رکھتا تھا۔ ایک باز ایک کبوتر کو دبوچے اس کسان کے کھیت میں جا گھسا جہاں اُس نے جال بچھا رکھا تھا۔ لہٰذا وہ جال میں پھنس گیا۔ کسان نے جب دیکھا تو بہت ہنسا اور اسے پکڑ کر اس کے بال و پر توڑنے لگا۔ باز نے کسان سے کہا میں بے خطا ہوں۔ میں نے تمھارا کوئی قصور نہیں کیا اور نہ ہی تمہارے ساتھ میری کوئی عداوت ہے۔ پھر تو میرے ساتھ ایسا سلوک کیوں کر رہا ہے۔ کسان نے کہا: تو بتا اس کبوتر نے تیرا کیا قصور کیا تھا۔

۔٭٭ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ ٭٭۔

﴿حاصلِ کلام﴾: — یہ ایک شہرہ آفاق مقولہ تہذیب الاخلاق کی اصل

ہے کہ تم جس طرح کے سلوک کی امید رکھتے ہو ویسا ہی سلوک کرو۔ خلق میں کوئی انسان دوسرے انسان کو گزند نہ پہنچائے تو یہ دُنیا حسین تر ہو جائے۔ نہ کوئی کسی کے آگے کانٹے بچھائے' نہ اُس کے آگے کوئی بچھائے۔ نہ کوئی کسی کو تکلیف دے نہ اُسے کوئی تکلیف دے۔ نہ کوئی کسی کے لئے مشکلات پیدا کرے نہ کوئی اُس کے لئے مشکلات پیدا کرے۔

صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

Marfat.com

کر بھلا......سو ہو بھلا

کرم الٰہی غریب آدمی تھا۔ بیوی بچوں کے ساتھ ایک جھونپڑی نما مکان میں رہتا تھا۔ گاؤں سے ذرا فاصلے پر شہر کو جانے والے راستے پر مٹی گارے سے بنا ہوا مکان تھا۔ دن بھر محنت مزدوری کر کے تھوڑا بہت جو کما کر لاتا' اُس سے بیوی بچوں کا پیٹ پالتا تھا۔

کرم الٰہی نے سُن رکھا تھا کہ انسان چھوٹی سے چھوٹی نیکی بھی کرے تو اللہ تعالیٰ اُس کو ضائع نہیں کرتا۔ اُس نے سوچا کہ وہ کون سی نیکی کرے؟ اُس کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ گرمیوں میں یہاں سے لوگ گزرتے ہیں تو سخت پیاس اُن کا بُرا حال کر دیتی ہے' کیوں نہ میں اپنے گھر کے باہر ایک مٹکا رکھ دوں تا کہ پیاسے مسافروں کو آسانی ہو جائے۔

یہ اُس کی زندگی کا معمول بن گیا کہ وہ صبح سویرے کام پر جانے سے پہلے مٹکے میں پانی بھرتا' مٹی کا پیالہ اس کے اوپر رکھتا اور کام پر چلا جاتا۔ تھکے ماندے مسافر اس مٹکے کے پانی سے اپنی پیاس بجھاتے اور پانی بھرنے والے کو دُعائیں دیتے۔

ایک دن کرم الٰہی معمول کے مطابق صبح محنت مزدوری کے لئے روانہ ہونے سے پہلے مٹکے میں پانی بھرنے لگا تو اُس نے دیکھا کہ مٹکا غائب ہے۔ وہ بڑا پریشان ہوا کہ اگر آج پانی نہ بھرا تو لوگوں کو بڑی تکلیف ہو گی۔ اُس نے اپنے

Marfat.com

گھر میں ذاتی استعمال والا گھڑا باہر رکھ دیا۔ دو تین دن خیریت سے گزرے لیکن ایک دن پھر صبح کے وقت گھڑا غائب تھا وہ بے حد پریشان ہوا۔ گھر کے لئے وہ بازار سے نیا گھڑا لا چکا تھا۔ اَب اُس نے دوبارہ گھر والا مٹکا باہر پانی سے بھر کر رکھ دیا۔

لیکن اب اُس نے یہ فیصلہ کرلیا کہ وہ چھپ کر دیکھے گا کہ یہ حرکت کون کرتا ہے؟

وہ ہر روز رات کو دیوار کے پیچھے چھپ جاتا۔ دو دن تو خریت سے گزرے' تیسرے دن ابھی فجر کی اذان نہیں ہوئی تھی کہ اُسے دور سے ایک سایہ حرکت کرتا نظر آیا جسے دیکھ کر وہ چوکنا ہو گیا۔ سایہ آہستہ آہستہ بڑھتا ہوا گھڑے تک پہنچ گیا۔ کرم الٰہی نے غور سے دیکھا تو وہ رحم داد تھا۔ جو پورے گاؤں میں کام چور کے نام سے مشہور تھا۔ اُس نے گھڑا اُٹھایا اور دبے پاؤں واپس چل دیا۔ کرم الٰہی نے یہ سب کچھ دیکھ لینے کے بعد اسے کچھ نہ کہا۔

اگلے روز کرم الٰہی بازار گیا تو اُس نے ایک کے بجائے دو مٹکے خریدے۔ ایک مسافروں کے لئے رکھ دیا اور دوسرا مٹکا لے کر رحم داد کے گھر پہنچ گیا۔ دروازے پر دستک دی تو رحم داد باہر نکلا۔ اس نے جب کرم الٰہی کو دیکھا تو اس کا رنگ پیلا پڑ گیا۔ اس نے سوچا کہ کرم الٰہی کو سب پتہ چل گیا ہے۔

"کیا باہر ہی کھڑے رہو گے یا اندر بھی آنے دو گے"۔ کرم الٰہی نے بے تکلفی سے کہا۔

"ہاں ہاں! کیوں نہیں' آیئے اندر آیئے" رحم داد نے بوکھلاتے ہوئے کہا۔

کرم الٰہی اندر داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں مٹکا بھی تھا' جسے دیکھ کر رحم داد اور گھبرا گیا۔

Marfat.com

کرم الٰہی نے اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد کہا:

''رحم داد مجھے پتہ چلا کہ تمہارے پاس پانی پینے کے لئے مٹکا نہیں ہے' سوچا کہ میرے پاس دو ہیں' ایک تمہیں دے دوں''۔ یہ سن کر رحم داد کا شرمندگی کے مارے برا حال تھا' اس پر تو جیسے گھڑوں پانی پڑ گیا تھا۔

''بس......بس......کرم الٰہی' مجھے بے عزت اور بدنام کرنے کے بجائے تم یہ کیا کہہ رہے ہو؟ میں نرا کام چور' لوگوں کی چھوٹی موٹی چیزیں چرا کر گزارا کرتا ہوں اور ایک تم ہو کہ محنت و مشقت کرتے ہو اور بیوی بچوں کے حقوق بھی ادا کرتے ہو اور راہ گیروں کا خیال بھی رکھتے ہو۔ تم نے میرے اندر کا سویا ہوا اِنسان جگا دیا ہے۔ اب میں کبھی ایسی حرکت نہیں کروں گا' مجھے معاف کر دو کرم الٰہی کل میں بھی تمہارے ساتھ محنت مزدوری کرنے جایا کروں گا'' رحم داد نے پر عزم لہجے میں کہا۔

کرم الٰہی نے یہ آیت سُن رکھی تھی

''اَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ''

ترجمہ: ''نیکی کرو' اللہ بلاشبہ نیکو کاروں سے دوستی رکھتا ہے''۔

اس لئے کرم الٰہی نے اُسے معاف کر دیا۔ کرم الٰہی کو جلد ہی محنت مزدوری سے اتنے پیسے ملنے لگے کہ اُس کے گھر کی حالت بدلنے لگی۔ اُس کے بچے ذرا بڑے ہوئے تو باپ کا ہاتھ بٹانے لگے اور ایک دن وہ گاؤں کا کچا مکان چھوڑ کر شہر چلا آیا۔ وہاں اُس کی مالی حالت بالکل بدل گئی اس نے مکان بھی بنا لیا' لیکن اُس نے مکان کے سامنے راہ گیروں کے لئے پانی کی ٹینکی بنائی تا کہ جس نیکی کی وجہ سے وہ آج یہاں تک پہنچا ہے وہ سلسلہ ختم نہ ہو۔

Marfat.com

کرم الٰہی زندگی کے دن پورے کر کے اس دُنیا کو چھوڑ چکا ہے لیکن آج بھی دھوپ اور گرم کے ستائے ہوئے مسافر وہاں سے گزرتے ہوئے پانی پیتے ہیں تو نیک دل کرم الٰہی کو ڈھیروں دعائیں دے کر جاتے ہیں۔

﴿❖ قرآنی کہانیوں کا گلدستہ: ۵۴ تا ۵۷ ❖﴾

-•❖❁﴿صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ﴾❁❖•-

﴿حاصلِ کلام﴾:- اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے پانی بہترین نعمت ہے۔ اِنسان کی تخلیق میں استعمال ہونے والے چار عناصر (آگ، ہوا، مٹی، پانی) میں سے ایک یہ پانی بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لئے پانی کا انتظام کرنا یہ فعل اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ پانی پلانے کا اتنا ثواب ہے، راقم نے ایک کتاب میں پڑھا تھا کہ اولاد اپنے والدین کو کوئی کام نہیں کہہ سکتی۔ ہاں! پانی پلانے کے لئے کہہ سکتے ہیں وہ بھی اس لئے کہ پانی پلانے کا ثواب ہی اتنا ہے تاکہ وہ اِس ثواب سے محروم نہ رہ جائیں۔

جو مسلمان کسی مسلمان کو بھوک میں کھانا کھلائے، تو اللہ تعالیٰ اُسے بروزِ قیامت مُہر والی پاک و صاف شراب پلائے گا اور جو مسلمان کسی بے لباس مسلمان کو کپڑا پہنائے تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت کے سبز کپڑے پہنائے گا۔

﴿❖ ترمذی شریف جلد اوّل حدیث نمبر ۲۴۵۷ ❖﴾

-•❖❁﴿صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ﴾❁❖•-

جو کسی مسلمان کو بھوک میں کھانا کھلا کر سَیر کر دے تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں اُس دروازے سے داخل فرمائے گا جس میں سے اُس جیسے لوگ ہی داخل ہوں گے۔ ﴿❖ المعجم الکبیر للطبرانی جلد دوم حدیث ۱۶۲ ❖﴾

-•❖❁﴿صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ﴾❁❖•-

ایک حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص پانی کا سلسلہ جاری کر جائے تو جو انسان یا جن یا پرندہ بھی اُس سے پانی پیئے گا تو مرنے والے کو قیامت تک اُس کا ثواب ہوتا رہے گا۔

-•❖❁ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ❁❖•-

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے گھٹنے میں ایک زخم ہے' سات برس ہو گئے۔ ہر قسم کی دوا اور علاج کر چکا ہوں کسی سے بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ بڑے بڑے طبیبوں سے بھی رجوع کر چکا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس جگہ پانی کی قلت ہو وہاں ایک کنواں بنوا دو۔ مجھے اللہ کی ذات سے یہ اُمید ہے کہ جب اُس میں پانی نکل آئے گا' تمہارے گھٹنے کا خون بند ہو جائے گا۔ چنانچہ اُنہوں نے ایسا ہی کیا اور گھٹنے کا زخم اچھا ہو گیا۔

مشہور محدث حضرت ابو عبداللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے پر ایک زخم ہو گیا تھا۔ ہر قسم کے علاج کئے' کوئی بھی کارگر نہ ہوا۔ ایک سال اِسی حال میں گزر گیا۔ ایک مرتبہ اُستاذ ابو عثمان صابونی رحمۃ اللہ علیہ سے دُعا کی درخواست کی' جمعہ کا دن تھا' اُنہوں نے بڑی دیر تک دُعا کی۔ مجمع نے امین کہی۔ دوسرے جمعہ کو ایک عورت حاضر ہوئیں اور ایک پرچہ مجلس میں پیش کیا' جس میں یہ لکھا تھا کہ میں گذشتہ جمعہ کو جب گھر واپس گئی تو حاکم رحمۃ اللہ علیہ کے لئے بہت اہتمام سے دُعا کرتی رہی۔ میں نے خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حاکم سے کہہ دو کہ مسلمانوں پر پانی کی وسعت کرے۔ حاکم نے یہ سُن کر اپنے گھر کے دروازے پر ایک سبیل قائم کر دی' جس میں پانی کے بھرنے کا اور اُس میں برف ڈالنے کا اہتمام کیا۔ ایک ہفتہ گزرا تھا کہ چہرے کے سب زخم

Marfat.com

بالکل اچھے ہو گئے اور پہلے سے زیادہ خوشنما چہرہ ہو گیا۔ ﴿ترغیب شریف﴾

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

چوری بہت برا فعل ہے‘ جس کی وجہ اے آدمی معاشرے میں بدنام ہو جاتا ہے‘ وقار ختم ہو جاتا ہے‘ اعتماد اُٹھ جاتا ہے۔ ایک وقت آجاتا ہے کہ اپنا ذاتی مال بھی ختم ہو جاتا ہے۔ گھر تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ عموماً ایسی چوری کی عادت بچوں میں پائی جاتی ہے۔ جب وہ کوئی چیز گھر لے کر آتا ہے تو والدین خوش ہوتے ہیں‘ جس کی وجہ سے یہ برائی بچوں میں جڑ پکڑ جاتی ہے۔ لہٰذا شروع سے ہی بچوں کو ایسے فعل پر ڈانٹا جائے‘ تنبیہ کی جائے‘ ہر ممکن روکنے کی کوشش کی جائے تاکہ یہ بڑے ہو کر نامی گرامی چور نہ بن جائیں۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

کرم الٰہی کے سمجھانے کا طریقہ بھی کیا خوبصورت ہے کہ وہ چور دیکھتے ہی شرم سے پانی پانی ہو گیا‘ گناہ سے توبہ کی‘ سچے دل سے تائب ہو گیا۔ سمجھانے کا انداز بھی ایسا ہی ہونا چاہیے۔ بعض لوگوں کا انداز ایسا بیہودہ ہوتا ہے‘ طنز والا ہوتا ہے کہ اگلا آدمی بات ماننے کی بجائے برا مان جاتا ہے‘ اصلاح کی بجائے نقصان ہو جاتا ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

اس واقعہ میں درج آیت سے پتہ چل رہا ہے کہ جو نیک ہوتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے دوست ہوتے ہیں۔ سو جو اللہ تعالیٰ کی دوستی کتنی اعلیٰ چیز ہے۔ لہٰذا ہر ایک کو نیک بن کر اپنی زندگی گزارنی چاہیے‘ تاکہ اللہ تعالیٰ کی دوستی نصیب ہو سکے جو کہ ایک بہت بڑی نعمت ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

محنت میں عظمت ہے' جو کوئی جتنی محنت کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اُتنا ہی اُسے عطاء فرماتا ہے اور محنت کرنے والا خصوصاً رزقِ حلال کمانے والا تو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ہی پیارا لگتا ہے۔ محنت کرنے والا معاشرے میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اُس کا وقار بلند ہو جاتا ہے۔

-•❖❄﴿صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ﴾❄❖•-

اس واقعے سے یہ بھی پتہ چلا کہ جو اچھا عمل شروع کیا جائے اُس کو چھوڑنا نہیں چاہئے' آخر تک کرتے چلے جانا چاہئے۔

احادیث مبارکہ میں آتا ہے کہ عمل چاہے مختصر ہو لیکن ہو مسلسل' وہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ آخر عمر تک نوافل کثرت سے پڑھتے رہے۔ کسی نے عرض کیا: حضور! کچھ کمی کر لیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: وہ عمل جس کی بدولت میں اس مقام پر پہنچا ہوں' میں اُس عمل کو کبھی نہیں چھوڑ سکتا۔

-•❖❄﴿صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ﴾❄❖•-

Marfat.com

جوانی کا کمایا' بڑھاپے میں کام آیا

مسز ارشد حسین آف کراچی فرماتی ہیں کہ بچپن سے یہ سنتے آئے ہیں کہ ''جیسی کرنی ویسی بھرنی''...... ''جو بیجو گے وہی کاٹو گے''۔ یہ جملہ ہمیشہ اس معنی میں استعمال ہوتا چلا آیا ہے کہ برا کرو گے تو برا ملے گا اچھا کرو گے تو اچھا ملے گا' اور ہمیشہ واقعات بھی ایسے ہی پڑھنے اور سننے کو ملے کہ جس میں برا کرنے والوں کا ہمیشہ برا انجام ہوا۔ آج میں اپنی حقیقی خالہ محترمہ محفوظ جہاں کے بارے میں لکھنا چاہوں گی کہ واقعی انہوں نے ''جو بویا تھا آج ستاسی سال کی عمر میں وہی کاٹ رہی ہیں''۔

ہماری والدہ بتاتی ہے کہ ہماری خالہ جان جو والدہ کی بڑی بہن ہے کو بچپن ہی سے خاندان بھر کی بوڑی یا بیمار خواتین کی خدمت کرنے کا بہت شوق تھا۔ یہاں تک کہ گھر میں کام کرنے والی عمر رسیدہ خواتین کی بھی خبر گیری اور خدمت کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو ایک درد مند دل دیا تھا۔ اُنہیں بیمار یا بزرگ خواتین کو نہلانے دھلانے کپڑے بدلوانے ان کے بستروں کو صاف ستھرا رکھنے اور ان کی کنگی چوٹی کرنے کا بہت شوق تھا۔ لڑکپن سے نکل کر خالہ جان جوانی کی عمر میں آئے تو ان کے یہ جذبے اور بڑھ گئے۔ خاندان بھر میں جہاں کہیں کسی کا دُکھ یا بیماری کا حال سُنتیں' اپنے شوہر جو ان کے حقیقی پھوپھی زاد تھے کے ساتھ پہنچ جاتے اور مقدور بھر مریض کی خدمت کرتے۔ خالہ جان رشتہ دار خواتین کے

Marfat.com

ساتھ ہسپتالوں میں بھی رہیں۔ بھانجیوں' بھتیجیوں اور دیگر لڑکیوں کے ساتھ اُن کے یہاں ولادتوں کے موقعوں پر ساری ساری رات ان کے سرہانے کھڑے ہو کر سورۂ یٰسین اور دوسری آیاتِ قرآنی پڑھ پڑھ کر دم کرتے ہوئے گزارتیں۔ غرضیکہ دوسروں کو آرام وراحت پہنچانے کا کوئی موقعہ خالہ جان نے نہیں چھوڑا۔

خالہ جان کو قرآنِ پاک کی تلاوت کے ساتھ ساتھ سورۂ بقرہ پڑھنے کا بھی بہت شوق ہے۔ اُنہوں نے عمر بھر ہر پریشانی' ہر تکلیف اور مشکل کی ہر گھڑی میں "سورۂ بقرہ" پڑھ کر دُعا کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے "سورۂ بقرہ" پڑھنے پر غیر متزلزل ایمان کا ایسے مان رکھا کہ ان کی ہر پریشانی اسی تلاوت کی برکت سے دور ہوئی۔ خالہ جان اسی سال عمر تک نہایت چاق وچوبند رہیں' پھر آہستہ آہستہ ان کے اعضاء کمزور ہونے لگے۔ ضعیفی اور کمزور کے اس مشکل وقت میں اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو دکھایا اور دکھا رہا ہے کہ خالہ جان نے اپنے لڑکپن اور جوانی میں جو بویا تھا آج وہی کاٹ رہی ہیں۔ کئی سال سے ان کے بھتیجیوں اور بھانجیوں نے اُن کے لئے پندرہ ہزار روپے ماہوار پر ایک کل وقتی نرس رکھی ہوئی ہے۔ جو اُن کو ایسے ہی نہلاتی' دھلاتی اور ان کی دیگر خدمات انجام دیتی ہے جیسے انہوں نے دوسروں کے لئے دی تھیں کیونکہ خالہ جان اور خالو کے کبھی اولاد نہ ہوئی اور خالو کے انتقال کے بعد وہ اپنے چھوٹے بھائی کے گھر آ گئیں تھیں۔ آج ان کے بھتیجیوں نے اپنے خانساماں سے کہہ رکھا ہے کہ جیسے ہی پھوپھی اماں کے ناشتے کھانے کا وقت ہو یا وہ کوئی اور کام کو کہیں' تمام کام چھوڑ کر فوراً ان کی ٹرے کھانوں سے سجا کر ان کو پہنچائی جائے اور ان کا ہر کہنا ہمارے کہنے سے پہلے پورا کیا جائے۔ ان کے بھانجے اور بھتیجے ان کی تمام ضروریات کا اپنی ضروریات سے بڑھ کر خیال رکھتے ہیں۔ جن جن افراد کے لیئے انہوں نے دُعائیں کیں تھیں' اور وہ راتوں کو جاگی

Marfat.com

تھیں' اللہ کی شان کہ آج وہ سب ہاتھ باندھے ان کے پاس آتے ہیں کہ آپ ہمارے گھر چلیں اور ہمیں خدمت کا موقع دیں۔ اس عمر میں بھی خالہ جان کا حافظہ قابلِ رشک ہے۔ انہیں کسی قسم کی کوئی بیماری نہیں ہے۔ وہ نماز بھی مکمل وضو سے ادا کرتی ہیں۔ وہ خاندان بھر کے لئے ایک دُعاؤں کا خزانہ اور ایک ایسا سایہ دار شجر ہیں کہ جس کے گھنے سائے میں آ کر ہر شخص کو اطمینانِ قلب ملتا ہے۔ خالہ جان کو دیکھ کر یہ یقین آ جاتا ہے کہ "جیسی کرنی ویسی بھرنی"۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہمارے لیئے صحت کے ساتھ سلامت رکھے۔ ﴿ماہنامہ عبقری: جنوری ۲۰۰۹ء:۹﴾

-•❖✼﴿صَلَّى اللهُ عَلٰى حَبِيبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾✼❖•-

﴿حَاصِلِ کلام﴾: -اِس دُنیا میں جو کسی کے کام آتا ہے' جب اُس پر کوئی مشکل آتی ہے' پریشانی آتی ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لئے مشکلات' پریشانیوں سے نجات کے لئے اسباب پیدا فرما دیتا ہے' جیسا کہ اس واقعہ سے ظاہر ہو رہا ہے۔

ہیں دُنیا میں وہی لوگ اچھے
جو آتے ہیں کام دوسروں کے

-•❖✼﴿صَلَّى اللهُ عَلٰى حَبِيبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾✼❖•-

Marfat.com

عقل کسی کی میراث نہیں

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کتاب ''نزہۃ البصار فی اخبار ملوک الاحصار'' جو ایک عظیم تصنیف ہے۔ اُس میں لکھا ہے کہ کسی بادشاہ نے ایک لڑکے کو دیکھا کہ وہ ایک کم رفتار گدھے کو ہانکنے لئے جا رہا تھا۔ اور بار بار اُس کو ڈانٹ ڈپٹ کر کے ہانکتا۔ بادشاہ نے یہ دیکھ کر لڑکے سے کہا کہ اے لڑکے اس گدھے سے نرمی کا معاملہ کر۔ لڑکے نے جواب دیا۔ ''اگر میں ڈانٹ ڈپٹ نہ کروں تو یہ راستہ دیر میں طے کرے گا۔ تو اس کو بھوک زیادہ لگے گی۔ اور بوجھ زیادہ دیر تک اس پر لدھا رہے گا۔ اور اگر جلدی پہنچ جائے گا تو بوجھ سے جلدی چھٹکارا مل جائے گا۔ اور چارہ بھی دیر تک کھائے گا۔ بادشاہ کو لڑکے کا یہ جواب بہت پسند آیا اور اُس کو ایک ہزار درہم انعام میں دیا۔ لڑکے نے انعام لے کر کہا کہ یہ رزق میرے لیے اللہ کی طرف سے مقدر ہو چکا تھا۔ اور میں پہلے اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں' پھر آپ کا مشکور ہوں۔

اس جواب سے بادشاہ کے دل پر اور اثر ہوا۔ اور کہنے لگا آج سے ہم نے تیرا نام اپنے دوستوں میں لکھ لیا۔ لڑکے نے جواب دیا کہ یہ میرے لیے باعث فخر بھی ہے اور باعث پریشانی بھی۔ بادشاہ نے یہ سُن کر کہا کہ لڑکے مجھے کچھ نصیحت کرو۔ کیونکہ تم مجھے عقل مند معلوم ہوتے ہو۔ لڑکے نے کہا کہ جب آپ اپنے آپ کو صحیح وسالم دیکھیں تو ہلاکت کا خیال کریں اور جب آپ خوش و مسرور ہوں تو مصیبت کو یاد کیا کریں اور جب امن و امان سے آپ کا دل مطمئن ہو تو

Marfat.com

خوف کی طرف دھیان دیں اور جب کوئی کام پورا ہو جائے تو موت کو یاد کریں اور اگر آپ کو اپنے نفس سے محبت ہے تو اس کو برائی میں مبتلا نہ ہونے دو۔

بادشاہ لڑکے کی اس حکیمانہ گفتگو سے بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ اگر تو کمسن نہ ہوتا تو میں ضرور تجھ کو اپنا وزیر بنا لیتا۔ اس پر لڑکے نے جواب دیا۔ (بزرگی عقل است نہ بسال) بادشاہ نے پوچھا: کیا تجھ میں وزارت کی صلاحیت ہے؟ لڑکے نے جواب دیا برائی اور بھلائی کا اندازہ تجربے کے بعد ہی ہوتا ہے۔ کسی اِنسان کی صلاحیت یا عدم صلاحیت اس وقت تک معلوم نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کو آزما نہ لیا جائے۔ یہ سُن کر بادشاہ نے اس کو اپنا وزیر مقرر کر دیا۔ اور اس کو اس منصب کی انجام دہی میں صاحب الرائے اور صحیح فیصلوں کا حامل پایا۔

﴿ ❖ حیات الحیوان: ۱/۷۱ ❖ ﴾

-❖❁﴿ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ﴾❁❖-

ولی اللہ کی بے ادبی کا انجام

حضرت سید شاہ حسین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہر روز بے شمار لوگ دُعا کرانے کے لیے آتے تھے' آپ ان کے لیے دعا فرماتے تھے' جو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا اور لوگوں کی مراد پوری ہو جاتی تھی۔ آپ نے اپنے دروازے کے باہر لکڑی کا ایک تختہ نصب کرا رکھا تھا۔ لوگ صبح سویرے آتے اور پانی سے بھرے ہوئے گلاس اس تختے پر رکھ دیتے آپ کا معمول تھا کہ نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد باہر تشریف لاتے اور پانی پر دم کر دیتے تھے۔ لوگ اپنے اپنے گلاس اٹھا کر لے جاتے اور جا کر اپنے مریضوں کو وہ پانی پلا دیتے۔ جو مریض بھی یہ پانی پیتا اس کو اللہ تعالیٰ شفاء فرما دیتا تھا۔ آپ کے علاقے میں ایک رنگریز رہتا تھا۔ جس کا نام فاضل تھا۔ یہ شخص بڑا خبیث تھا۔ آپ اور دوسرے اولیاء اللہ سے خواہ مخواہ کا بغض رکھتا اور ان کے خلاف نازیبا باتیں کرتا تھا۔

اس نے جب حضرت سید شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت دیکھی تو جل کر رہ گیا۔ اس کی بدبختی کہ اس نے یہ گندی حرکت کی کہ جس تختے پر لوگ پانی کے گلاس رکھتے تھے وہ رنگریز رات کے وقت اندھیرے میں آتا اور اس تختے پر گندگی پھینک جاتا تھا۔ لوگ بڑے حیران تھے کہ یہ خبیث کون ہے' جو اس قدر گندی حرکت کر جاتا ہے۔ کچھ دن تو لوگ خود ہی گندگی کو صاف کرتے رہے پھر تنگ آ کر لوگوں نے اس بات کی شکایت حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کر دی۔

Marfat.com

حضرت صاحب نے فرمایا:- ''تم لوگ چند دن تک صبر کرو' یہ کام جو بھی کرتا ہے۔ اس پر خدا کا غضب نازل ہوگا' وہ بچے گا نہیں' خود ہی پھنس جائے گا''۔ آپ کے فرمان کے مطابق وہی ہوا' ابھی تھوڑے دن ہی گزرے ہوں گے کہ وہ رنگریز پاگل ہوگیا۔ وہ شہر کی گلیوں اور بازاروں میں پھرنے لگا۔ اور گندگی اُٹھا اُٹھا کر کھا جاتا اور آخر کار اسی پاگل پن میں اُس کی موت واقع ہوگئی۔ اور وہ خدا کے غضب سے نہ بچ سکا۔ ﴿ باتیں اللہ والوں کی:۱۱۶ ﴾

صلی اللہ علی حبیبہ محمد و آلہ وسلم

﴿حاصل کلام﴾:- ولی اللہ سے دُشمنی رکھنے والے سے اللہ تعالیٰ نے جنگ کا اعلان فرمایا ہے۔ اس واقعہ سے پتہ چلا کہ اُس شخص نے ولی اللہ سے حسد کی بنا پر مخالفت کی' جو حرکت اُس نے کی یعنی گندگی گلاسوں میں بھر دی۔ آخر اُس کی بھی وہی حالت ہوگئی۔ خود گندگی اُٹھا اُٹھا کر کھانے لگا۔

صلی اللہ علی حبیبہ محمد و آلہ وسلم

Marfat.com

کان اور ناک کاٹنے کے بدلے کان اور ناک کاٹے گئے

حضرت سید خاوند محمود نقشبندی المعروف حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ کو بیس سال کے سن میں ذوقِ وشوقِ الٰہی دامنگیر ہوا، بخارا سے وخش آئے، ایک دن باقی بیگ حاکم وخش کی مجلس میں جانا ہوا۔ وہ سخت مزاج تھا۔ اُس نے خواجہ کو دیکھ کر کہا: یہ لوگ جو خواجہ زادہ کہلاتے ہیں فی الحقیقت خلقت کو گمراہ کرتے ہیں۔ ناک... کان... کاٹ کران کی تشہیر کرنا چاہیئے۔ میں باقی بیگ نہیں اگر یہ کام نہ کروں۔ یہ بات سُن کر حضرت ایشاں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے اُمید ہے کہ ایک دن تیرے ناک... کان... کاٹے جائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایک سبب پیدا کر دیا اور وہ یہ کہ عبداللہ خان شاہ بخارا کا امیر شکارا اپنے شکاری جانور لے کر وخش آیا۔ اُس سے کوئی خطا ہوئی، جو معلوم نہیں ہوسکی۔ باقی بیگ نے اُسے پٹوایا۔ اور وخش سے نکال دیا۔ اُس نے آکر عبداللہ خان شاہ بخارا سے شکایت کی کہ حاکم وخش نے مجھے بے گناہ پٹوایا ہے اور بادشاہ کے خاص شکاری کو مار ڈالا ہے۔ بادشاہ نے باقی بیگ کو بلوایا اور حکم دیا کہ اس کے دونوں کان اور ناک کاٹ دو۔ چنانچہ حکم کے مطابق اُس کے کان اور ناک کٹوا دیے گئے۔

﴿ تذکرہ اولیائے پاک وہند ❖ تذکرہ اولیائے لاہور: ۳۳۳ ﴾

﴿حاصل کلام﴾: ولی اللہ کی بے ادبی کرتے ہوئے جو ذہن بنایا آخر کار اُسے وہی ہی حالت پیش آگئی۔

صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم

Marfat.com

کلاس فیلو کو حقیر سمجھنے کا انجام

ارشد علی جعفری صاحب فرماتے ہیں کہ دانیال جسے سب گھر والے اور دوست دانی کہتے تھے۔ ایک اکھڑ اور لاپرواہ قسم کا لڑکا تھا۔ وہ نہ کسی دوست کی تعریف سُن سکتا تھا اور نہ ہی اپنی بُرائی کسی کے منہ سے سُنتا پسند کرتا تھا۔ اُس کی جیب میں ہر وقت کافی پیسے رہتے تھے اور وہ اپنے دوستوں پر خرچ بھی کر دیتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اُس کے دوست مجبوراً اُس کی عزت کرتے تھے۔ پھر سکول میں ایک نیا لڑکا پرویز راجہ آ گیا' وہ بھی کسی امیر باپ کا بیٹا تھا۔ دو دن بعد جب سکول کی کینٹین پر چائے پینے کے لئے وہ آ کر بیٹھے تو پرویز راجہ بھی وہاں آ گیا۔ اُس نے اپنے لئے بوتل منگوالی تھی لہٰذا دانیال نے اُس پر رُعب ڈالنے کے لئے اپنے سب دوستوں کے لئے بوتلیں منگوالی تھیں۔ پرویز راجہ نے اُسے دیکھ کر مُسکرانے کی کوشش کی لیکن دانیال نے اُسے گھور کر دیکھا۔ راجہ مُسکرا کر اُٹھ گیا۔ اُس نے دانیال کی بات کا جواب نہیں دیا۔ کچھ دنوں بعد امتحانات تھے اور بعد میں پتہ چلا کہ راجہ نے پورے سکول میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔ تو پورے سکول میں شور مچ گیا۔ دانیال کو جب علم ہوا تو قدرتی طور پر اُس کے اندر جلن پیدا ہوئی۔ وہ اُکھڑا اُکھڑا رہنے لگا تھا۔ ایک دن کینٹین پر اتفاق سے اُن کی آپس میں مُلاقات ہو گئی۔ راجہ خود چل کر اُس کی میز پر آیا اور بیٹھتے ہوئے بولا ''دانی صاحب! مجھے کلاس میں اوّل آنے پر مبارکباد نہیں دیں گے؟''

دانیال نے اُسے گھور کر دیکھا اور بولا ''بہت معمولی بات ہے' سال پہلے میں

Marfat.com

نے اوّل پوزیشن حاصل کی تھی' آج کل ذرا کرکٹ زیادہ کھیل رہا ہوں اور پڑھائی کی طرف توجہ کم ہے اور پھر ایسا ہوتا رہتا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں"۔

راجہ مُسکرا دیا اور بولا "تم بہت حسد کرتے ہو کم از کم تمہیں اخلاقی طور پر مجھے مبارک باد دینا چاہیئے تھی"۔

اچانک دانیال نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی بوتل راجہ کے سر پر انڈیل دی اور بولا "مبارک ہو، تم نے اوّل پوزیشن لی ہے"۔

راجہ کچھ نہیں بولا۔ اُس کا سر اور کپڑے خراب ہو گئے تھے۔ وہ خاموشی سے اُٹھ کر کینٹین سے باہر آ گیا۔ دانیال کے دوستوں نے بڑے زور سے قہقہہ لگایا۔

تیسرے دن راجہ سکول آ گیا۔ اُن کا کینٹین میں پھر آمنا سامنا ہو گیا راجہ نے اُس کی طرف دیکھا بھی نہیں' البتہ بوتل پی کر واپس چلا گیا۔ پھر دانیال کو ٹیچر نے بلوا لیا اور دانیال محتاط ہو گیا۔ وہ یہی سمجھا تھا کہ راجہ نے شکایت کر دی ہے' جب وہ ٹیچر کے پاس پہنچا تو ٹیچر نے اُسے بٹھایا اور بولا "ہفتے کو کُشتیاں آ رہی ہیں۔ پچھلی بار تمہارے مقابلے میں کوئی نہیں آیا تھا اور اس بار بھی یقین ہے کہ تمھارے مقابلے میں کوئی نہیں آئے گا۔ کیا تمام تیاری کر لی تم نے؟"

دانیال مسکرا دیا اور بولا "میرے مقابلے پر کوئی نہیں آئے گا آپ سب سے اُوپر میرا نام لکھ دیں"۔

پھر بات ختم ہو گئی اور پھر ہفتہ آ گیا۔ صبح سے تیاریاں ہو رہی تھیں۔ کُشتیاں سکول کے لان میں تھیں۔ پھر کشتیاں شروع ہو گئیں۔ ابھی تین چار کشتیاں ہوئی تھیں کہ اچانک اعلان ہوا کہ دانیال کے ساتھ پرویز راجہ زور آزمائی میں حصہ لے گا۔

دانیال غصے سے بولا "چوہا بلی سے لڑے گا" اور پھر کچھ دیر بعد دونوں آمنے سامنے تھے۔ دانیال نے قہر آلود نظروں سے گھورا اور راجہ نے اچانک اُسے

دبوچ لیا۔ وہ چیخ پڑا اور پھر اسے بے ہوشی کی حالت میں ہسپتال پہنچایا گیا۔ راجہ سکول چھوڑ کر جا چکا تھا۔ لیکن چوتھے روز وہ ہسپتال جا پہنچا جہاں دانیال داخل تھا دانیال اُسے دیکھ کر کچھ کہنے لگا تھا کہ راجہ بول پڑا......

''بڑے کہتے ہیں ''جیسی کرنی ویسی بھرنی'' بھئی کہ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے''

اتنا کہہ کر راجہ چلا گیا اور دانیال نے پہلی بار ٹھنڈے ذہن سے سوچا کہ راجہ سچ کہہ گیا ہے۔ اگر اس کینٹین میں وہ راجہ کے سر پر بوتل نہ انڈیلتا تو شاید وہ آج اس حالت تک نہ پہنچتا۔

تب اس نے اپنے رب سے معافی مانگی اور وعدہ کیا کہ وہ کسی کو حقیر نہیں سمجھے گا۔ جب ایک ماہ بعد تندرست ہو کر دانیال سکول آیا تو وہ سر سے پاؤں تک بدل چکا تھا۔ اب وہ پہلے والا دانیال نہیں تھا بلکہ ایک ملنسار اور محبت کرنے والا دانیال تھا۔ ﴿❖ جنگ مڈ ویک میگزین ۲۲ر اپریل ۲۰۰۹ء ❖﴾

-•❖ ❈ ﴿صلی اللہ علی حبیبہ محمد والہ وسلم﴾ ❈ ❖•-

﴿حاصل کلام﴾: - اس واقعہ سے پتہ چلا کہ حسد بہت برا فعل ہے جس کی وجہ سے اِنسان اپنے مقام سے گر جاتا ہے۔ جس سے حسد کیا جاتا ہے اُس کا تو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ البتہ حسد کرنے والا اپنی دُنیا آخرت تباہ کر لیتا ہے۔ حسد کی مذمت میں قرآنِ پاک میں ایک پوری آیت موجود ہے اور اس فعل سے پناہ مانگنے کا حکم ہے۔

توبہ کی گنجائش دینِ اِسلام میں موجود ہے۔ مثال بھی مشہور ہے کہ ''بھولا ہوا شام کو گھر آجائے تو وہ بھولا ہوا نہیں ہوتا'' لٰہذا ہر مسلمان' انسان کو چاہئے ہر برے فعل سے توبہ کر لے کیونکہ موت کی تلوار سر پر لٹک رہی ہے۔ نہ جانے کب چل جائے۔ آج موقع پر بغیر کسی اِنتظار کے پہلی فرصت میں توبہ کی جائے۔

Marfat.com

نوالے کے بدلے نوالہ

ایک عورت کا بیٹا لاپتہ ہوگیا' جب کافی عرصہ گزرنے کے باوجود گھر واپس نہیں آیا تو وہ عورت اس سے مایوس ہوگئی۔

وہ عورت ایک دن کھانا کھانے بیٹھ گئی اور جیسے ہی اُس نے نوالہ اپنے منہ کے قریب کیا تو دروازے پر ایک فقیر نے کھانا مانگنے کے لئے آواز لگائی۔ اُس عورت نے وہ نوالہ نہیں کھایا بلکہ اُس کو پوری روٹی کے ساتھ رکھ کر اُسے صدقہ کر دیا۔ اور اُس نے اپنا وہ دن اور رات بھوکی رہ کر گزارا۔ ابھی تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ اس کا بیٹا واپس آ گیا۔ اُس نے اپنی ماں کو ان سختیوں کے بارے میں بتایا جو اس پر آئی تھیں۔

اس نے کہا: سب سے بڑی مشکل جو مجھ کو پیش آئی وہ یہ تھی کہ میں کچھ دنوں پہلے فلاں جگہ پر ایک گھنے درخت کے نیچے سے گزر رہا تھا کہ اچانک ہی ایک شیر میرے سامنے آ نکلا۔ شیر نے اُس گدھے کی پیٹھ پر جس پر میں سوار تھا اوپر کی طرف سے مجھ پر حملہ کر دیا۔ گدھا بہت تیزی کے ساتھ بھاگا' لیکن پھر بھی اس کے پنجے میرے لباس اور جبے تک پہنچ گئے۔ اُس کے پنجوں سے مجھے کچھ زیادہ نقصان نہیں پہنچا تھا' لیکن میں اتنا حیرت زدہ ہوگیا کہ میرے ہوش وحواس ہی اڑ گئے۔ اُس نے مجھے اُٹھا کر وہاں موجود جھاڑیوں میں پھینک دیا اور مجھ پر بیٹھ گیا' تاکہ مجھے چیر پھاڑ دے تو میں نے ایک آدمی کو دیکھا جو کہ بہت بااخلاق اور سفید پوش تھا۔ اُس نے آ کر بغیر کسی اسلحے کے شیر پر قابو پالیا اور اس کو اُٹھا کر

Marfat.com

زمین پر پٹخ دیا۔

اُس سفید پوش نے شیر سے کہا: اَے کتے! کھڑے ہو جاؤ' نوالے کے بدلے نوالہ ہے۔ تو شیر کھڑے ہو کر بھاگ گیا۔

میں نے اُس آدمی کو تلاش کیا مگر وہ مجھے نہ ملا۔ اور میں اپنی جگہ پر اُس وقت تک بیٹھا رہا جب تک کہ میرے ہوش و حواس پورے طور پر بحال نہ ہو گئے۔ پھر میں نے اپنے جسم کو دیکھا تو اُس پر کوئی زخم نہیں پایا۔ پھر میں چلا اور اس قافلے سے جا ملا جس کے ساتھ میں تھا' جب اُنہوں نے مجھے دیکھا تو بہت حیران ہوئے۔ مجھے اس آدمی کی بات ''نوالے کے بدلے نوالہ ہے'' سمجھ میں نہ آئی۔ چنانچہ جب میں نے گھر پہنچتے ہوئے والدہ کو پورا قصہ بتایا' انہوں نے کچھ غور کیا تو اچانک انہیں وہ وقت یاد آ گیا جب انہوں نے اپنے منہ سے نوالہ نکال کر فقیر کو صدقہ کیا تھا۔

❖ پریشانی کے بعد راحت: ۲/۱۷۳ ابراہیم بن عبداللہ الحازمی ❖

-•❖❁ صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم ❁❖•-

(حاصل کلام):- صدقہ کی فضیلت کے متعلق چند آیات واحادیث مبارکہ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں......

اور تم لوگ اللہ کے راستہ میں خرچ کیا کرو اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں تباہی میں نہ ڈالو اور خرچ وغیرہ کو اچھی طرح کیا کرو بیشک حق تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں اچھی طرح کام کرنے والوں کو۔ ❖ سورۃ البقرہ: ع ۲۴ ❖

-•❖❁ صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم ❁❖•-

اے ایمان والو! خرچ کر لو اُن چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو دی ہیں قبل اِس کے کہ وہ دن آ جائے' جس میں نہ تو خرید و فروخت ہو سکتی ہے' نہ دوستی ہو گی نہ کسی کی (اللہ کی اجازت بغیر) سفارش ہو گی۔ ❖ البقرہ: ع ۳۴ ❖

Marfat.com

-•❁✻﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾✻❁•-

جو لوگ اللہ کے راستہ میں (یعنی خیر کے کاموں میں) اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں، اُن کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ایک دانا ہو جس میں سات بالیں اُگی ہوں اور ہر بال میں سو (۱۰۰) دانے ہوں (تو ایک دانہ سے سات سو دانے مل گئے) اور اللہ جل شانہ، جس کو چاہے زیادہ عطا فرما دیتے ہیں۔ اللہ جل شانہ، بڑی وسعت والے ہیں (اُن کے ہاں کسی چیز کی کمی نہیں) اور جاننے والے ہیں (کہ خرچ کرنے والے کی نیت کا حال بھی اُن کو خوب معلوم ہے)۔

﴿❁ البقرہ: ع ۳۶ ❁﴾

-•❁✻﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾✻❁•-

جو لوگ اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں رات دن پوشیدہ اور کھلم کھلا ان کے لئے ان کے رب کے پاس اِس کا ثواب ہے اور قیامت کے دن نہ ان کو کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔ ﴿❁ البقرہ: ع ۳۸ ❁﴾

احادیث مبارکہ......

روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزانہ صبح کے وقت دو فرشتے (آسمان سے) اُترتے ہیں ایک دُعا کرتا ہے اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما، دوسرا فرشتہ دُعا کرتا ہے اے اللہ! روک کر رکھنے والے کا مال برباد کر۔ ﴿❁ مشکوٰۃ شریف ❁﴾

-•❁✻﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾✻❁•-

حضورِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ آدم کے بیٹے تو ضرورت سے زائد مال کو خرچ کر دے، یہ تیرے لئے بہتر ہے اور تو اُس کو روک کر رکھے تو یہ تیرے لئے بُرا ہے اور بقدر کفایت روکنے پر ملامت نہیں اور خرچ کرنے میں جن

کی روزی تیرے ذمہ ہے اُن سے ابتداء کر (کہ اُن پر خرچ کرنا دوسروں سے مقدم ہے)۔ ﴿ ❖ مسلم شریف ❖ مشکوٰۃ شریف ❖ ﴾

-•❖❖﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾❖❖•-

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صدقہ کرنے میں جلدی کیا کرو اس لئے کہ بلاء صدقے کو پھاند نہیں سکتی۔ (یعنی اگر کوئی بلاء مصیبت آنے والی ہوتی ہے تو وہ صدقہ کی وجہ سے پیچھے رہ جاتی ہے۔

﴿ ❖ مسلم شریف ❖ مشکوٰۃ شریف ❖ ﴾

-•❖❖﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾❖❖•-

ایک روایت میں ہے کہ صدقہ برائی کے ستر دروازوں کو بند کرتا ہے۔

روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صدقہ کرنا مال کو کم نہیں کرتا اور کسی خطاوار کے قصور کو معاف کر دینا معاف کرنے والے کی عزت ہی کو بڑھاتا ہے اور جو شخص اللہ عزجل شانہٗ کی رضا کی خاطر تواضع اختیار کرتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ اُس کو رفعت اور بلندی عطا فرماتے ہیں۔ ﴿ مسلم شریف ❖ مشکوٰۃ شریف ﴾

-•❖❖﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾❖❖•-

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے اُن سے ارشاد فرمایا کہ (خوب) خرچ کیا کر اور شمار نہ کر (اگر ایسا کریگی) تو اللہ جل شانہٗ بھی تجھ پر شمار کرتے گا اور محفوظ کر کے نہ رکھ (اگر ایسا کرے گی) تو اللہ جل شانہٗ تجھ پر محفوظ کر کے رکھے گا (یعنی کم عطا کرے گا)۔ عطا کر جتنا بھی تجھ سے ہو سکے۔

﴿ ❖ مشکوٰۃ شریف ❖ ﴾

-•❖❖﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾❖❖•-

روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کو

ننگے پن کی حالت میں کپڑا پہنائے گا اللہ تعالیٰ اُس کو جنت کے سبز لباس پہنائے گا اور جو شخص کسی مسلمان کو بھوک کی حالت میں کچھ کھلائے گا' اللہ تعالیٰ اُس کو جنت کے پھل کھلائے گا اور جو شخص کسی مسلمان کو پیاس کی حالت میں پانی پلائے گا' اللہ تعالیٰ اُس کو ایسی شرابِ جنت پلائے گا جس پر مہر لگی ہوئی ہوگی۔

﴿ ❖ ترمذی شریف ❖ ابوداؤد شریف ❖ مشکوٰۃ شریف ﴾

-•❖❄﴿صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم﴾❄❖•-

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری والدہ کا انتقال ہو گیا (اُن کے ایصالِ ثواب کے لئے) کونسا صدقہ زیادہ افضل ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی سب سے افضل ہے۔ اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کے ثواب کے لئے ایک کنواں کھدوایا۔

﴿ ❖ ابوداؤد شریف ❖ نسائی شریف ❖ مشکوٰۃ شریف ❖ ﴾

-•❖❄﴿صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم﴾❄❖•-

-❖⌘ ⌘❖-

Marfat.com

بھلائی کا بدلہ بھلائی

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بادشاہ اپنے غلاموں پر بہت ظلم کیا کرتا تھا اور جو غلام اُس کے مظالم سے تنگ آ کر بھاگ جاتا' بادشاہ اُسے اپنے آدمی بھیج کر گرفتار کرا لیتا اور سزا کے طور پر شیر کے پنجرے میں ڈلوا دیتا اور خونخوار شیر اُسے چیر پھاڑ کر کھا جاتا۔

ایک غلام بادشاہ کے ظلموں کو سہتے سہتے تھک گیا اور تنگ آ کر اُس نے راہ فرار اختیار کر لی۔ بھاگتے بھاگتے جنگل میں تھک کر ایک درخت کے نیچے آرام کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اُس نے دیکھا کہ سامنے سے شیر آ رہا ہے۔ غلام چونکہ تھکا ہوا تھا اور زندگی سے بھی تھک گیا تھا اِس لئے اُس نے شیر سے بھاگنے کی کوشش نہ کی اور جرأت بھی نہ تھی۔ آرام سے بیٹھا رہا شیر آ کر اس کے قریب درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ شیر بے چین تھا اور بار بار اپنے پنجا زمین پر مارتا تھا۔ غلام نے جرأت کی' شیر کے قریب گیا' دیکھا تو شیر کے پنجے میں ایک بہت بڑا کانٹا چبھا ہوا ہے۔ جس کی تکلیف سے شیر بے قرار ہے۔ غلام نے حوصلہ کر کے شیر کے پنجے سے وہ کانٹا نکال لیا اور اپنا پٹکا اُس کے پنجے پر باندھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد شیر کو آرام آ گیا اور جنگل کی طرف چلا گیا۔

غلام درخت کے نیچے آرام کر رہا تھا کہ اُس ظالم بادشاہ کے آدمی اُس کی تلاش میں آ نکلے۔ غلام کو پکڑ لیا اور بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا۔ بادشاہ نے اُس کو قید کرنے کا حکم دیا۔ بادشاہ کا دستور تھا کہ بھاگے ہوئے غلام کو چند روز قید میں

Marfat.com

رکھتا پھر شیر کے پنجرے میں ڈال دیتا اِس طرح وہ لقمہ شیریں بن کر زندگی کی قید سے آزاد ہو جاتا۔

بادشاہ کے پاس کئی شیر پنجرے میں بند رہتے' جن کی غذا بادشاہ کے ستائے ہوئے اِنسان ہوتے۔ اِتفاق سے وہ شیر جس کے پنجے سے غلام نے کانٹا نکالا تھا۔ بادشاہ نے پکڑوا کر پنجرے میں بند کر دیا اور چند روز کے بعد اِسی غلام کو سزا کے طور پر اُسی شیر کے پنجرے میں ڈلوا دیا۔ ظالم بادشاہ جب کسی اِنسان کو شیر کے آگے ڈالتا تو عام آدمیوں کو یہ منظر دیکھنے کا حکم ہوتا۔

سینکڑوں آدمی اس دردناک منظر کو دیکھنے کے لئے اکٹھے ہو جاتے۔

کسی کی جان جاتی ہے' کسی کا دل بہلتا ہے

جونہی غلام کو پنجرے میں ڈالا گیا' شیر نے بجائے چیرنے' پھاڑنے کے غلام کو محبت کے انداز میں چاٹنا شروع کر دیا اور دُم ہلا کر اُس کے ساتھ محبت و پیار کے طریقے استعمال کرنے لگا۔ بادشاہ اور دوسرے لوگ یہ نظارہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ شیر نے بجائے کھانے کے بہلانا شروع کر دیا۔

بادشاہ نے حقیقت حال دریافت کرنے کے لئے غلام کو پنجرے سے باہر نکالا اور وجہ دریافت کی۔ غلام نے سارا ماجرا کہہ سنایا کہ "شیر ایسا درندہ بھلائی کو بھول نہیں سکتا اور بھلائی کا بدلہ بھلائی سے دیتا ہے"۔ بادشاہ نے آئندہ ظلم و ستم سے توبہ کر لی اور غلاموں سے اچھا سلوک کرنے لگا۔ سچ ہے "بھلائی کا بدلہ بھلائی" ہے۔ ﴿❖ حق مجمع القواعد:۳۱۶ ❖﴾

-•❖❁﴿صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾❁❖•-

﴿حاصل کلام﴾: - بھلائی اگر جانور سے بھی کی جائے تو وہ بھی نہیں بھلاتا' اِنسان کو تو اس سے بھی بہتر ہونا چاہیے' کیونکہ یہ تو اشرف المخلوقات ہے اور اس

Marfat.com

کی تخلیق کا مقصد ہی یہی ہے۔

کسی جنگل میں شیر اور شیرنی رہتے تھے' اُن کے ہاں بچے پیدا ہوئے' اُس کے بعد شیرنی فوت ہوگئی۔ شیر کو بچوں کی پرورش کی فکر لگی' آخر سوچ و بچار کے بعد اُس نے بکری کو حکم دیا کہ اُس کے بچوں کو دودھ پلایا کرے۔ بکری نے یہ ذمہ داری قبول کرلی' وہ اُنہیں دودھ پلاتی رہی' جب وہ جوان ہوگئے تو شیر نے اُس کا صلہ یہ عطا کیا کہ ایک ہاتھی کو حکم دیا' وہ بکری کو اپنی پشت پر اُٹھا کر سیر کرائے' درختوں کے پتے کھانے میں سہولت پیدا کرے' بکری جہاں کہے وہاں جائے' چشموں کا پانی پلائے۔ چنانچہ بکری ہاتھی پر سوار ہوگئی' جہاں چاہتی' ہاتھی اُس کو وہاں لے کر جاتا' اُونچے اُونچے درختوں کے پتے کھاتی' چشموں کا پانی پیتی' ہاتھی سیر کراتا رہتا۔ ایک دن بکری ہاتھی پر سوار کہیں جارہی تھی' راستے میں ایک چیل مل گئی' وہ کہنے لگی'' بکرے تینوں تے بڑی موج لگی ہوئی اے'' بکری کہنے لگی' میں نے نیکی کی ہوئی ہے۔ اُس نے پوچھا کون سی نیکی۔ بکری نے ساری داستان سُنا دی۔ بکری کی بات سُن کر چیل کے دل میں بھی نیکی کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔

اب وہ چیل اِس تلاش میں تھی کہ کون سی نیکی کی جائے۔ ایک دن بارش ہورہی تھی' چوہے کے بل میں پانی داخل ہوچکا تھا' جب بارش کچھ رُکی تو چوہے کے بچے باہر نکلے' وہ بھیگے ہوئے اور سردی کی وجہ سے کانپ رہے تھے۔ چیل نے سوچا کہ یہ نیکی کرنے کا بہت اچھا موقعہ ہے۔ اُس نے چوہے کے بچوں کو اپنے پروں میں چھپالیا۔ کچھ دیر بعد جب بچے گرم ہوگئے' وہ حرکت کرنے لگے۔ انہوں نے باہر نکلنے کی کوشش کی' جب کوئی راستہ نہ ملا تو انہوں نے چیل کے پروں کو کاٹنا شروع کردیا۔ جب درد ہوئی تو چیل نے پروں کو اُوپر اُٹھایا تو چوہے باہر نکل کر دوڑ گئے اور چیل اُڑنے سے معذور ہوگئی' اُس کے پر لٹک گئے' زمین پر آہستہ آہستہ

Marfat.com

چلتی رہتی۔ ایک دن بکری کا پھر آمنا سامنا ہو گیا۔ بکری نے پوچھا تجھے کیا ہوا۔ چیل کہنے لگی میں نے بھی نیکی کی ہے۔ بکری کہنے لگی، میں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ بے اصلوں پر نیکی کر، کسی اصل پر نیکی کرتی تو تجھے پتہ چلتا کہ میں نے کسی کے ساتھ نیکی کی ہے۔ اِس مقام پر عارفِ کھڑی میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

اصلاں تے احسان جے کریئے، تے اوہ نسلاں تک نہیں بھلدے
بے اصلاں تے احسان جے کریئے اوہ اُلٹیاں چالاں چلدے

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

Marfat.com

سانپ کی دادرسی کا صلہ

عجائب المخلوقات میں علامہ قزوینی نے نوشیرواں عادل کی ایک حکایت بیان کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ ”ریحان فارسی“ (خوشبودار ایک پودا) پہلے ملک فارس میں نہیں تھا۔ بلکہ ایک سانپ نے اس کا بیج نوشیرواں کو لا کر دیا تھا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ نوشیرواں کے زمانے میں ایک سانپ کے بھائی کو ایک بچھو نے کاٹ کر مار ڈالا تھا۔ تو مرنے والے سانپ کا بھائی یعنی ایک دوسرا سانپ نوشیرواں کے پاس فریاد لے کر آیا تو جیسے ہی یہ سانپ نوشیرواں کے قریب پہنچا‘ اُس کے مصاحب اس کو مارنے کے لئے دوڑے۔ نوشیرواں نے اپنے مصاحبوں کو روکا اور فرمایا کہ ابھی اس کو نہ مارو مجھے لگتا ہے کہ اس کے آنے کی کوئی خاص وجہ ہے۔ چنانچہ وہ سانپ چل کر نوشیرواں کے قریب آ گیا۔ اور کچھ اس قسم کے اشارے کئے‘ جس سے نوشیرواں سمجھ گیا کہ یہ سانپ مظلوم ہے اور یہ مجھ سے دادرسی چاہتا ہے۔ چنانچہ نوشیرواں نے اس سانپ کے ساتھ اپنا ایک سپاہی بھیج دیا۔ یہ سانپ اس سپاہی کو لے کر ایک کنوئیں کے پاس پہنچا۔ سپاہی نے کنوئیں میں جھانک کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس میں ایک سانپ مرا پڑا ہے اور اس مرے ہوئے سانپ کی کمر پر ایک بچھو سوار ہے۔ چنانچہ سپاہی نے برچھے سے اُس بچھو کو مار ڈالا اور اس احسان کے بدلہ میں سانپ نے بادشاہ کو تخم ریان دیا۔ بادشاہ نے اس بیج کو بونے کا حکم دیا۔ چنانچہ اُس سے ریان کا پودا اُگا۔ اور چونکہ نوشیراوں

زکام اور دیگر دماغی بیماریوں کا مریض تھا۔ تو اس نے ان امراض کے لئے اس کو استعمال کیا تو بہت مفید پایا۔ اس طرح فارس میں ریحان کی ابتداء ہوئی اور پھر ریحان فارسی بہت سے امراض کے دفعیہ کے لئے مشہور ہو گیا۔

❖ حیات الحیوان: ۱/۷۰ ❖

صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم

Marfat.com

چھڑی کے بدلے چھڑی

محمد شاہ تغلق ایک مرتبہ اپنے باغ میں ٹہل رہا تھا۔اچانک سامنے سے ایک لڑکا دوڑتا ہوا آیا اور بادشاہ سے ٹکرا گیا۔محمد شاہ تغلق کو اس بات پر بہت غصہ آیا۔اور اُس نے لڑکے کو چھڑی سے پیٹ ڈالا۔لڑکا روتا ہوا عدالت میں پہنچا اور اُس کے استغاثے پر قاضی القضاۃ نے بادشاہ کو عدالت میں بلوالیا۔محمد شاہ تغلق ایک ملزم کی طرح حاضر ہوا۔اور عدالت میں جرم تسلیم کرلیا۔اور کہا لڑکے نے مجھے نہیں دیکھا تھا۔اور مجھ سے واقعی زیادتی ہوئی ہے۔قاض القضاۃ نے بادشاہ کو ایک دن کی مہلت دی اور کہا کہ کل تک اِس لڑکے کو راضی کرلو ورنہ قصاص کے لیے تیار ہو جاؤ۔

بادشاہ نے لڑکے کو بہت کچھ مال و دولت' ہیرے جواہرات دینا چاہا۔مگر وہ کسی طرح رضامند نہ ہوا۔دوسرے دن بادشاہ قاضی القضاۃ کے دربار میں حاضر ہوا۔اور قاضی القضاۃ کے حکم سے لڑکے نے اُسی چھڑی سے جس سے اُسے پیٹا گیا تھا۔بادشاہ کے جسم پر ۲۱ ربید مارے۔سزا کے بعد بادشاہ نے دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی کہ خدا نے اُسے انصاف پر ثابت قدم رکھا اور دُنیا میں اس سے جو غلطی ہوئی تھی اس کی سزا اسے دنیا ہی میں مل گئی۔

-•✤❊﴿صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمدٍ وّ آلہٖ وسلّم﴾❊✤•-

﴿حاصل کلام﴾:۔عدل سے معاشرے میں سکون رہتا ہے' کسی کی حق تلفی نہیں ہوتی' عدل سے عوام کی عزت و آبرو محفوظ رہتی ہے' مال جان کی حفاظت

Marfat.com

رہتی ہے۔ اِسلام کے اندر عدل کی بڑی اہمیت ہے۔ عدل کے متعلق اللہ تعالیٰ اپنی پاک کلام میں ارشاد فرماتا ہے......

اور جب بات کرو (فیصلہ کرو) تو انصاف سے کام لو اگرچہ تمہارا قریبی رشتہ دار ہوں۔ ﴿سورۃ الانعام:۱۵۲﴾

-•❖❄﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾❄❖•-

عدلِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نمونہ

عدل کے بارے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ملاحظہ فرمائیں......

قبیلہ بنو مخزوم کی ایک فاطمہ نامی عورت نے چوری کی تو اُس کے قبیلے والوں نے حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو سفارش کے لئے بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ کی حدود میں کسی حد میں سفارش کرتے ہو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا تم سے پہلے لوگ اِسی لئے ہلاک ہوئے کہ جب اُن میں سے کوئی معزز شخص چوری کرتا تو اُسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اُس پر حد نافذ کر دیتے۔ قسم بخدا! اگر فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی چوری کرے تو اُس کے بھی ہاتھ کاٹ دیئے جائیں گے۔

-•❖❄﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾❄❖•-

عدلِ فاروقی رضی اللہ عنہ کا ایک نمونہ

اوس و خزرج کے بعض قبیلوں نے ملکِ شام میں ایک چشمہ پر جس کا نام غسان تھا ڈیرہ ڈالا اور اُس علاقہ کے کچھ شہروں پر قبضہ کر لینے کے بعد عظیمُ الشان سلطنت قائم کر دی اور ملوکِ غسانیہ کے معزز نام سے مشہور ہو گئے۔ ملوکِ غسان میں سب سے پہلا بادشاہ جفنہ ہوا ہے اور سب سے آخری بادشاہ جبلہ بن الایہم۔

Marfat.com

وہ پہلے بت پرست تھے۔ پھر رومی بادشاہوں کے ساتھ تعلق کی وجہ سے اپنا قدیم مذہب چھوڑ کر عیسائی ہو گئے تھے۔ قریش مکہ کے بعد سب سے زیادہ جن کو اِسلام کی قوت توڑ دینے اور اس کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کی فکر تھی وہ ملوکِ غسان تھے۔ عرب کے دوسرے قبیلے اگرچہ مقابلہ کے لئے آمادہ ہوئے تھے لیکن اُن کے پاس باقاعدہ لشکر نہ تھا اور نہ کسی قسم کا اہم ساز و سامان تھا' مگر غسانیوں کی سلطنت نہایت باقاعدہ اور منظم تھی اُن کا لشکر بھی آراستہ تھا اور سب سے زیادہ یہ کہ ایک زبردست بادشاہ قیصر روم سے اُن کے تعلقات تھے جو ہر وقت اُن کی امداد پر آمادہ اور مستعد تھے۔

ملک غسان مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے سوچ ہی رہا تھا کہ اِسی درمیان میں سرکارِ اقدس ﷺ کے قاصد حضرت شجاع بن وہب الاسعدی رضی اللہ عنہ اُس کے نام حضور ﷺ کا خط لے کر ایسے وقت پہنچے جب کہ قیصر روم کسریٰ کے مقابلہ سے فارغ ہو کر شکرانہ ادا کرنے کے لئے بیت المقدس آیا ہوا تھا اور غسان کا بادشاہ اُس کی دعوت کے انتظام میں مشغول تھا۔ اسی سبب سے کئی روز تک حضور ﷺ کے قاصد حضرت شجاع رضی اللہ عنہ کو وہاں ٹھہرنا پڑا اور کئی روز تک رسائی نہ ہو سکی۔ آخر کسی طرح' ایک روز حضور ﷺ کے قاصد ملک غسان کے سامنے پیش ہوئے اور انہوں نے جو نامۂ مبارک اُس کو دیا' اُس کا مضمون یہ تھا۔

اِنِّیْ اَدْعُوْکَ اِلٰی اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ یَبْقٰی لَکَ مُلْکُکَ یعنی میں تم کو صرف ایک خدا پر ایمان لانے کی طرف بلاتا ہوں۔ اگر تم ایمان لے آئے تو تمہارا ملک تمہارے لئے باقی رہے گا۔

شاہِ غسان سید عالم ﷺ کا خط پڑھ کر بھڑک اُٹھا اور غصہ سے کہا کہ میرا ملک کون چھین سکتا ہے؟ میں خود مدینہ پر حملہ کروں اور اُس کی اینٹ سے اینٹ

بجادوں گا اور قاصد سے کہا کہ جا کر یہی بات محمد (ﷺ) سے کہہ دینا۔

حضرت شجاع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ پہنچ کر جب میں نے حضور ﷺ سے غسان کے بادشاہ کی پوری کیفیت بیان کی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: بَادَ مُلْکُہٗ یعنی اُس کا ملک تباہ و برباد ہو گیا۔

سیرۃِ حلبیہ میں ہے کہ حضور ﷺ کا نامۂ مبارک حارث غسانی کے نام تھا۔ اور ابن ہشام وغیرہ دوسرے مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت شجاع رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا نامۂ مبارک جبلہ بن الایہم کے یہاں لے کے گئے تھے۔

الغرض حضور ﷺ کے نامۂ مبارک بھیجنے کا یہ اثر ہوا کہ جو آگ اندر ہی اندر سلگ رہی تھی، وہ بھڑک اُٹھی اور ملک غسان اپنی پوری قوت کے ساتھ آمادۂ جنگ ہوا، یہاں تک کہ غسانیوں ہی کی عداوت کے نتیجہ میں موتہ کا سخت ترین معرکہ ہوا جس میں مسلمانوں کو بہت بڑا نقصان اُٹھانا پڑا کہ بہت سے سپاہی اور کئی ایک چیدہ و برگزیدہ سپہ سالار اس جنگ میں شہید ہو گئے۔

مدینہ طیبہ پر غسانی بادشاہ کے حملہ کی خبر جب قاصد کے ذریعہ پہنچی تو مسلمان بہت تشویش اور فکر میں ہوئے کہ اگرچہ اللہ کے محبوب دانائے خفایا و غیوب ﷺ کے ارشاد کے مطابق ملک غسان خائب و خاسر ہو گا اور اس کا ملک تباہ و برباد ہو گا، لیکن مدینہ شریف پر اس کے حملہ سے نہ معلوم کتنی جانیں ضائع ہوں گی، کتنی عورتیں بیوہ ہو جائیں گی اور نہ معلوم کتنے بچے یتیم ہو جائیں گے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے حملہ سے مدینہ طیبہ کو محفوظ رکھا۔ غسانی بادشاہ جس کے مدینہ شریف پر حملہ کرنے کی خبر گرم تھی۔ وہ حارث تھا یا جبلہ بن الایہم؟ اس میں اختلاف ہے۔ طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے جو روایت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غسانی بادشاہ جبلہ بن الایہم تھا۔

Marfat.com

الغرض جبلہ بن الایہم نے مسلمانوں سے دشمنی ظاہر کرنے میں کوئی کمی نہیں رکھی، مگر اس کے باوجود وہ اسلام کی خوبیوں سے واقف تھا۔ اُس کے کانوں تک اسلام کی اچھائیاں پہنچتی رہتی تھیں۔ حضور ﷺ کی سچائی کی دلیلوں اور نشانیوں کا بھی اُسے علم ہوتا رہتا تھا۔ انصار حضرات کا مسلمان ہو کر سرکارِ اقدس ﷺ کو اپنے یہاں ٹھہرانا اور اُن کی حفاظت وحمایت کے لئے جان و مال کو قربان کر دینا بھی آہستہ آہستہ اُس کے اندر اِسلام کی محبت پیدا کر رہا تھا' اِس لئے کہ انصار اور جبلہ دونوں ایک ہی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ بالآخر اسلام کی محبت اُس کے دل میں بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میں اِسلام میں داخل ہونے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ آپ نے نہایت خوشی سے تحریر فرمایا کہ تم بلاکھٹک چلے آؤ "لَکَ مَالَنَا وَعَلَیْکَ مَاعَلَیْنَا" یعنی ہر حال میں تم ہماری طرح ہو جاؤ گے۔

جبلہ بادشاہ اپنے قبیلہ عَک اور غسان کے پانچ سو آدمیوں کو ہمراہ لے کر روانہ ہوا۔ جب مدینہ منورہ صرف دو منزل رہ گیا تو اُس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اطلاع بھیجی کہ میں حاضر ہو رہا ہوں اور اپنے لشکر کے دو سو سواروں کو حکم دیا کہ زربفت وحریر کی سرخ وزرد وردیاں پہنیں اور گھوڑوں پر دیباج کی جھولیں ڈال کر اُن کے گلے میں سونے کے طوق پہنائیں اور اپنا تاج سر پر رکھا پھر پوری شان دکھلانے کیلئے اپنے خاندان کی بہترین اور مایہ ناز قُرط ماریہ تاج میں لگائیں۔ ماریہ تمام غسانی بادشاہوں کی دادی تھی۔ اُس کے پاس دو بالیاں تھیں، جن میں دو موتی کبوتر کے انڈے کے برابر لگے ہوئے تھے۔ یہ بالیاں اپنی خوبصورتی اور بیش قیمت موتیوں کی وجہ سے بے مثل سمجھی جاتی تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ پوری دُنیا کے بادشاہوں کے خزانوں میں ایسے موتی اور ایسی بالیاں نہیں

Marfat.com

تھیں۔ ملوکِ غسان کو ان پر فخر تھا اور وہ ان بیش قیمت اور نادر ہونے کے علاوہ اپنی صاحب اقبال دادی کی یادگار سمجھ کر ان بالیوں کا نہایت احترام کرتے تھے اور اسی وجہ سے جبلہ نے یہ دکھلانے کو کہ اپنی اس شاہانہ حیثیت اور حالت آزادی و خود مختاری کو چھوڑ کر دینِ اسلام میں داخل ہو کر امیر المؤمنین کی پیروی کو گوارا کرتا ہوں۔ ان بیش قیمت بالیوں کو بھی اپنے تاج میں لگالیا تھا۔ اس طرح بڑی شان و شوکت کے ساتھ مدینہ طیبہ میں داخل ہونے کو تیار ہوا۔

حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو جبلہ کے استقبال کرنے اور تعظیم و تکریم کے ساتھ اُتارنے کا حکم دیا۔ مدینہ منورہ میں خوشی اور مسرت کا جوش پھیلا ہوا تھا۔ بچے اور بوڑھے سبھی اس جلوس کے نظارہ کو دیکھنے کے لئے اپنے اپنے گھروں سے نکل پڑے۔ مسلمانوں کے لئے حقیقت میں اس سے بڑھ کر خوشی کی اور کون سی بات ہو سکتی تھی کہ مذہب اسلام جس کے پھیلانے کی خدمت اُن کے سپرد ہوئی تھی اس کے اندر اس طرح راضی اور خوشی سے بڑے بڑے بادشاہ داخل ہوں۔ مگر اس وقت یہ خوشی اس وجہ سے اور دوبالا ہو رہی تھی کہ وہی غسان کا بادشاہ جس کے حملہ کا چرچا مدینہ طیبہ میں گھر گھر تھا اور جس کے ڈر سے سب سہم رہے تھے۔ آج وہی بادشاہ اس طرح سرِ تسلیم خم کئے ہوئے مدینہ منورہ میں داخل ہو رہا ہے۔ یہ خدائے تعالیٰ کی قدرت اور اسلام کی ایک کرامت تھی اور اسی وجہ سے سب چھوٹے بڑے اس جلوس کو دیکھنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔

الغرض بڑی شان و شوکت اور نہایت تعظیم و تکریم سے استقبالیہ جماعت کے جھرمٹ میں شاہانہ جلوس کے ساتھ جبلہ مدینہ طیبہ میں داخل ہوا۔ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے مہمان داری کے مراسم میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور مدینہ طیبہ میں ان نئے مہمانوں کی آمد سے خوب چہل پہل رہی۔ اتفاق سے زمانہ حج

Marfat.com

قریب تھا۔ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ ہر سال حج کے لئے مکہ معظمہ حاضر ہوا کرتے تھے۔ اس سال جب وہ حج کے لئے نکلے تو جبلہ بھی ساتھ میں روانہ ہوا۔ وہاں بدقسمتی سے یہ بات پیش آگئی کہ طواف کی حالت میں جبلہ کی لنگی پر جو بوجہ شانِ بادشاہی زمین پر گھسٹتی ہوئی جا رہی تھی قبیلہ فزارہ کے ایک شخص کا پیر پڑ گیا۔ جس کے سبب لنگی کھل گئی جبلہ کو غصہ آیا اور اُس نے اتنی زور سے منہ پر گونسا مارا کہ اُس کی ناک ٹیڑھی ہوگئی۔

یہ مقدمہ خلافت کی عدالت میں پہنچا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بغیر کسی رعایت کہ حق فیصلہ کرتے ہوئے جبلہ سے فرمایا کہ یا تو تم کسی طرح مدعی کو راضی کرلو ورنہ بدلہ دینے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ جبلہ جو اپنے کو بڑی شان والا سمجھتا تھا' یہ خلافِ اُمید فیصلہ اُسے سخت ناگوار گذرا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خوب جانتے تھے کہ جبلہ کو یہ فیصلہ ناگوار گزرے گا' مگر آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی کوئی پروانہ کی اور بادشاہ کا لحاظ کئے بغیر حق فیصلہ سنا دیا۔ اُس نے کہا: ایک معمولی آدمی کے عوض مجھ سے بدلہ لیا جائے گا' میں بادشاہ ہوں اور وہ ایک عام آدمی ہے۔ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بادشاہ اور رعیت کو اِسلام نے اپنے احکام میں برابر کر دیا ہے۔ کسی کو کسی پر فضیلت ہے تو تقویٰ اور پرہیزگاری کے سبب "اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ" (پ ۲۶ ع ۱۴)

جبلہ نے کہا کہ میں تو یہ سمجھ کر دائرہ اِسلام میں داخل ہوا تھا کہ میں پہلے سے زیادہ معزز اور محترم ہو کر رہوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اِسلامی قانون کا فیصلہ یہی ہے جس کی پابندی ہم پر اور تم پر لازم ہے۔ اس کے خلاف کچھ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ تم کو اپنی عزت قائم رکھنی ہے تو اس کو کسی طرح راضی کرلو' ورنہ عام مجمع میں بدلہ دینے کو تیار ہو جاؤ۔ جبلہ نے کہا: تو میں پھر عیسائی ہو جاؤں گا۔ آپ

نے فرمایا کہ تو اب اِس صورت میں تیرا قتل ضروری ہوگا۔ اِس لئے کہ جو مرتد ہو جاتا ہے اِسلام میں اُس کی سزا یہی ہے۔ جبلہ نے کہا کہ اپنے معاملہ میں غور وفکر کرنے کے لئے آپ مجھے ایک رات کی مہلت دیں۔ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اُس کی یہ درخواست منظور فرمالی اور اُسے ایک رات کی مہلت دے دی تو جبلہ اُسی رات کو اپنے لشکر کے ساتھ پوشیدہ طور پر مکہ معظمہ سے بھاگ گیا اور قسطنطنیہ پہنچ کر نصرانی بن گیا۔ اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تعالیٰ

یہ ہے حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بے مثال عدالت کہ آپ نے ایک معمولی آدمی کے مقابلہ میں ایسی شان وشوکت والے بادشاہ کی کوئی پروا نہ کی۔ اُسے مدعی کے راضی کرنے یا بدلہ دینے پر مجبور کیا اور اِس بات کا خیال بالکل نہ فرمایا کہ ایسے جلیل القدر بادشاہ پر اس فیصلہ کا ردعمل کیا ہوگا۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ خلفائے راشدین نے اپنی اسی قسم کی خوبیوں سے اِسلام کی جڑوں کو مضبوط فرمایا: اور اسے خوب روشن وتابناک بنایا۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین۔

﴿ خطباتِ محرم: ۱۳۴ از مولانا جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

-❖❖ ﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم﴾ ❖❖-

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں ایک دیہاتی سے گھوڑا خریدا، پھر اُس پر سوار ہو کر چل دیئے، کچھ دور چلے تھے کہ گھوڑے پر تھکاوٹ کے آثار ظاہر ہونے لگے اور بہت جلد وہ تھک ہار کر بیٹھ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ واپس ہوئے اور اُس دیہاتی سے کہا: اپنا گھوڑا واپس لو اِس لئے کہ یہ چلنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

دیہاتی نے جواب دیا: امیر المومنین! میں نے تو تندرست وتوانا، صحیح سالم گھوڑا آپ کو دیا تھا، میں اِس کو واپس نہیں لے سکتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چلو کسی کو اِس مسئلہ میں حکم بنالو وہ جو فیصلہ کرے گا اُسے قبول کرینگے۔ دیہاتی نے

Marfat.com

فیصلہ کے لئے شریح بن حارث کندی کا نام پیش کیا۔ امیر المؤمنین نے اس پر رضامندی کا اظہار کر دیا۔ چنانچہ معاملہ حضرت شریح کے سامنے پہنچا' انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ نے گھوڑے کو تندرست و توانا ہونے کی حالت میں لیا تھا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں۔ تو حضرت شریح نے فیصلہ سنا دیا کہ امیر المؤمنین دو صورتیں ہیں' آپ گھوڑے کو اسی حالت میں اپنے پاس رکھئے' ورنہ جس حالت میں لیا تھا اُسی حالت میں واپس کیجئے۔

ایسا نہیں ہوسکتا کے بے عیب چیز لے کر عیب دار ہونے کی حالت میں واپس کر دیا جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بڑے تعجب سے حضرت شریح کو دیکھا اور فرمایا: کیا فیصلہ اِسی طرح ہوگا؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! صحیح فیصلہ مقتضائے انصاف یہی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر یہی بات ہے تو چلو کوفہ' میں تم کو وہاں کا قاضی بناتا ہوں۔ حضرت شریح کوفہ کے قاضی بنا دئے گئے اور کم وبیش ساٹھ سال تک بغیر کسی انقطاع کے مسلمانوں کے درمیان معاملات کا فیصلہ کرتے رہے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے بعد آنے والے خلفائے بنو اُمیہ کے زمانہ میں بھی حضرت شریح کوفہ کے قاضی رہے یہاں تک کے حجاج بن یوسف کے عہد خلافت میں جب کہ اُن کی عمر ایک سو سات سال ہو چکی تھی۔ ایک شخص نے اُن سے عہدۂ قضاء کو ترک کرنے کا مطالبہ کیا اور وہ اپنے عہدہ سے دستبردار ہو گئے۔

اس واقعہ میں غور کرنے کا مقام یہ ہے کہ مقدمہ کے فریقین میں ایک جانب حاکم وقت امیر المؤمنین ہیں اور دوسری جانب ایک معمولی دیہاتی اور فیصلہ کرنے والا ایک تابعی' لیکن قاضی پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا' بلکہ وہ معاملہ کو سن کر شریعت

Marfat.com

کی روشنی میں خلیفۃ المسلمین کے خلاف ہی فیصلہ سناتا ہے اور کمزور کی تائید و حمایت کرتا ہے اور اس پر تعجب یہ کہ امیر المؤمنین کو اپنے خلاف فیصلہ ہونے کی ناگواری نہیں ہوتی بلکہ وہ فیصلہ کرنے والے سے خوش ہو کر اُسے کوفہ جیسے اہم ترین علاقہ کا قاضی بنا دیتے ہیں۔

-•❖❄ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ ❄❖•-

مولا علی پاک رضی اللہ عنہ اور قانون کی بالادستی

حضرت مولا علی پاک رضی اللہ عنہ جہاں خود ماہر قانون دان تھے اور صحیح فیصلہ کی بہترین صلاحیت کے حامل تھے، وہاں آپ عدلیہ کی بالادستی کے بھی قائل تھے۔ چنانچہ قاضیٔ اسلام نے اگر آپ کے خلاف بھی فیصلہ کیا تو اُسے کھلے دل و دماغ سے تسلیم کیا۔ اِس سلسلہ میں بطورِ دلیل یہ واقعہ پیش کیا جا سکتا ہے۔

جنگ صفین کے موقع پر آپ رضی اللہ عنہ کی پسندیدہ اور قیمتی ذرہ گم ہو گئی، چند دنوں کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے ایک ذمی کو دیکھا کہ وہ کوفہ کے بازار میں اُسی ذرہ کو فروخت کر رہا ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے اُسے پہچان لیا، ذمی کے پاس گئے اور فرمایا کہ یہ میری ذرہ ہے، فلاں رات میں فلاں جگہ میرے اونٹ سے گر گئی تھی۔ ذمی نے جواب دیا: امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ اس ذرہ کا میں مالک ہوں اور میرے ہی قبضہ میں یہ اس وقت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم غلط کہتے ہو، یہ میری ذرہ ہے، میں نے نہ کسی کو ہدیہ میں یہ ذرہ دی اور نہ فروخت کی، جو تمہارے پاس پہونچتی۔ ذمی نے کہا: اِس اختلاف کو مسلمانوں کے قاضی سے حل کروائیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بہت اچھا، ضرور چلو، قاضی کے پاس چلتے ہیں، چنانچہ دونوں کوفہ کے قاضی شریح بن حارث کندی کے پاس پہونچے، قاضی صاحب نے دونوں

کے دعووں کو بغور سماعت فرمایا اور پھر امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: امیر المؤمنین! یقیناً آپ اپنے اس دعوے میں صادق ہیں کہ ذِرہ آپ کی ہے' لیکن دعوے کی تصدیق کے لئے دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا غلام ''قنبر'' اور میرا بیٹا ''حسن'' یہ دونوں اس بات کی گواہی دیں گے کہ ذِرہ میری ہے۔ قاضی شریح نے فرمایا: امیر المؤمنین یہ گواہی ناقص ہے' اِس لئے کہ بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں ناقابل قبول ہوتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے از راہِ تعجب ارشاد فرمایا کہ ایک ایسا شخص جس کے جنتی ہونے کی خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی ہو اُس کی شہادت و گواہی مقبول نہ ہو عجیب بات ہے' کیا آپ کے علم میں ''حسن و حسین'' کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مبارک نہیں ہے؟ ''اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ'' (حسن اور حسین نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں)۔ قاضی صاحب نے فرمایا: امیر المؤمنین آپ کی تمام باتیں دُرست ہیں' لیکن میں بیٹے کی گواہی کو باپ کے حق میں ہرگز تسلیم نہیں کر سکتا۔ قاضی شریح نے اپنے اجتہاد سے کام لیا اور گواہی کو رد کر کے فیصلہ یہودی کے حق میں صادر کر دیا' جسے مولا علی رضی اللہ عنہ نے باوجود قوت و حکومت کے نہایت خندہ پیشانی سے تسلیم کیا اور ذمی کی جانب متوجہ ہو کر فرماتے ہیں' جا ذِرہ لے جا: اِس لئے کہ میرے پاس اِن دونوں کے علاوہ کوئی گواہ نہیں ہے۔ ذمی اِسلام کے اِس نظام عدل سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا اور کہتا ہے امیر المؤمنین! میں اِس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ یہ ذِرہ آپ کی ہے اور یہی نہیں' بلکہ اِس کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ ''اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' عبادت کے لائق ذات صرف اور صرف اللہ کی ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور جس دین کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس

دُنیا میں تشریف لائے ہیں وہی دین برحق ہے۔ کیا عجیب بات ہے کہ بادشاہ وقت اپنے ماتحت قاضی کے سامنے اختلافی مسئلہ کو رکھتا ہے اور قاضی کا فیصلہ بادشاہ کے خلاف آتا ہے جس کو بادشاہ بخوشی منظور کر لیتا ہے' یہ دین اِسلام ہی کا امتیاز ہے' جس میں اصول سے انحراف نہیں کیا جاتا خواہ کتنی بھی بڑی شخصیت درمیان میں حائل ہو جائے' اِس لئے قاضی صاحب آپ بھی یقین کر لیں کہ یہ ذِرہ میری نہیں' امیر المؤمنین ہی کی ہے اور یہ میرے ہاتھ اُس وقت لگی تھی جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی ریتلی رنگ کی اونٹنی پر سوار ہو کر مقام ''صفین'' کی جانب تشریف لے جا رہے تھے اور یہ راستہ میں گر گئی تھی' میں لشکر کے پیچھے چل رہا تھا' جب میری نظر اِس پر پڑی تو میں نے اُٹھا کر رکھ لیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سارا معاملہ سن کر ارشاد فرمایا: اب چونکہ تم نے اِسلام قبول کر لیا ہے اِس لئے یہ ذِرہ میں تمہیں ہدیہ کرتا ہوں اور اِس کے ساتھ ساتھ یہ گھوڑا بھی تمہارے حوالے۔ کچھ ہی دنوں کے بعد یہ شخص مقامِ ''نہروان'' میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جھنڈے تلے خوارج سے مقابلہ کرتا ہے اور جی جان سے باغیوں کے خلاف سینہ سپر ہو جاتا ہے اور اِسی مقابلہ آرائی میں یہ مرتبہ شہادت کو حاصل کر کے ابدی کامیابی کا مستحق ہو جاتا ہے۔

﴿ تاریخ الخلفاء:۱۸۴ ☆ حیاۃ التابعین:۱۴۰ ﴾

عدل وانصاف کا یہ نمونہ دُنیا کا کوئی مذہب نہیں پیش کر سکتا' جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اِسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ انہیں اِس طرح کے واقعات ایک بار نہیں بلکہ بار بار پڑھنے چاہئیں' تاکہ وہ یہ سمجھ سکیں کہ اِسلام کی توسیع واشاعت ان اسلامی اصولوں کی مرہونِ منت ہے جس پر اس مذہب کی بنیاد قائم ہے' اِسلامی نظام میں کبھی بھی حق والے کا حق مارا نہیں جا سکتا چاہے اُس کمزور کے

مقابلہ میں دُنیا کا بڑے سے بڑا طاقت ور آ جائے لیکن قانون سے کوئی بالاتر نہیں ہو سکتا۔

-•❖❋ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ ❋❖•-

اسپین کے قاضی کا بے لاگ فیصلہ

پانچ سو انیس ہجری یعنی آج سے کوئی لگ بھگ نو سو برس پہلے اسپین پر مسلمانوں کی حکومت تھی' بنو اُمیہ کا دور تھا۔ سلطان مسترشد اُس زمانے میں وہاں حکمران تھے۔ عدل و انصاف کا بول بالا تھا۔ اُس وقت اسپین کے دار الحکومت قرطبہ کے قاضی محمد بن علی تھے۔ سلطان سے لے کر ایک عام آدمی تک خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم' اُن کے عدل کا قائل تھا۔ اگر انصاف سستا اور سچا ہو تو لوگ بڑے آرام وسکون سے رہتے ہیں۔ اُن کی ہزار ہا پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں۔ قاضی صاحب بہت سادہ زندگی گزارتے تھے۔ مال و دولت اور عیش وعشرت سے اُن کا کوئی واسطہ نہ تھا۔ تمام وزیر امیر اور خود سلطان اُن کے عدل و انصاف سے بے حد مطمئن اور خوش تھے' اِسی لیے سلطان نے اُن کی خدمات دیکھتے ہوئے انہیں ایک بڑی جاگیر دینے کا فیصلہ کیا۔

قاضی صاحب کو جب ان کے ارادے کا پتہ چلا تو انہوں نے بھرے دربار میں اُن کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ انہیں اس کی ضرورت نہیں۔ ان کا گزارہ موجودہ آمدنی میں بڑی اچھی طرح ہو رہا ہے۔ وہ عزت سے روٹی کما رہے ہیں' یہی اُن کے لیے کافی ہے۔ وہ نہیں چاہتے کہ محنت کے بغیر بیٹھے بٹھائے انہیں اتنی بڑی جاگیر دی جائے' سلطان نے بہت اصرار کیا مگر وہ کسی طرح بھی تیار نہ ہوئے۔

چند برسوں بعد سلطان نے وہی جاگیر ان کے اکلوتے بیٹے عبد اللہ کو دے

Marfat.com

دی۔ قاضی صاحب نے بہت کہا کہ یہ جاگیر اُن کے بیٹے کو نہ دی جائے۔ اُن کا بیٹا ابھی ناکارہ اور ناتجربہ کار ہے' اتنی زیادہ دولت بغیر محنت کے مل جانے سے وہ عیش و عشرت میں پڑ جائے گا۔ زیادہ دولت بغیر محنت کے جو حاصل ہو وہ دس برائیاں لاتی ہے۔ قاضی صاحب کے بارہا منع کرنے کے باوجود اس بار سلطان نے ان کی ایک نہ مانی اور اپنے فیصلے پر قائم رہے۔

کچھ دنوں بعد اُن کا اکلوتا اور جان سے عزیز بیٹا عبداللہ اپنی جاگیر کا انتظام سنبھالنے کے لیے روانہ ہونے لگا تو انہوں نے سمجھایا "میرے بیٹے! میرے منع کرنے کے باوجود سلطان نے تمہیں اتنی بڑی جاگیر دے دی ہے۔ میں کسی طرح نہیں چاہتا تھا کہ سلطان تم جیسے کم عمر اور ناتجربہ کار نوجوان کو اتنی بڑی ذُمہ داری دیں۔ بیٹے! یہ دُنیا اور ہماری زندگی چند دن کی ہے یہ دُنیا دراصل ہمارے لیے ایک امتحان اور آزمائش کی جگہ ہے۔ اس امتحان گاہ سے برائیوں سے بچ کر جس قدر کامیابی سے ہم گزر جائیں گے' ہمارے لیے اتنا ہی اچھا ہے۔ بیٹے! اپنا ایک ایک قدم پھونک کر رکھنا۔ برائی میں بڑی کشش ہے۔ اس سے بچ بچا کر گزر جانا ہی بڑی بات ہے۔ بیٹے! تم مجھے جان سے بھی زیادہ پیارے ہو' تم میرے اکلوتے بیٹے اور زندگی کا واحد سہارا ہو"۔

عبداللہ اپنے باپ کی باتیں پوری توجہ سے سن رہے تھے' قاضی صاحب پھر بولے:

بہر حال! اب تم اس جاگیر کے مالک بنائے جا چکے ہو۔ اس امتحان سے گزرنے کا صرف اور صرف یہی ایک طریقہ ہے کہ ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہو ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی باتوں پر چلتے رہو' اللہ کی مخلوق کی دل و جان سے خدمت کرو' کسی پر ظلم و زیادتی نہ کرو' جہاں تک ممکن ہو کسی کے ساتھ بے انصافی نہ

ہونے دو۔ اپنے ایک ایک عمل اور کام پر دشمن کی طرح نظر رکھو۔ بیٹے میں تمہیں ایک بار پھر یاد دلائے دیتا ہوں کہ تم میرے اکلوتے اور جان سے زیادہ پیارے بیٹے ہو۔ اپنے بوڑھے باپ کی ان باتوں کو ہمیشہ یاد رکھنا' اللہ تمہارا نگہبان ہے"۔

عبداللہ نے اپنے والد کی باتوں کو گرہ سے باندھ لیا اور اُن سے پکا وعدہ کیا کہ وہ ان باتوں پر پوری طرح عمل کرے گا اور پھر جلد ہی قرطبہ سے وہ اپنی جاگیر پر چلا گیا۔

عبداللہ جوان بھی تھا اور حسین بھی۔ اگر انسان کو بے تحاشا دولت مل جائے وہ اپنے ساتھ کچھ برائیاں بھی لاتی ہے۔ ان برائیوں سے انسان کا بچ نکلنا اگر ناممکن نہیں ہے' مشکل ضرور ہوتا ہے۔ عبداللہ جلد ہی غلط دوستوں اور لوگوں میں گھر گیا۔ وہ اپنے پیارے اور نیک باپ کی نصیحتوں کو بھلا بیٹھا اور دُنیا کی رنگ رلیوں میں مصروف ہو گیا۔ برے کاموں کا ہمیشہ برا ہی نتیجہ نکلتا ہے کچھ دنوں کے بعد کچھ ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ عبداللہ سے ایک آدمی قتل ہو گیا۔

قرطبہ میں عدالت لگی ہوئی تھی۔ قاضی محمد بن علی انصاف کی کرسی پر براجمان تھے۔ عدالت کے اندر اور باہر لوگوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ یوں لگتا تھا کہ آج مقدمہ کی کارروائی اور فیصلہ سننے کے لیے پورا شہر اُمنڈ آیا ہے۔

عبداللہ ملزموں کے کٹہرے میں کھڑا ہوا تھا۔ وہ زیادہ پریشان اور فکرمند نظر نہیں آرہا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ اپنے والد قاضی محمد بن علی کا اکلوتا اور نہایت پیارا بیٹا ہے۔

مسندِ انصاف پر کوئی اور نہیں بلکہ اس کے اپنے والد گرامی بیٹھے تھے۔ باپ پھر باپ ہوتا ہے' وہ اپنے بیٹے کو قتل کے الزام میں سزائے موت کبھی نہیں دے

Marfat.com

سکتا' خواہ وہ کتنا سنگدل کیوں نہ ہو۔ عبداللہ سوچ رہا تھا کہ اس کو تھوڑی بہت سزا ہو جائے گی' جرمانہ ہو جائے گا' جسے ادا کر کے وہ رہا ہو جائے گا۔

قاضی صاحب نے جب اپنے لخت جگر کو قتل کے الزام میں ملزموں کے کٹہرے میں کھڑا دیکھا تو ان کی حالت بری ہو گئی۔ بڑی مشکل سے انہوں نے خود پر قابو پایا اور مقدمے کے سلسلے میں ضروری تفصیلات حاصل کرنے کے لئے اس دن پیشی ملتوی ہو گئی۔ عام طور پر لوگوں کا یہی خیال تھا کہ اب ایک باپ اپنے بیٹے کو کسی بھی طرح سزائے موت نہ دے پائے گا۔ تھوڑی بہت سزا یا جرمانہ کر کے اُسے آزاد کر دے گا۔

ادھر قاضی صاحب کی حالت بہت نازل تھی۔ قتل کے تمام ثبوت موجود تھے۔ واقعہ اُن کا بیٹا قاتل تھا۔ اب ایک طرف انصاف تھا' دوسری طرف اُن کا اپنا اکلوتا اور چہیتا بیٹا' اُن کے بڑھاپے اور خاندان کا واحد سہارا۔ دوسرے دن پھر عدالت لگی۔ مقدمے کی کارروائی شروع ہوئی' انصاف کی کرسی پر بیٹھے ہوئے قاضی محمد بن علی نے نہایت پروقار لہجے میں پوچھا:

ملزم عبداللہ تم پر قتل کا الزام ہے' کیا تم اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہتے ہو؟

کٹہرے میں کھڑے عبداللہ نے کہا: ابا جان!

قاضی صاحب نہایت سخت لہجے میں اُن کی بات کاٹتے ہوئے بولے:

ملزم عبداللہ اپنے الفاظ دُرست کرو۔ یہ عدالت ہے' یہاں کوئی نہ کسی کا باپ ہوتا ہے اور نہ بیٹا۔

یہاں صرف انصاف کرنیوالا اور انصاف چاہنے والا ہوتا ہے۔ اس ایک رشتے کے علاوہ دوسرا کوئی رشتہ نہیں ہوتا۔ تم اس وقت یہاں صرف اور صرف ایک قتل کے ملزم ہو۔ قتل کے تمام ثبوت موجود ہیں۔ انصاف کی نظر میں تم صرف

Marfat.com

ایک قاتل ہو پھر بھی تم اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہتے ہو تو کہو:

قاضی صاحب کا سخت لہجہ سن کر عبداللہ سناٹے میں آ گئے' اسے اپنے محبت کرنے والے باپ سے قطعاً یہ اُمید نہ تھی۔ اس میں کوئی شک نہ تھا کہ اس نے قتل کیا تھا اور اس کے خلاف تمام ثبوت موجود تھے۔ اِس لئے اُس کی زبان گنگ ہو کر رہ گئی۔ عدالت میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ چند لمحوں کے انتظار کے بعد قاضی صاحب نے اپنا فیصلہ سنایا:

ہمارے مذہب اسلامی کی رو سے قاتل کی سزا موت ہے' لہٰذا تمہیں سزائے موت دی جاتی ہے۔ ہاں! مگر اس میں گنجائش ہے' وہ یہ کہ مقتول کے وارث خون بہا یعنی قتل کا معاوضہ بخوشی لینے پر تیار ہو جائیں تو تمہاری سزائے موت ختم ہو سکتی ہے۔ لوگوں نے ایسے فیصلے نہ دیکھے تھے اور نہ ہی سنے تھے۔

عدالت کے اندر اور باہر ایک کہرام مچ گیا۔ لوگ بری طرح دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ ان کے چہرے غم اور دکھ سے مرجھائے ہوئے تھے' مگر انصاف اور قاضی صاحب کا سر فخر سے بلند تھا۔

مقتول کے وارث خون بہا لینے پر تیار نہ ہوئے اور یوں عبداللہ کو سزائے موت ہو گئی۔

قاضی محمد بن علی ایک سچے اور پکے مسلمان تھے۔ انہوں نے انصاف کا نام زندہ کر دیا' ہاں! مگر اس غم کو برداشت نہ کر سکے۔ نہ جانے کس طرح وہ اپنے گھر پہنچے' مگر وہاں جا کر بے ہوش ہو کر گر گئے اور اُن کی یہ بیہوشی جان لیوا ثابت ہوئی۔ ❖ پندرہ روزہ روضۃ الاطفال ۲۰ مئی ۲۰۱۱ء: ۳۰ ❖

❖ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ❖

Marfat.com

دھوکے کا بدلہ

پُرانے وقتوں کی بات ہے جب موجودہ تیز رفتار جہاز نہیں ہوا کرتے تھے۔ اُن دِنوں حج پر جانے' آنے میں خاصا وقت لگ جاتا تھا' تین چار مہینے تو ضرور لگ جاتے تھے۔ ایک سوداگر نے حج پر جانے کا اِرادہ کیا۔ اُس کا لوہے کا کاروبار تھا۔ اُس کے پاس سومَن لوہا تھا۔ دُکان کا خیال رکھنے والا بھی کوئی نہ تھا۔ اِس نے اَپنے ایک خاص دوست کے پاس یہ لوہا امانت کے طور پر رکھوادیا اور اِطمینان سے حج کے سفر پر روانہ ہوگیا۔

تین چار ماہ بعد جب سوداگر حج سے واپس آیا تو اپنے دوست کے پاس گیا۔ اُس کے دوست نے اُس کی خاطر مُدارات کی اور اُسے حج کی مُبارک باد دی۔ کُچھ دیر تک دونوں اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے رہے۔ پھر لوہے کا ذِکر چھڑا تو دوست نے پریشانی کا اِظہار کرتے ہوئے کہا ''بہُت دُکھ کی بات ہے کہ سارا لوہا چُوہے کھا گئے۔ مَیں بہُت شرم سار ہوں مگر ایسے میں مَیں کیا کرسکتا ہوں''۔ وہ بار بار قسمیں کھا رہا تھا کہ چُوہے لوہا کھا گئے ہیں۔ سوداگر کو دوست کی قسموں پر یقین تو نہ آیا مگر خاموش رہا۔ اُسے بہُت دُکھ ہوا کہ جس دوست کو مَیں دِیانت دار سمجھتا تھا وہ بد دِیانت نِکلا۔ اُسے اَپنے نُقصان کا بھی بہُت رنج تھا مگر سِوائے خاموشی سے سہ لینے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔

ایک دِن سوداگر کو عجب ترکیب سُوجھی۔ اُس نے اَپنے دوست کی بیوی بچوں سمیت دعوت کی۔ جب سب کھانا کھانے میں مصرُوف تھے' سوداگر نے چپکے سے اَپنے دوست کے سب سے چھوٹے بچے کو کہیں چُھپا دیا اور پھر مہمانوں

Marfat.com

کی آؤ بھگت میں لگا رہا۔ اُس نے کسی کو اِحساس ہی نہ ہونے دیا کہ بچہ کہیں جا چُکا ہے۔ اُس نے یہ کام کمال ہوشیاری سے اَنجام دیا۔

جب سب کھانا کھا چکے اور مہمان رُخصت ہونے لگے تو اُنھیں پتا چلا کہ اُن کا چھوٹا بچہ غائب ہے۔ سب بہُت پریشان ہوئے اور بچے کو تلاش کرنے کے لیے دوڑ دُھوپ کرنے لگے۔ اُنھیں بچے کا کوئی سُراغ نہ ملا۔ مایوسی کے عالم میں بیٹھے تھے کہ سوداگر نے اَپنے دوست سے کہا ''اَبھی اَبھی ایک چیل اِدھر سے گُوری ہے' اُس کے مُنہ میں ایک بچہ تھا۔ مجھے شک ہے کہ وُہ آپ ہی کا بچہ تھا''۔

سوداگر کی بات سُنی تو دوست نے بے ساختہ کہا ''کیسی بات کر رہے ہو؟ کیا یہ ممکن ہے کہ چیل بچے کو اُٹھا کر اُڑ جائے؟''

سوداگر نے کہا ''کیوں نہیں؟ اِس شہر میں سب کُچھ ممکن ہے۔ جس شہر کے چُوہے منوں لوہا کھا سکتے ہیں' وہاں چیل بچے کو اُٹھا کر کیوں نہیں اُڑ سکتی؟''

دوست بہت شرمندہ ہوا۔ اُس نے سوداگر سے مُعافی مانگی اور کہا ''آپ کا لوہا محفوظ پڑا ہوا ہے' اَبھی میرے ساتھ چل کر لے لیں''۔

سوداگر بولا ''تو پھر فکر نہ کریں آپ کا بچہ بھی محفوظ ہے۔ آپ اَبھی اَپنا بچہ لے لیں، مَیں شام کو آپ سے لوہا لے لوں گا''۔ یہ کہہ کر اُس نے بچہ اَپنے دوست کے حوالے کر دیا۔ شام کو اُس نے خود ہی لوہا سوداگر کے ہاں بھجوا دیا۔ (ماخوذ)

-❖❖ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ ❖❖-

﴿حاصِل کلام﴾ :- بعض معاملات سلجھانے کے لئے' الزامی جواب دیئے جاتے ہیں مثلاً......

مولوی ظہیر الدین سید احمد صاحب ولی اللّٰہی فرماتے ہیں کہ ایک پادری

صاحب دہلی میں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے مباحثہ کے لئے آئے۔ مسٹر مٹکف صاحب بہادر ایجنٹ گورنر نے پادری صاحب سے کہا کہ شرط مقرر کرنی چاہیے' جو کوئی دونوں میں ہار جائے گا' اُس سے دو ہزار روپے لئے جاویں گے' اگر مولوی صاحب ہار گئے تو میں دوں گا' کس واسطے کہ وہ فقیر ہیں اور پادری صاحب کو حضرت کی خدمت میں لائے اور سب حال بیان کیا' بعدہٗ پادری صاحب نے کہا' ہم سوال کرتے ہیں اور جواب معقول چاہتے ہیں' منقول نہ ہو۔ جب یہ بات ٹھہر گئی تو پادری صاحب نے سوال کیا' تمہارے پیغمبر ﷺ حبیب اللہ ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! پادری صاحب نے کہا' تمہارے پیغمبر ﷺ نے بوقتِ قتلِ امام حسین علیہ السلام فریاد نہ کی' حالانکہ حبیب کا محبوب' محبوب تر ہوتا ہے' خدا تعالیٰ ضرور توجہ فرماتا۔ جناب مولانا صاحب نے جواب دیا کہ پیغمبر صاحب فریاد کے واسطے جو تشریف لے گئے' پردۂ غیب سے آواز آئی' ہاں! تمہارے نواسے پر قوم نے ظلم کر کے شہید کیا' لیکن ہم کو اس وقت اپنے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کا صلیب پر چڑھانا یاد آیا ہوا ہے۔ یہ سن کر پیغمبر صاحب خاموش ہو گئے۔

پادری صاحب لاجواب ہو گئے اور دو ہزار روپے شرط کے ادا کئے۔ (اِس لئے کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں' اور اُن کو صلیب پر چڑھایا گیا)۔ ﴿کمالات عزیزی:۱۱﴾

-❖❖ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ❖❖-

ایک شخص اپنی بیوی سے گفتگو کرتے ہوئے کہنے لگا' ہم ایک گائے خریدیں گے' اُس کا ایک بچھڑا ہوگا' وہ دودھ بھی دے گی' اُس سے لسی' دہی کے ساتھ ساتھ مکھن' گھی بھی ہمیں ملے گا۔ اُس کی بیوی کہنے لگی' اچھا پھر اُس میں سے کچھ بچا کر میں اپنے میکے بھی بھیج دیا کروں گی۔ جب یہ بات سُنی تو وہ شخص سیخ پا ہو گیا اور

Marfat.com

اُس نے اپنی بیوی کو مارنا شروع کر دیا اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہہ رہا تھا کہ "جب بھی دیکھو گھی کا ٹپا بھرتی ہے اور اپنے میکے چھوڑ آتی ہے" اِس جملے کو بار بار دُھرا رہا تھا۔ اُس کی بیوی بیچاری مار کھائے جا رہی ہے اور کہہ رہی ہے' ابھی تو ہم نے گائے خریدی بھی نہیں' میں گھی میکے کیسے چھوڑ آتی ہوں۔ لیکن وہ شخص یہ بات نہیں سمجھتا' وہ مسلسل مار بھی رہا ہے اور یہ بھی دُھرا رہا "جب بھی دیکھو گھی کا ٹپا بھرتی ہے اور اپنے میکے چھوڑ آتی ہے"

اتنی دیر میں وہاں ایک زمیندار آ جاتا ہے' وہ پوچھتا ہے' کیا بات ہے۔ اُس شخص کی بیوی نے ساری بات سنائی تو چوہدری صاحب نے اُس شخص کو جوتے مارنے شروع کر دیئے اور ساتھ ساتھ یہ کہہ رہا ہے کہ جب بھی دیکھو' تمہارا بچھڑا ہمارے کھیت میں ہی ہوتا ہے' ہم منع کر کر کے تھک گئے ہیں' اُس نے تو ہماری فصل ہی اُجاڑ دی ہے' جبھی دیکھو وہ ہماری فصل میں ہی ہوتا ہے۔ وہ شخص کہنے لگا' چوہدری صاحب میری بات تو سنو! وہ کہنے لگا سناؤ۔ اُس نے کہا چوہدری صاحب! ابھی تو میں نے گائے خریدی ہی نہیں اور نہ اُس کا بچھڑا ہے' وہ تمہاری فصل میں کیسے داخل گیا۔ چوہدری صاحب کہنے لگے' اگر یہی بات ہے تو تُو اپنی بیوی کو کیوں مار رہا ہے' ابھی گائے تو خریدی ہی نہیں گئی' وہ بیچاری گھی اپنے میکے کیسے لے گئی۔ پھر اُس شخص کی سمجھ میں کچھ بات آئی۔

بعض اوقات کسی کو سمجھانے کے لئے الزامی جوابات بھی دیئے جاتے ہیں۔

-❖❋ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ❋❖-

☆......اِس واقعہ سے ایک یہ بھی پتہ چلا کہ کسی کو دھوکا نہیں دینا چاہیے۔

Marfat.com

کسی کی جان بچائی تو اپنی بھی بچ گئی

ابوالحسن شریف محمد بن عمر کہتے ہیں: جب مجھے نیشا پور میں خست کے قلعے میں عضدالدولہ نے قید کیا' تو قلعے کا مالک جس کے میں حوالے کیا گیا تھا' مجھے بات چیت کے ذریعے مانوس کرتا تھا یعنی میرا دل بہلاتا تھا۔

ایک دن کہنے لگا: اس سے پہلے یہ قلعہ ایک ایسے شخص کے قبضے میں تھا' جوان شہروں میں مقبول تھا' پھر وہ لیڈر بن گیا اور چور اُچکے اُس کے پاس جمع ہونے لگے، وہ اُن کے ساتھ مل کر گردونواح میں ڈاکے ڈالنے اور فتنہ انگیزی کرنے لگے' راستے اور بستیاں لوٹنے لگے اور فساد مچانے لگے' اُن کے خلاف کوئی تدبیر کام نہ آئی۔

ایک دفعہ ابوالفضل بن عمید نے اِس قلعے کا محاصرہ کر کے اس کو فتح کرلیا۔ اور اُس ڈاکو لیڈر کو عضدالدولہ کے حوالے کر دیا۔ اور اُس کے ساتھ اُس کے پچاس ساتھیوں کو بھی گرفتار کرلیا' تو اُس نے ان کو اِس طریقے سے قتل کرنے کا ارادہ کیا' جس سے سارے قلعے والے ڈر جائیں۔ وہ قلعہ ایک بڑے پہاڑ پر تھا' جس کے قرب میں ایک اور بڑا پہاڑ تھا اور اسی پہاڑ پر ابوالفضل نے پڑاؤ ڈالا تھا۔ اُس نے قیدیوں کے بارے میں حکم دیا کہ اِن کو پہاڑ کی چوٹی سے پھینکا جائے' چنانچہ جو اُن میں سے پھینکا جاتا وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نیچے پہنچتا۔ کیونکہ پہاڑ سے باہر نکلی ہوئی نوکیں اُن کو کاٹ ڈالتی تھیں۔ اُن سب کے ساتھ یہی کیا گیا۔ اُن میں ایک لڑکا تھا' جس کی ابھی داڑھی بھی نہیں آئی تھی۔ جب اُس کو

پھینکا گیا تو وہ صحیح سالم نیچے پہنچ گیا اور اُس کو خراش تک نہیں آئی اور اُس کی رسیاں بھی کٹ گئی تھیں۔ لڑکا آزادی کی جستجو میں اپنی بیڑیوں سمیت کھڑا ہو کر چلنے لگا۔ ابوالفضل کے لشکر اور قلعے والے اس عجیب صورت حال کو دیکھ کر بے اختیار اللہ اکبر کہہ اُٹھے۔ ابوالفضل کو غصہ آ گیا اور اُس نے لڑکے کو دوبارہ جکڑ کر پھینکنے کا حکم دیا۔ حاضرینِ مجلس نے اُس سے گزارش کی کہ وہ لڑکے کو معاف کر دے' لیکن اُس نے انکار کر دیا۔ لوگوں نے بہت اصرار کیا تو اُس نے قسم کھائی کہ اس کو ضرور پھینکنا ہے' تو وہ خاموش ہو گئے' چنانچہ لڑکا دوبارہ پھینکا گیا' جب وہ نیچے پہنچا تو دوبارہ کھڑا ہو کر چلنے لگا' اِس دفعہ پہلے سے بھی زیادہ تکبیر بلند ہوئی۔

حاضرین مجلس نے اُس لڑکے کے لئے دوبارہ معافی کی گزارش کی اور بعض اُن میں سے رو پڑے۔ ابوالفضل شرمندہ ہو گیا اور تعجب میں پڑ گیا اور کہا: اس کو اَمن کے ساتھ دوبارہ حاضر کرو' وہ حاضر کیا گیا۔ ابوالفضل نے لڑکے کی رسیاں کھولنے اور بہترین کپڑے پہنانے کا حکم دیا۔ اور اس سے کہا: مجھے اپنے اللہ تعالیٰ سے اِس خفیہ تعلق کے بارے میں سچ سچ بتاؤ جس کی وجہ سے اُس نے تمہیں بچا لیا۔

لڑکے نے کہا: میرے علم میں تو ایسی کوئی بات نہیں جو اِس کا سبب بنے' ہاں! ایک بات ہے کہ میں بچپن میں اپنے فلاں اُستاد کے ساتھ گھوما کرتا تھا' جسے تم نے ابھی پہاڑ سے گرا کر مار دیا، وہ مجھے ساتھ لے کر نکلتا تھا تو ہم ڈاکے ڈالتے تھے اور مسافروں کو خوف زدہ کرتے تھے اور جو ملتا تھا اُس کو لے لیتے تھے' اِس کے علاوہ میں کچھ نہیں جانتا۔

ابوالفضل نے کہا: کیا تم نماز اور روزے کی پابندی کرتے تھے؟

لڑکے نے کہا: میں تو نماز سے واقف بھی نہیں اور نہ کبھی میں نے روزہ رکھا

اور نہ ہی ہم میں کوئی روزہ رکھتا تھا۔

ابوالفضل نے اُس سے کہا: تمہارا ناس ہو' پھر وہ کیا معاملہ ہے' جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں بچالیا' کیا تم صدقہ کیا کرتے تھے؟

لڑکے نے کہا: ہمارے پاس آتا ہی کون تھا' جس پر ہم صدقہ کرتے۔

ابوالفضل نے کہا: سوچو اور غور کرو! تم نے اللہ تعالیٰ کے لئے ضرور کوئی عمل کیا ہوگا' اگر چہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔

لڑکا ایک گھڑی سوچ کر بولا: ہاں! کچھ سال پہلے میرے اُستاد نے ایک آدمی میرے حوالے کیا تھا' جس کو اُس نے کسی راستے میں پکڑ کر قید کیا تھا' تو وہ اُس کا سارا ساز وسامان لے کر قلعہ میں آگیا اور اُس سے کہا کہ مجھ سے اپنی زندگی کا سودا اُس مال کے بدلے میں کرلو جو تم اپنے شہر اور گھر والوں سے منگواؤ گے' ورنہ میں تمہیں قتل کردوں گا۔

اُس آدمی نے کہا: جو کچھ تم نے مجھ سے لے لیا اِس کے علاوہ دُنیا میں میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ میرا اُستاد اُس کو کئی دنوں تک مارتا رہا' لیکن اُس آدمی نے کچھ مان کر نہ دیا۔ ایک روز اُس کو بہت مارا۔ تو اُس نے قسم کھائی اور قسم اُٹھائی کہ میرے پاس سوائے اِس مال کے جو تم نے لے لیا ہے اور کچھ نہیں اور میرے شہر میں سوائے میرے گھر والوں کے نفقے کے جس کی مقدار ایک ماہ کے نفقے کے برابر ہے اور کچھ نہیں اور اب تو میرے اور میرے گھر والوں کے لئے زکوٰۃ لینا بھی جائز ہوگئی ہے۔

جب میرے استاد کو اِس بات کا یقین ہوگیا کہ وہ شخص سچا ہے تو اُس نے مجھ سے کہا: اِس کو لے جا کر فلاں مقام پر قتل کر دو اور میرے پاس اِس کا سر لے کر آؤ۔ میں اُس آدمی کو لے کر قلعے سے نیچے اترا۔ اُس نے مجھ سے کہا: مجھے لے کر

کہاں جا رہے ہو اور مجھ سے کیا چاہتے ہو؟

میں نے اُسے اُپنے اُستاد کا حکم سنا دیا۔ تو اُس نے رونا اور گڑگڑانا شروع کر دیا اور مجھ سے اِلتجا کرنے لگا کہ تم ایسا نہ کرو' اور خدا کے واسطے دینے لگا۔ اور مجھ کو بتایا کہ اُس کی چھوٹی چھوٹی بیٹیاں ہیں' جن کے لئے کوئی کمانے والا نہیں اور مجھے اللہ تعالیٰ سے ڈرانے لگا اور گزارش کی کہ تم مجھے آزاد کر دو۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اُس کے لئے رحم پیدا کر دیا۔ میں نے اُس سے کہا: اگر میں اُس کے پاس تمہارا سر لے کر نہ پہنچا تو وہ مجھے قتل کر دے گا۔ اور پھر تمہیں بھی پکڑ کے قتل کر دے گا۔

اُس آدمی نے کہا: اے لڑکے! تم مجھے چھوڑ دو اور اُستاد کے پاس تھوڑی دیر سے جاؤ۔ میں بھاگ کھڑا ہوں گا تو وہ مجھے نہیں پا سکے گا۔ اور اگر مجھے پا بھی لیا تو تم میرے خون سے بری ہو جاؤ گے اور تمہارا اُستاد تمہاری محبت میں تم کو قتل نہیں کرے گا اور تمہیں میرے بارے میں اجر ملے گا۔ میرے دل میں اُس کے لئے رحم کا جذبہ بڑھ گیا۔

میں نے اُس سے کہا: اچھا پھر ایسا کرو کہ ایک پتھر لے کر اسے میرے سر پر مارو' تاکہ میرا سر پھٹ جائے' تو میں یہاں بیٹھ جاؤں گا۔ یہاں تک کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ تم کچھ میل کے فاصلے پر پہنچ گئے ہو، پھر میں قلعے کی طرف لوٹ جاؤں گا۔

اس نے کہا: مجھے یہ اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ اپنی نجات کا تمہیں یہ صلہ دوں کہ تمہارے سر کو زخمی کر دوں۔ میں نے کہا: تمہاری اور میری نجات کا اِس کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں۔

اُس نے ایسا ہی کیا' یعنی میرا سر پھوڑا اور مجھے چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا اور

Marfat.com

میں اپنی جگہ پر بیٹھا رہا' یہاں تک کہ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ کوسوں میل دور جا چکا ہو گا، چنانچہ میں اپنے اُستاد کے پاس خون میں لت پت پہنچا تو اُس نے کہا: تمہیں کیا ہوا اور مقتول کا سر کہاں ہے؟

میں نے اُس سے کہا: آپ نے تو میرے حوالے اِنسان نہیں بلکہ جن کیا تھا۔ ابھی صحراء میں تھوڑی دور ہی گئے ہوں گے کہ اُس نے مجھے زمین پر بچھاڑ دیا اور پتھروں سے مجھے مار کر خون میں لت پت کر دیا' جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں اور وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا تو میں بے ہوش ہو کر گر پڑا' جب میں ہوش میں آیا اور مجھے آنے کی ہمت پیدا ہوئی تو میں آپ کے پاس آ گیا۔

چنانچہ یہ سن کر میرے اُستاد نے کچھ لوگوں کو اُس کے پیچھے دوڑایا' اُن لوگوں نے اُس کو پورا ایک دن تلاش کیا' لیکن اُس کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے کسی عمل کے سبب بچایا ہے تو وہ یہی عمل ہے۔ چنانچہ ابوالفضل نے اُس کو اپنی فوج میں شامل کر لیا اور اُس کی اچھی خاصی تنخواہ مقرر کر دی۔

﴿ "الفرج بعد الشدة والضيقة لابراهيم الحازمي" پریشانی کے بعد راحت: ۱۸۸ تا ۱۹۲ ﴾

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

﴿ حاصل کلام ﴾: ۔ کسی کی جان بچانا بہت بڑی نیکی ہے' اور بعض اوقات یہی نیکی مشکل کے وقت اپنے کام بھی آ جاتی ہے' جس طرح اُس کی جان بچائی اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والے کے لئے بھی اسباب پیدا کر دیتا ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

Marfat.com

نیکی کا صلہ

کسی کی جان بچانے سے اپنی بھی جان بچ گئی

شمعون ۳۵ سال کا ایک تنومند اور خوبرو جوان تھا۔ وہ ایک قصبے کے مضافات میں چھوٹی سی ایک جھونپڑی میں اپنی بیوی اور چار بچوں سمیت رہا کرتا تھا۔ اگرچہ وہ ایک راج یعنی میسن تھا لیکن نہ جانے اُس کی قسمت کیوں سوئی رہتی تھی کہ اکثر اوقات اُسے مزدور کا کام بھی نہیں مل سکتا تھا۔ محنتی، شریف اور خوش خلاق ہونے کے باوجود وہ اور اُس کے بیوی بچے بہت ہی عُسرت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ جب کبھی اس کی قسمت یاوری کرتی اور اُسے کام مل جاتا تو وہ لوگ پیٹ بھر کر کھانا کھا لیا کرتے ورنہ فاقوں کی ہی نوبت رہتی۔

پاس پڑوس کے دوسرے راج بڑھئی اور مزدوروں کے حالات دیکھ کر اُس کی بیوی کو بہت محرومی کا احساس ہوتا، کیونکہ اُن میں سے کسی کے گھر میں بھی ایسی زبوں حالی نہ تھی۔ بیوی تنگ آ کر شمعون کو کہتی "کسی موئے نے ہمارا رزق باندھ دیا ہے۔ تم کسی عامل سے جادو کا اثر زائل کراؤ ورنہ ہماری تمام عمر فاقہ کشی میں ہی گزر جائے گی" مگر شمعون بیوی کو جھڑک دیتا "بھلی مانس ہم جیسے غریب لوگوں سے کسی کو کیا عِناد ہو سکتا ہے؟ یہ جادو کا اثر نہیں بلکہ ہمارے نصیب میں رزق لکھا ہی اتنا ہے۔ اِس لئے ہمیں صبر و شکر سے گزارہ کرنا چاہئے۔

شمعون آخر اِنسان تھا' بیوی کے بار بار اصرار پر اُس کے دل میں خیال آیا کہ شاید ہم پر کسی نے جادو نہ کیا ہوا ہو۔ شہر کے کسی عامل کے پاس جانے کی اُسے ہمت نہ پڑی' کیونکہ اُن کی بہت بھاری فیس تھی جو وہ ادا نہ کر سکتا تھا' البتہ وہ اسی ٹوہ میں ضرور لگا رہا کہ کسی طرح رزق کی تنگی کا سبب معلوم کیا جائے۔ انہی دنوں ایک بزرگ درویش کی بہت شہرت پھیلی ہوئی تھی کہ وہ بہت ہی خدا پرست اور نیک ہیں۔ انہوں نے اپنا آستانہ اسی علاقہ کے کسی بہت دشوار گزار راستہ کی پہاڑی پر بنایا ہوا ہے تاکہ جادو' حشمت اور دولت کے طلب گار اُن تک رسائی نہ کر سکیں اور صرف وہی لوگ اُن تک پہنچ پائیں جو دینی رہنمائی چاہتے ہوں۔ شمعون جیسے محنت کش شخص کے لئے دشوار گزار پہاڑی راستے' ندی' نالے' خاردار جھاڑیاں اور رکاوٹیں کیا معنی رکھتی تھیں۔ چنانچہ ایک دن علی الصبح وہ کسی کو بتلائے بغیر اللہ کا نام لے کر بزرگ کے آستانہ کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ سفر لمبا اور کٹھن تھا' کہیں تیسرے دن تک پہنچ پایا۔

اُس کی قسمت نے یاوری کی کہ درویش نے اُسے اپنے پاس بلوا بھی لیا ورنہ کئی لوگوں کو انہوں نے ملے بغیر ہی واپس بھیج دیا تھا۔ شمعون نے اپنی داستانِ غم سنائی۔ بزرگ شمعون کے بھولپن اور صاف گوئی سے متاثر بھی بہت ہوئے۔ انہوں نے روحانی علم اُسے بتایا کہ اس پر ہرگز کوئی جادو نہیں ہے۔ خدا کا رزق بانٹنے کا نظام نرالا ہے' کسی کو رزق بے حساب دے دیتا ہے اور کسی کو بہت کم۔ اس کے نصیب میں صرف اتنا ہی رزق ہے اور اس کو چاہئے کہ وہ اسی پر صبر و شکر کے ساتھ گزارہ کرے۔ شمعون جب اجازت لے کر واپس گھر جانے کے لئے رُخصت ہوا تو بزرگ درویش کے حکم پر اُسے کھانے پینے کی اشیاء کا ایک تھیلا' تحفہ میں دیا گیا۔ بیچارہ شمعون کچھ عرصہ بزرگ کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے صبر و

Marfat.com

شکر سے گزارہ کرتا رہا۔ لیکن بچوں کی فاقہ کشی اُس سے دیکھی نہ جا سکی۔ اُس نے سوچا کہ ایسی زندگی سے تو موت بہتر ہے کہ جہاں صبح کا کھانا ملے تو رات کا کچھ پتہ نہ ہو یا رات کو مل جائے تو اگلا تمام دن فاقہ میں گزر جائے۔ چنانچہ چند ماہ بعد وہ پھر بزرگ درویش سے ملنے نکل کھڑا ہوا۔ بزرگ نے اُسے پاس بلا تو لیا لیکن دوبارہ آکر ان کا وقت برباد کرنے پر وہ بہت ناراض ہوئے۔ شمعون نے دست بستہ گزارش کی کہ۔۔ "حضور میں آپ کے پاس اپنا رزق بڑھوانے تو نہیں آیا۔ میری تو صرف یہی درخواست ہے کہ میرے لئے آپ دُعا کریں کہ اللہ میری قسمت کا تمام رزق مجھے یکبارگی اکٹھا دے دے' تا کہ میں جی بھر کر اپنے دل کی حسرت پوری کرلوں۔ اس کے بعد میرے ساتھ جو ہو وہ اللہ کی مرضی"۔ بزرگ شمعون کی یہ درخواست سن کر پہلے تو بہت حیران ہوئے اور پھر ناراض۔ وہ کہنے لگے ... "یہ تو خودکشی ہوگی اور میں تمہاری موت کی دُعا کیسے مانگ ہوں؟" شمعون نے بزرگ کے پاؤں پکڑ لئے اور زاروقطار رویا مگر پھر بھی بزرگ کا دل ہرگز نہ پسیجا۔ انہوں نے اپنے مریدوں سے کہہ کر اُسے دھکے مار کر آستانہ سے باہر نکال دیا۔ شمعون دُھن کا پکا تھا' وہ بھی واپس گھر نہیں گیا' بلکہ آستانے کے باہر ہی بیٹھا روتا رہا۔ درویش کے ملازم جو بچا کھانا بلی' کتوں کے لئے پھینکتے اُسی میں سے چُن چُن کر وہ اپنی بھوک مٹایا کرتا۔

اسی طرح جب کچھ روز گزر گئے تو نہ جانے بزرگ کے دل میں اُس کے لئے کیوں رحم کے جذبات موجزن ہو گئے اور اُسے بلوا بھیجا۔ بہت دیر سمجھانے کے باوجود بھی وہ یہی اصرار کرتا رہا کہ... "محترم بزرگ! آپ میرے لئے یہی دُعا فرمائیں کہ اللہ پاک زندگی بھر کا رزق ایک ہی بار اکٹھا دے دے تا کہ میرے بچپن کی محرومیوں کا وقتی طور تو ازالہ ہو جائے۔ درویش کو شمعون کی سادگی پر ترس

آ گیا۔ انہوں نے خشوع وخضوع سے دُعا کی ''اے اللہ! تو مجھ سے کہیں زیادہ علم رکھتا ہے۔ شمعون کی یہ آرزو پوری کرنا اگر تیری رضا میں ہے تو اسے ضرور پورا کر۔ امین۔ شمعون نے بزرگ کا بہت شکریہ ادا کیا اور گھر کی جانب رُخصت ہو گیا۔ اِس بار درویش نے اُس کو کوئی تحفہ نہیں دیا۔

واپسی کے سفر میں شمعون انہی دشوار گزار پہاڑی راستوں پر چلتے ہوئے گھر کی جانب رواں دواں تھا۔ ایک جگہ اُس نے دیکھا کہ ایک خوفناک چیتا نہایت مکاری سے دبے پاؤں آہستہ آہستہ چل کر ایک چٹان کے اُوپر چڑھنے لگا ہے۔ اُس نے سن رکھا تھا کہ چیتا اپنے شکار کو بے خبری کے عالم میں چالاکی سے دبوچ لیتا ہے کہ اُسے بھاگ نکلنے کا موقع بھی نہیں دیتا۔ شمعون نے سوچا کہ چیتے کا شکار بننے والا اگر کوئی انسان ہے تو اسے ضرور اُس آدمی کی جان بچانی چاہیۓ۔ چیتے کا ہدف شمعون سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھا۔ چنانچہ شمعون تیزی سے اُس مقام کی جانب بڑھا۔ اُس نے دیکھا کہ ایک شخص شاہی لباس پہنے گھاس کے فرش پر جھاڑیوں کے سائے میں بے سدھ سو رہا ہے۔ عین اسی وقت چیتے نے چٹان پر سے سوئے شخص پر چھلانگ دی۔

شمعون نے اپنے مضبوط لٹھ سے چیتے پر اتنی قوت سے وار کیا کہ چیتا سوئے ہوئے شخص پر کودنے کے بجائے کچھ دور جا گرا۔ چیتا غصہ سے بھر گیا اور غراتا ہوا شمعون پر حملہ آور ہو گیا۔ شمعون نے اپنی لٹھ سے چیتے پر دو تین وار کیۓ' لیکن چیتے نے شمعون کو زمین پر گرا دیا اور اس کی گردن چبانے کے لئے منہ آگے بڑھایا۔ شمعون نے لٹھ کے دونوں سرے ہاتھوں میں مضبوطی سے پکڑ کر لٹھ کو درمیان سے چیتے کے کھلے ہوئے منہ میں ڈال دیا اور اس طرح اُسے اپنے دور رکھنے کی کوشش کی۔ لیکن کہاں ایک طاقتور جنگلی چیتا اور کہاں فاقوں کا مارا ہوا بیچارہ شمعون۔

Marfat.com

اُسے اپنے بازوؤں کی طاقت کم محسوس ہوئی۔ اُسے یہ خیال آیا کہ زندگی بھر کا رزق ایک ہی بار حاصل کرنے کی خواہش میں تو اب اُس کی زندگی کا چراغ گل ہونے والا ہے۔ اُسے احساس ہوا کہ ایسی بیچارگی کی موت سے تو فاقوں کی زندگی بہتر تھی۔ اُس نے دل ہی دل میں اپنے گناہوں کی معافی مانگی اور عالمِ تصور میں اپنی بیوی اور بچوں کی شکلوں کو سامنے لا کر اُن کو الوداع کہا' کیونکہ اُسے یقین ہو چکا تھا کہ اب وہ چند لمحوں کا مہمان ہے۔

شاہی لباس میں سونے والا شخص اس صوبہ کا گورنر اور علاقائی فوج کا جرنیل تھا۔ وہ شکار پر نکلا تھا اور جب اُس نے اپنا گھوڑا ایک ہرن کے پیچھے لگایا تو اعلیٰ نسل کا گھوڑا باقی تمام فوج کو میلوں پیچھے چھوڑ گیا۔ ہرن تو پہاڑی نالہ پر جست لگا کر غائب ہو گیا لیکن گورنر شکار ضائع ہونے کی وجہ سے پہلے تو سٹ پٹایا پھر گھوڑے کو چرنے کے لئے کھلا چھوڑ کر باقی فوج کا انتظار کرنے لگا۔ وہ تھکا ہوا تو تھا ہی' اسی انتظار میں ایسا بے سُدھ سویا کہ اُسے گردنواح کا کچھ بھی ہوش نہ رہا۔ چیتے کے غرانے اور شمعون کی چیخ و پکار نے اُسے بیدار کر دیا۔ جب اُس نے دیکھا کہ چیتا ایک شخص کو پھاڑ کھانے والا ہے تو تیزی سے تلوار نکال کر اُٹھا اور ایک ہی وار سے چیتے کا سر اُڑا دیا بعد میں جب شمعون نے اُس کو صحیح صورتِ حال سے آگاہ کیا تو اُس نے شمعون کو دلاسہ دیا۔ اتنی دیر میں فوج بھی پہنچ گئی۔ فوجی طبیت نے شمعون کی مرہم پٹی کی۔ اُسے گھوڑے پر بٹھا کر شاہی محل لے جایا گیا۔ جہاں اُسے گورنر کی جان بچانے پر بہت عزت دی گئی۔ شمعون جلد ہی صحت یاب ہو گیا۔ گورنر نے رہنے کو اُسے ایک عالیشان مکان دے دیا۔ اُس کے بیوی بچوں کو لا کر اُس کے ساتھ آباد کر دیا گیا۔ شمعون کی بہادری کا مظاہرہ تو گورنر خود اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا۔ اُسے مناسب فوجی تربیت دے کر ایک

Marfat.com

اعلیٰ عہدہ پر فائز کر دیا گیا۔ اتفاق سے اسی عرصہ میں ایک پڑوسی ملک کی فوج نے اُن پر حملہ کر دیا۔ بادشاہ نے گورنر کو اپنی فوج لے کر اُس حملہ کو پسپا کرنے کا حکم دیا۔ گورنر خود تو فوج لے کر دشمن کا مقابلہ کرنے چلا گیا لیکن اُس نے معمولی سی فوج شہر میں چھوڑی اور صوبہ کا انتظام شمعون کے سپرد کر دیا۔

گورنر کے اختیارات سنبھالنے کے بعد شمعون نے اپنے ماتحت تمام علاقوں کا دورہ کیا۔ اُس نے دیکھا ملک میں اتنی غربت ہے کہ لوگ ایک ایک نوالہ کے لئے ترس رہے ہیں۔ ادھر شاہی توشہ خانوں میں اشیائے خورد و نوش بہت وافر مقدار میں بھری رکھی ہیں۔ شمعون اصل میں تو ایک فاقہ زدہ شخص تھا۔ اُس کو غرباء کی زبون حالی کا پورا پورا احساس تھا۔ چنانچہ اُس نے حکم دیا کہ شہر اور گاؤں میں شاہی توشہ خانوں سے صبح شام کھانا پکوا کر غریب اور نادار لوگوں کو کھلایا جائے۔ اب وہ حاکمِ اعلیٰ تھا۔ کس کی مجال تھی کہ اُس کی حکم عدولی کر سکے۔ چنانچہ تمام غرباء مساکین، بیوہ خواتین اور یتیم بچے سرکاری خرچ پر پیٹ بھر کر کھانا کھاتے اور شمعون کو دُعائیں دیا کرتے۔ اُس کی سخاوت کی شہرت دور دور تک پھیل گئی یہاں تک کہ کوہ نشین درویش بزرگ تک بھی یہ خبر جا پہنچی۔ وہ بزرگ بہت حیرت زدہ ہوئے کہ اللہ نے اُن کی دُعا کو قبول کرتے ہوئے شمعون کو عمر بھر کا رزق اگر ایک بار دیا ہوتا تو وہ اب تک اُسے کھا کر کب کا مر چکا ہوتا۔ لیکن یہ عروج کیسا اور یہ خوشحالی کیسے ممکن ہوئی؟ اُن بزرگ کی حیرت اُس وقت ختم ہوئی جب اُن کے مرحوم روحانی اُستاد نے اُن سے خواب میں کہا..."اے درویش! تو اتنا حیران کیوں ہے؟ کیا تو نہیں جانتا کہ خدا کسی کی نیکی کو ضائع نہیں کرتا۔ اس کا صلہ اِنسان کو اِس دُنیا یا پھر آخرت میں ضرور ملا کرتا ہے۔ شمعون نے بغیر کسی ذاتی لالچ کے ایک انسان کی جان بچائی اور اپنی جان کی پروا بھی نہ کی۔ خدا نے اُس کی نیکی

Marfat.com

کے صلہ میں اُس کے درجات بلند کئے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ وہ غریبوں اور ناداروں کو ہر روز صبح وشام کھانا کھلا کھلا کر اللہ تعالیٰ پر قرض چڑھا رہا ہے۔ خدا کسی کا مقروض رہنا پسند نہیں کرتا ہے اِس لئے اس کو ایک کے بدلے ۷۰ گنا اجر دے کر قرض لوٹا رہا ہے۔ اگلی صبح درویش جب بیدار ہوئے تو انہوں نے اپنے خاص نائب کو شمعون کے دربار میں اس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ اللہ اُس کی سخاوت اور نیکی کو بہت پسند کرتا ہے۔ جب تک شمعون نیکی سے ہاتھ کھینچ نہیں لے گا دُنیا کی تمام نعمتیں اُس کے پاس غیب سے آتی رہیں گی اور اُسے کسی چیز کی کمی نہ ہوگی۔ ﴿قوسِ قزح:۲۶۰ پروفیسر عزیز الدین خاں﴾

(حاصل کلام):- اِس واقعہ سے پتہ چلا جو رضائے الٰہی کے لئے خیرات کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے رزق میں اضافہ کر دیتا ہے' جیسا کہ درج بالا واقعہ سے عیاں ہے۔ اسی طرح کا ایک اور واقعہ تاریخ میں موجود ہے' جو کچھ اِس طرح ہے......

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک مرتبہ ایک بستی سے گزر رہے تھے' وہاں ایک شخص نے آپ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ میں ایک غریب آدمی ہوں' کئی کئی دن فاقے میں گزر جاتے ہیں' پیٹ بھر کھانا نصیب نہیں ہوتا' اِس لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میری عرض کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اُس کی عرضی پیش کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ (علیہ السلام)! اُس کی عمر زیادہ ہے اور اُس کے مقدر میں رزق کم ہے اِس لئے اُس کی عمر کے حساب سے اُسے تھوڑا تھوڑا رزق دیا جا رہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ ساری بات اُسے بتا دی۔ اُس نے پھر عرض کی بارگاہِ خداوندی میں میری عرض کرو کہ میرے مقدر میں جتنا رزق ہے وہ مجھے اکٹھا ایک ہی بار مل جائے تا کہ میں ایک مرتبہ تو پیٹ بھر کر

Marfat.com

کھانا کھا لوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: یا اللہ! تیرے فلاں بندے کی خواہش ہے کہ اُس کی ساری زندگی کا رزق اُسے اکٹھا مل جائے۔ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیا اور اُسے ایک ہی بار رزق دے دیا۔ اُسے جب رزق مل گیا تو اُس نے پیٹ بھر کر کھانے کے بعد باقی سارا مخلوقِ خدا میں تقسیم کر دیا۔ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اُدھر سے گزرے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں لوگوں کا بہت زیادہ ہجوم ہے' پوچھنے پر پتہ چلا اُس شخص کے ہاں خیرات کا سلسلہ جاری ہے۔ آپ حیران ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی' یا اللہ! یہ کیا ماجرا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اُس کے مقدر میں رزق اُتنا ہی تھا' لیکن اُس نے خیرات کر کے اُس میں اضافہ کر لیا ہے۔ وہ چونکہ ہر روز مسلسل خیرات کر رہا ہے اِس لئے اُس کے رزق میں بھی مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔

اِس سے پتہ چلا کہ خیرات کرنے سے رزق میں کمی نہیں آتی بلکہ اُس میں اضافہ ہوتا ہے۔ احادیث مبارکہ میں آتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک روپیہ خرچ کرے گا' اللہ تعالیٰ اُسے اُس کے بدلے دس اِس دُنیا میں اور ستر آخرت میں عطا کرے گا۔

مزید یہ بھی واضح ہوا کہ جو کسی جان بچانے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کی جان کی حفاظت کا بھی سبب بنا دیتا ہے۔

یہ بھی پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی دُعائیں قبول فرمالیتا ہے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ

Marfat.com

قتل کے بدلے قتل

ایک آدمی سڑک پر جا رہا تھا' اُس کی کمر پر ایک تھیلی بندھی ہوئی تھی جس میں خاصی بھاری رقم موجود تھی۔ وہ گدھوں کے اصطبل میں داخل ہو کر وہاں بیٹھ گیا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ ایک آدمی اُس کی تاک میں لگا ہوا ہے۔ اُس نے تھیلی کھولی اور اُس میں سے دینار نکالے۔ جو آدمی اُس کی گھات لگائے بیٹھا تھا' اُس نے اُس پر حملہ کر دیا۔ اُسے باندھ دیا' منہ پر پٹی لگا دی اور دینار لے لئے۔ پھر اُس آدمی کو کندھوں پر اُٹھایا اور اُسے ایک گڑھے میں زندہ در گور کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد اُس کی ہڈیاں نکالیں اور انہیں دریا میں ڈال دیا۔ اُس نے سوچا کہ کام پورا ہو چکا ہے۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ قاتل تو مارا ہی جاتا ہے' چاہے اس میں کچھ عرصہ لگ جائے۔

ایک دن خلیفہ معتضد باللہ اپنے ایک زیر تعمیر گھر میں بیٹھے مزدوروں کا کام ملاحظہ فرما رہے تھے۔ انہوں نے اُن کے درمیان ایک حبشی غلام کو دیکھا جو کافی بدصورت ہونے کے ساتھ ساتھ مضحکہ خیز بھی معلوم ہو رہا تھا۔ وہ سیڑھیاں پھلانگتا ہوا چڑھ رہا تھا اور اوروں کے مقابلے میں دگنا بوجھ اُٹھا رہا تھا۔ خلیفہ کو وہ کچھ مشکوک دکھائی دیا۔ اُنہوں نے اُسے بلایا اور اس کی وجہ پوچھی۔ وہ ہکلانے لگا۔

خلیفہ نے ابن حمدون سے جو اُس وقت وہاں موجود تھے کہا: تمہاری اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟

انہوں نے کہا: آپ کیوں اپنے ذہن کو اِس کے لئے اُلجھا رہے ہیں۔ شاید یہ کوئی بے اہل وعیال آدمی ہو' اِس لئے بالکل بے فکر ہو کر دل... کے ساتھ کام کر

رہا ہے۔

خلیفہ نے کہا: تیرا ناس ہو تم نے اِس کے بارے میں جو اندازہ لگایا ہے' میں اسے لغو خیال کرتا ہوں۔ مگر میرے خیال میں یا تو اس کے پاس کچھ رقم ہے جو اس نے یکبارگی ناجائز طریقے سے حاصل کی ہے یا پھر یہ کوئی چور ہے جو یہ تعمیراتی کام کر کے خود کو چھپا رہا ہے۔

ابن حمدون نے بھی اِسی نظر سے دیکھا اور کہا: میں اِس سیاہ فام کے متعلق معلوم کر کے ہی رہوں گا' اسے میرے سامنے حاضر کرو۔

اسے ابن حمدون کے سامنے حاضر کیا گیا تو انہوں نے اسے سو کوڑے لگوائے اور قسم کھائے کہ اگر تو نے سچ نہ بتایا تو تیری گردن اُڑا دی جائے گی اور تلوار اور تختہ دار منگوالیا۔ اس سیاہ فام نے کہا: ''میں امان چاہتا ہوں''

خلیفہ نے فرمایا: اگر تجھ پر کوئی سزا نہیں بنتی تو تجھے امان ہے۔ جسے سیاہ فام سمجھ نہ سکا اور سمجھا کہ خلیفہ نے اسے امان دے دی ہے۔

کہنے لگا: میں کافی عرصے تک گدھوں پر بوجھ لاد کر مزدوری کرتا رہا۔ چند ماہ پہلے میں بیٹھا ہوا تھا کہ میرے پاس سے ایک آدمی گزرا جس کی کمر پر تھیلی بندھی ہوئی تھی اور پورا قصہ کہہ سنایا۔

خلیفہ (معتضد) نے حکم دیا کہ اس کے گھر سے رقم لائی جائے تو وہی تھیلی لائی گئی جس پر لکھا ہوا تھا کہ فلاں بن فلاں۔ لہٰذا شہر میں مقتول کے نام سے اعلان کرایا گیا تو ایک عورت آئی اور کہنے لگی: یہ نام میرے شوہر کا ہے، وہ فلاں وقت کو گھر سے نکلا تھا اور اس کے پاس ایک تھیلی تھی' جس میں ایک ہزار دینار تھے' وہ اب تک لاپتہ ہے۔

خلیفہ نے رقم اُس عورت کو دے دی اور اُسے عدت گزارنے کا حکم دیا۔ اور

Marfat.com

سیاہ فام کو قتل کروادیا۔

﴿الفرج بعد الشدۃ والضیقۃ لابراھیم الحازمی (پریشانی کے بعد راحت: ۱۹۸تا۲۰۰)﴾

-٠❖❄﴿صلی اللہ علی حبیبہٖ محمدٍ وآلہٖ وسلّم﴾❄❖٠-

(حاصلِ کلام): -قتل چھپا نہیں رہتا' کبھی نہ کبھی ظاہر ہو ہی جاتا ہے۔ کسی کو ناحق قتل کرنا بہت بڑا جرم ہے' اگر دُنیا میں اُس کا قصاص نہ دیا یا وارثین سے معاف نہ کرایا تو آخرت میں اُس کی ضرور سزا ملے گی۔

قرآنِ مجید میں ہے...... جو شخص کسی مومن کو عمداً قتل کرے تو اُس کی سزا دوزخ ہے' جس میں وہ ہمیشہ رہے گا' اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور اُس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے اور (اللہ تعالیٰ نے) اُس کے لئے عذاب عظیم تیار کر رکھا ہے۔﴿سورۃ النساء: ۹۳﴾

-٠❖❄﴿صلی اللہ علی حبیبہٖ محمدٍ وآلہٖ وسلّم﴾❄❖٠-

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اُسے قتل کرنا کفر ہے۔

﴿صحیح البخاری☆صحیح مسلم کتاب الایمان﴾

-٠❖❄﴿صلی اللہ علی حبیبہٖ محمدٍ وآلہٖ وسلّم﴾❄❖٠-

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا' والدین کی نافرمانی کرنا' (ناحق) انسانی جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا (سب کے سب) کبیرہ گناہ ہیں۔

﴿مشکوٰۃ' باب الکبائر﴾

-٠❖❄﴿صلی اللہ علی حبیبہٖ محمدٍ وآلہٖ وسلّم﴾❄❖٠-

Marfat.com

جیسا لومڑی نے کیا

ویسا ہی اُس کے ساتھ ہوا

ایک گھنے جنگل میں ایک جھیل بھی تھی۔ جس میں رنگ برنگ کی مچھلیاں تیرتی رہتی تھیں۔ اُن مچھلیوں کو شکار کرنے کے لئے بگلے جھیل کے کناروں پر بیٹھے رہتے تھے۔ جیسے ہی مچھلی سانس لینے کے لیے پانی سے باہر آتی' وہ اُسے پکڑ کر کھا جاتے تھے۔ اُس جنگل میں لومڑی بھی رہتی تھی اور اکثر اُس جھیل پر پانی پینے یا شکار کی غرض سے آتی رہتی تھی۔ اِس طرح ایک بگلے اور لومڑی کی آپس میں دوستی ہوگئی۔ ایک دن لومڑی نے بگلے سے کہا: میرے گھر تشریف لائیے۔ جو گھر میں موجود ہوگا حاضر کروں گی۔ لہٰذا صبح سویرے بگلا لومڑی کے گھر گیا اور اُسے سلام کیا۔ لومڑی نے کہیں سے ایک تھال نکالا اور اُس میں گوشت کا شوربہ ڈالا۔ شوربا سب کا سب پیندے میں رہا اور دونوں کھانے لگے۔ بگلا بیچارا چونچ سے کیا شوربہ پیتا۔ لومڑی زبان سے سب چٹ کر گئی۔ لومڑی نے بلآخر بگلے سے پوچھا تو نے شوربہ رغبت سے نہیں پیا' کیا مزے دار نہیں تھا؟ بگلے نے کہا: نہیں! مجھے بھوک ہی اِس قدر تھی۔ کل میری طرف سے آپ کو دعوت ہے۔ میرے گھر تشریف لائیے۔ دوسرے دن لومڑی بگلے کے گھر گئی۔ بگلے نے بڑی آؤ بھگت کی اور کہیں سے صراحی نکال کر اُس میں پکا ہوا قیمہ ڈال دیا۔ لہٰذا اُس نے لومڑی کو کھانے کی دعوت دی۔ بگلا تو چونچ ڈال کر مزے سے کھاتا رہا' لیکن لومڑی کوشش کے باوجود نہ کھا سکی' صرف صراحی کا منہ چاٹتی رہ گئی۔ لومڑی بڑی عیار تھی

Marfat.com

ہنسی اور کہنے لگی! "جیسا میں نے کیا تھا ویسا ہی میرے ساتھ ہوا ہے"۔

-❖❖ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ ❖❖-

(حاصلِ کلام): -اگر تم کسی سے ایسا مذاق کرو جو دوسرے کو بُرا لگے تو جب وہ اس کا ویسا ہی جواب دے تو پھر بھی ہنسی میں ٹال دینا چاہئے۔

-❖❖ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ ❖❖-

تھی اک بگلے کی دوست اک لومڑی : کیا کرتے اکثر وہ باہم ہنسی

کہا لومڑی نے کل آپ آیئے : جو ہو ماحضر میرے گھر کھایئے

پھٹی جبکہ پو بگلا اُٹھ کر گیا : سلام اُس نے جا کر لومڑی کو کیا

تو خاطر تواضع بہت اُس نے کی : مدارات مہمان کی ' کی بڑی

نکالا کہیں سے بڑا ایک تھال : دیا شوربا گوشت کا اُس میں ڈال

رہا شوربا پیندے میں سب کا سب : وہ دونوں لگے کھانے اُس میں سے جب

زباں سے لگی چاٹنے لومڑی : وہ سب کر گئی چٹ نہ ساعت لگی

لگا ایک قطرہ نہ بگلے کے ہاتھ : وہ دیتا رہا چونچ سے اُس کا ساتھ

کہا لومڑی نے سبب اِس کا کیا : بہت تھا مزے دار یہ شوربا

مگر شوق سے تم نے کھایا نہیں : کہ کھانا غریبوں کا بھایا نہیں

کہا اُس نے تھی بھوک ہی اِس قدر : قدم رنجہ کل کیجیئے میرے گھر

ہوا دوسرا دِن گئی لومڑی : تو بگلے نے آؤ بھگت خوب کی

وہ لایا صراحی کہیں سے نکال : پکایا تھا قیمہ دیا اُس میں ڈال

مزہ لے کے بگلہ تو کھاتا رہا : سمدد چونچ سے اپنی پاتا رہا

بہت لومڑی نے کی کوشش مگر : نہ آیا کوئی اُس کو رستہ نظر

کبھی منہ صراحی کا تھی چاٹتی : گرا کوئی ریزہ اُٹھاتی کبھی
غرض اُس کے پلّے کچھ بھی نہ پڑا : وہ ہنسنے لگی کرکے دل کو کڑا
یہ سچ ہے وہ بگلے سے کہنے لگی : کہ میں نے جو بویا تھا کاٹا وہی

﴿نتیجہ﴾

کسی سے کرے گر تو ایسی ہنسی : کہ اس کو لگے وہ نہایت بری
جواب اس کا دے سخت وہ پر ملال : تو تُو تھی ہنسی میں ہے دے اُس کو ٹال

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ

Marfat.com

باباجی کا نمبر لگاتے لگاتے اپنا نمبر لگ گیا

حامد علی آف لیہ کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں عموماً رواج بن گیا ہے کہ موت ہو ...جنازہ ہو... قرآن خوانی ہو... ہم باتیں یا مذاق کرتے رہتے ہیں' حالانکہ یہ ایسا وقت ہوتا ہے جس میں موت کو یاد کرنا چاہیئے کہ جانے والا چلا گیا ہے اور ہمارا نمبر آنے والا ہے اور کم از کم خاموش رہنا ضروری ہے۔ ایک دفعہ قرآن خوانی میں شرکت کا موقعہ ملا' قرآن خوانی مسجد میں تھی' بڑی خوبصورت اور بڑی مسجد تھی' اِسی دوران ایک نوجوان مسجد میں داخل ہوا' جسے میں جانتا تھا' اِنتہائی مزاحیہ مزاج آدمی تھا' ہر وقت مذاق کرتا رہتا تھا' یہ نہ دیکھتا کہ کون سی محفل ہے' یہ بات کرنا مناسب ہے یا نہیں بس اُس کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ ایسی بات کروں کہ سب ہنسیں لگیں۔ اب مسجد میں بیٹھ کر اُس نے سوچا کہ ایسی بات کروں کہ سب ہنسنے لگیں۔ میرے قریب ہی ایک بزرگ باباجی بیٹھے ہوئے تھے جو کہ مسجد کے قریب رہتے ہیں' جو تقریباً ہر قرآن خوانی میں موجود ہوتے ہیں۔ اُس نوجوان نے اُن بزرگ کے ساتھ مذاق کرنا شروع کر دیا اور کہا کہ باباجی اب آپ اپنا نمبر لگائیں یعنی آپ فوت ہو جائیں اور آپ کی قرآن خوانی کی جائے۔ اُس کے قریب بیٹھے ہوئے تمام دوست ہنسنے لگے۔ باباجی بھی شرمندہ ہو گئے۔ باباجی نے کہا کہ نمبر لگانا یا نہ لگانا میرے بس میں نہیں ہے۔ کسی کو کوئی پتہ نہیں کہ اُس کی عمر کتنی ہے اور کسی کو کوئی علم نہیں کہ اُس کا کب نمبر لگتا ہے۔

Marfat.com

ایک ہفتہ بعد اچانک اُسی نوجوان کے سینے میں درد ہوا' ہسپتال لے گئے' لیکن وہ راستے میں فوت ہوگیا۔ ڈاکٹر نے کہا: ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔ اُس نوجوان کی قرآن خوانی تھی' میں بھی اُس میں شامل تھا' وہ باباجی بھی موجود تھے' وہ کھانا کھا رہے تھے اور صحت مند تھے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ مذاق میں بھی ایسا بول نہیں بولنا چاہیئے جو اللہ کو ناپسند ہو اور کیا پتہ قبولیت کا لمحہ کون سا ہے؟۔

﴿ماہنامہ عبقری لاہور: جون/۲۰۰۹ء:۱۶﴾

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ

﴿حَاصلِ کلام﴾: — موت کا کیا پتہ کہ پہلے چھوٹے کو آئے گی یا بڑے کو آئے گی۔ پہلے بچہ موت کی آغوش میں جائے گا یا بوڑھا' یہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ کسی کو مذاق ایسا نہ کرو جس سے اُس کی دل آزاری ہو۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ

راقم الحروف کو ایک دوست نے واقعہ سُنایا تھا' جو بہت اصلاحی ہے۔ بطورِ اصلاح تحریر کیا جاتا ہے......

کسی علاقے میں ایک بزرگ تھے' جب وہ انتقال فرما گئے تو اپنے کسی مرید کو خواب میں ملے' اُس نے عرض کیا حضور قبر میں کیا معاملات پیش آئے۔ اُن بزرگوں نے فرمایا: باقی تو سارا معاملہ کلیئر ہوگیا ہے' صرف ایک عورت کی دل آزاری کی وجہ سے میں اپنے مقام پر پہنچنے سے رُکا ہوا ہوں' اگر ہوسکے تو اُس کے پاس جا کر کہو کہ وہ مجھے معاف کردے۔ وہ شخص صبح بیدار ہوا تو سیدھا اُس عورت کے گھر گیا' جا کر اُسے کہا کہ فلاں بزرگ جو فوت ہوچکے ہیں' اُن کا یہ پیغام ہے کہ مجھے معاف کردیں۔ اُس عورت نے تھوڑی دیر سوچنے کے بعد کہا: جا' میں نے معاف کردیا۔ وہ شخص کہنے لگا' بتاؤ تو سہی وہ کیا بات تھی جو تم نے معاف کردی

Marfat.com

۔وہ عورت کہنے لگی کوئی اتنی بڑی بات تو نہیں صرف معمولی سی بات تھی۔وہ شخص کہنے لگا' سناؤ تو سہی۔وہ عورت کہنے لگی' جب میری پہلی شادی ہوئی تو میرا نکاح اِن بزرگوں نے پڑھایا تھا۔اللہ تعالیٰ کی قدرت میرا وہ شوہر فوت ہو گیا۔جب میرا دوسرا نکاح ہوا تو وہ بھی اِن ہی بزرگوں نے پڑھایا۔اللہ تعالیٰ کی قدرت میرا دوسرا شوہر بھی وفات پا گیا۔پھر جب میرا تیسرا نکاح ہوا تو اُس وقت بھی یہی بزرگ نکاح پڑھانے کے لئے آئے تو کہنے لگے' اِس کو کب مارنا ہے۔اُس وقت میرے دل سے ایک آہ نکلی' آنکھوں میں آنسو آ گئے۔اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کی مولا! موت زندگی میرے اختیار میں تو نہیں' یہ تو سارا معاملہ تیرے اختیار میں ہے۔وہ کہنے لگی بس یہ بات تھی جو اُن بزرگوں نے کی اور میرے دل کو ٹھیس پہنچی' اُن کی اِس بات سے میری دل آزاری ہوئی۔جاؤ میں نے اُنہیں معاف کر دیا۔جب رات آئی تو وہ بزرگ دوبارہ خواب میں اُس شخص کو ملے اور کہا تیرا بھلا ہو' اُس کے معاف کرنے سے میری مشکل آسان ہو گئی' میں اپنے مقام جنت میں پہنچ گیا۔

غور کرو کتنی چھوٹی سی بات ہے جس کی وجہ سے اُن بزرگوں کو جنت میں جانے سے روک دیا گیا' اِس واقع سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جن کا وطیرہ ہی کسی کی دل آزاری کرنا ہے۔

﴿صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾

Marfat.com

پاخانہ کے بدلے پاخانہ

ارزقی نے حرم کے صید کے احترام کے بارے میں عبدالعزیز ابن ابی رواد سے نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ مقامِ ذی طویٰ میں پہنچے اور وہاں پڑاؤ کیا۔ کچھ دیر بعد حرم کے ہرنوں میں سے ایک ہرن چرتا ہوا اُن کے قریب آ گیا۔ چنانچہ ان پڑاؤ ڈالنے والوں میں سے ایک شخص نے اُس کی ٹانگ پکڑ لی۔ اُس کے ساتھیوں نے اُس سے کہا کہ اِس کو چھوڑ دو۔ لیکن وہ شخص تمسخرانہ انداز میں ہنستا رہا اور اُس ہرن کو چھوڑنے سے انکار کرتا رہا۔

تھوڑی دیر کے بعد اُس ہرن کا پیشاب اور پاخانہ نکل گیا۔ تب اُس شخص نے اُس ہرن کو چھوڑا۔ اُس کے بعد جب رات ہو گئی' یہاں تک کہ وہ لوگ اپنے خیمہ میں سو گئے۔ درمیان رات میں کچھ لوگوں کی آنکھ کھلی' دیکھا کہ اُس ہرن پکڑنے والے شخص کے پیٹ پر ایک سانپ لیٹا ہوا ہے۔ اُس کے ساتھیوں نے اُس کو آواز دے کر کہا۔ تیرا برا ہو حرکت مت کرنا۔ چنانچہ وہ شخص بے حس و حرکت پڑا رہا۔ یہاں تک کہ اُس ہرن کی طرح اُس شخص کا پاخانہ نکل گیا اور اُس کے بعد وہ سانپ اُس کے اوپر سے ہٹا۔ ﴿حیات الحیوان: ۴۲۶/۲﴾

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم

جس کے ڈر سے پیشاب نکلا اُسی کی قبر پر پیشاب کیا

محمد بن فضل جرجرائی کہتے ہیں: میں کسکر میں عجیف کی زمین کو سنبھالا کرتا تھا' میرے بارے میں یہ بات پہنچائی گئی کہ میں نے خیانت کی ہے اور باغ کو اُجاڑ دیا ہے' چنانچہ عجیف نے میرے پاس ایک شخص بھیجا کہ وہ مجھے قید کر دے تو اُس نے مجھے گرفتار کر لیا اور سرمن رائ کے مقام پر مجھے اُسی حالت میں اُن کے پاس حاضر کیا گیا، اُس نے مجھے دیکھ کر گالیاں دیں اور کہا: تو نے ساری زمین برباد کر دی اور اس میں خیانت اور لوٹ مار کی' خدا کی قسم! میں تجھے قتل کر دوں گا اور پھر کہا: کوڑا لاؤ! وہ لایا گیا اور میری قمیص اتاری گئی' جب میں نے یہ دیکھا تو میں حواس باختہ ہو گیا اور میں نے اپنی شلوار میں پیشاب کر دیا۔

اُس کے مشیر نے مجھے پیشاب کرتے ہوئے دیکھ لیا تو عجیف سے کہا: ''اللہ حاکم کو عزت دے' تمہارا دل تو اِسی میں پھنسا ہوا ہے' اِس کو مارنا اور قتل کرنا تو ہمارے ہاتھ میں ہے' یہ چھوٹ تو سکتا نہیں' چنانچہ آپ اِس کو قید کرنے کا حکم دے دیں اور میں اِس کے بعد غور و خوض کروں گا' اگر خبر دُرست نکلی تو اِس کو سزا دینا آپ کے اختیار سے باہر نہیں اور اگر جھوٹی نکلی تو آپ گناہ میں مبتلا ہونے سے بچ جائیں گے''۔

محمد بن فضل کہتے ہیں: پھر دوبارہ مجھے جیل بھیج دیا گیا تو میں کئی دنوں اُسی

Marfat.com

میں پڑا رہا' چنانچہ امیر المؤمنین معتصم نے عموریہ پر چڑھائی کی تو عجیف کے ساتھ جو ہونا تھا وہ ہو گیا' یعنی اُسے قتل کر دیا اور جب اُس کے مشیر کو اس کی خبر پہنچی تو اُس نے مجھے آزاد کر دیا اور میں قید سے چھوٹ گیا اور مجھے چاندی کا ایک سکہ دیا تو میں سر من رائ کے خزانچی (صاحب الدیوان) کے پاس گیا' وہ میرا دوست تھا' جب اُس نے مجھے دیکھا تو اُسے میری رہائی پر بڑی خوشی ہوئی اور میری خستہ حالی پر افسوس ہوا' اور اُس نے میرے سامنے کچھ مال کی پیش کش کی۔

میں نے اُس سے کہا: تم مجھے کسی کام میں لگوا دو' جس کی اُجرت سے میں اپنی ضروریات پوری کر لوں۔ چنانچہ اُس نے مجھے ربیعہ کے گھروں کے قریب کوئی کام سپرد کر دیا اور جب تاجروں کو مجھ پر اِعتماد ہو گیا تو میں نے اُن سے قرض لے لیا تا کہ کچھ کام کر سکوں اور میں نکل پڑا۔ میں جس زمین میں کام کرتا تھا وہاں پر ایک اور زمین تھی جو ''بکراث'' کے نام سے مشہور تھی تو کام ختم کرنے کے بعد رات گزارنے کے لئے میں وہاں گیا اور وہاں رات گزاری' سو جب صبح ہوئی تو مجھے قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئی' میں بیت الخلاء میں گیا' لیکن وہ بہت گندا تھا' تو میں گھر سے نکل کر صحراء میں کسی ٹیلے کی طرف نکل پڑا' چنانچہ میں ٹیلے پر پہنچا اور جب وہاں بیٹھ کر قضائے حاجت کی تو مالکِ مکان میرے پاس آیا اور کہنے لگا: کچھ پتا بھی ہے کہ کہاں پیشاب کیا؟

میں نے کہا: مٹی کے ٹیلے پر۔ تو وہ ہنسا اور کہا: یہ ایک آدمی کی قبر ہے۔ جو عجیف کے نام سے مشہور ہے' وہ بادشاہ کا ایک مقرر کردہ کمانڈر تھا' جس سے بادشاہ ناراض ہو گیا اور اُسے اَپنے ساتھ قید کر کے لایا' سو جب وہ اِس جگہ پہنچا تو اُسے قتل کر دیا اور دیوار کے پاس پھینک کر چلا گیا تو ہم نے اُس کے اوپر دیوار گرا دی تا کہ اُسے کتوں سے چھپا لیں' خدا کی قسم! وہ اِس ٹیلے کے نیچے ہے۔

Marfat.com

یہ سن کر مجھے اُس کے ڈر سے اپنی شلوار میں پیشاب کرنے کے بعد اور پھر اُس کی قبر پر پیشاب کرنے سے بڑا تعجب ہوا۔

﴿پریشانی کے بعد راحت:۲/۷ ابراہیم بن عبداللہ الحازمی/ مکتبہ بیت العلم کراچی﴾

صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم

(حاصل کلام):- اس واقعہ سے ایک تو یہ پتہ چلا کہ تحقیق کر کے فیصلہ کرنا چاہئے' یونہی کسی کے بتائے پر جلد بازی سے فیصلہ نہیں کرنا چاہئے' ہوسکتا ہے کسی پر زیادتی ہو جائے۔ عوام کو بھی چاہئے کہ الزام تراشی سے بچیں۔ کبھی کسی بڑے آدمی کا قرب ملے تو اُس کا ناجائز فائدہ نہ اُٹھائیں' جیسا کہ اکثر ہوتا ہے۔ بلکہ ہو سکے تو کسی کا بھلا ہی کریں۔ کسی کے ساتھ بھلائی کریں جیسے کہ اِس واقعہ سے ظاہر ہو رہا ہے' اُس مشیر نے آزاد کرنے کے ساتھ ساتھ کچھ خرچہ بھی دیا۔

اس واقعہ سے ایک یہ بھی پتہ چلا کہ اپنے دوست پر بوجھ بننے کی بجائے خود محنت کرنی چاہئے۔

جب وہ کئی ایسے مراحل سے گزر گیا تو وہ حکمران جس کے ڈر سے شلوار میں پیشاب نکلا' اُس کی قبر پر پیشاب کیا۔

صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم

Marfat.com

جانوروں کو تکلیف دینے کی سزا

بلی کا چہرہ کچلا......اپنا بھی کچلا گیا

اختر حسین رضوی (فیصل آباد) کہتے ہیں کہ میرے ایک دوست محمد شفیق ''ہرن پور'' کے رہنے والے تھے' اُن کی سائیکلوں کی دکان تھی۔ بتاتے ہیں کہ اُن کے ایک جاننے والے نے بلی کو ڈنڈے سے مارا' جس سے اُس کا چہرہ کچلا گیا اور وہ وہیں پر تڑپ تڑپ کر مرگئی اور وہ پاس کھڑا ہنستا رہا۔ کچھ دن کے بعد اُس کی لاش بھی اَیسے ہی کچلے ہوئے چہرے کے ساتھ ایک حادثے کے بعد اُس کے گھر پہنچی۔

﴿ماہنامہ عبقری جولائی ۲۰۰۸ء::۳۵﴾

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ

بلی تڑپی اور بیٹی لنگڑی ہوگئی

سرائے عالمگیر سے انجینئر نوید اختر صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ سرائے عالمگیر شہر کا واقعہ ہے' ایک متوسط گھرانے کی عورت جس کا نام پروین تھا' اُس نے چوزے پالے ہوئے تھے۔ یہ چوزے مرغی کے ساتھ گھر کے صحن میں تھے۔ پروین چھت پر تھی' ایک بلی چوزوں کو دیکھ کر چھت سے صحن میں گئی اور ایک چوزے کو پکڑ لیا' اُس عورت نے بلی کو چوزہ پکڑتے ہوئے دِیکھ لیا۔ چھڑی لے کر اَپنے بیٹے کے ساتھ بلی کی طرف بھاگی۔ بلی نے ڈر سے چوزے کو منہ سے چھوڑ

دیا اور راہِ فرار ڈھونڈنے لگی۔ ماں بیٹے دونوں نے اُس کو مارا۔ اُس کی ٹانگ پر لگی اور بلی لنگڑانے لگی۔ بلی لنگڑاتے ہوئی تھوڑا آرام لینے کیلئے رک کر بیٹھتی تو دونوں مل کر اُسے چھڑیوں سے مارتے' بلی کسی طرح گھر سے نکلنے میں کامیاب ہوگئی اور گھر کے باہر ایک تالاب پر گئی۔ پروین بھی اُس کے پیچھے بھاگی۔ بلی نے تالاب سے پانی پینے کیلئے سر جھکایا تو اُس عورت نے اُس کے سر پر ایسی ضرب لگائی کہ بلی پانی نہ پی سکی اور ایک دردناک چیخ کے ساتھ ہی گر کر تڑپنے لگی اور تڑپ تڑپ کر مر گئی۔ پڑوس کی عورتوں نے بہت لعن طعن کیا کہ تم نے بہت ظلم کیا مگر وہ اُس کو مارنے کی کامیابی پر خوش تھی۔ اللہ کسی جانور کی بدُعا بھی رد نہیں کرتا اور مظلوم کی بدُعا تو بہت جلدی اثر کرتی ہے۔ پروین کی ایک بیٹی کچھ دنوں بعد چھت سے گری اور اس کی ایک ٹانگ ضائع ہوگئی۔ بہت پیسہ خرچ کرنے کے بعد ٹانگ کچھ دُرست ہوئی' مگر چھوٹی رہ گئی۔ کچھ عرصہ کے بعد پروین کے ہاں ایک بیٹی ہوئی جس کا سر بہت بڑا تھا اور آنکھیں بہت چھوٹی چھوٹی سی تھیں۔ اُس کے سینے اور کمر میں پیدائشی طور پر کینسر کا پھوڑا تھا۔ علاج کے باوجود وہ جانبر نہ ہوسکی اور فوت ہوگئی۔ اس کے بعد پروین کے ہاں ایک لڑکا ہوا جس کے دونوں پاؤں ٹیڑھے تھے۔ پروین اس بچے کو لیکر بہت جگہ پھری' بہت علاج کروائے' بہت پیسہ خرچ کیا' مگر بچے کے پاؤں ٹیڑھے ہی رہے۔ ہر حالت میں ہمیں رحم کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے اور مظلوم کی آہ سے بچنا تو اِنتہائی ضروری اَمر ہے۔

﴿ماہنامہ عبقری/ اگست ۲۰۰۹ء::۲۸﴾

-•❖✻﴿صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ﴾✻❖•-

بلی کو مارنے کا انجام

ابو حذیفہ آف راولپنڈی بیان کرتے ہیں کہ سرائے عالمگیر کا ایک واقعہ ہے ایک شخص محمد فاضل نامی انگلستان گیا ہوا تھا' اُس کا سرائے عالمگیر میں گھر تھا اور باہر ملک میں اچھی کمائی کرتا تھا۔ محمد فاضل میں نخوت بھی کسی حد تک موجود تھی۔ دن خوشی خوشی گزر رہے تھے۔ محمد فاضل یہاں کچھ دن چھٹی پر واپس آیا۔ پہلی بیوی سے اولاد نہ تھی۔ دوسری بیوی میں سے ایک ہی بیٹی تھی۔

ایک دن گھر کے صحن میں دودھ پڑا تھا۔ کہیں سے ایک بلی آ گئی' اُس نے دودھ میں منہ ڈال دیا۔ کچھ پیا تھا کہ محمد فاضل کی نظر پڑ گئی۔ وہ بلی کے پیچھے بھاگا۔ بلی ڈرتے ہوئے بھاگی اور گھر کے کچن کی چمنی میں گھس گئی۔ فاضل نے جلدی جلدی چمنی بند کر دی اور یوں یہ بلی اُس چمنی میں قید ہو گئی۔ فاضل نے چمنی نہ کھولی اور بلی اُس میں قید رہی۔ تقریباً چار یا پانچ دن گزر گئے۔ کسی نے ایک دن چمنی کھول دی۔ بلی کئی دن کی بھوکی اور پیاسی تھی۔ چمنی سے نڈھال حالت میں نکلی۔ چھت پر خشک روٹی کا ایک ٹکڑا پڑا تھا۔ سخت بھوک کی حالت میں اُس نے وہ ٹکڑا کھایا اور پانی پی لیا۔ خشک روٹی اور ٹکڑا کھا کر بلی تڑپنے لگی۔ بچوں نے محمد فاضل کو بتایا کہ بلی تڑپ رہی ہے۔ اُس نے بچوں سے کہا کہ اس کو مار دو۔ بچوں نے بلی کو مار دیا۔ کچھ دن بعد فاضل کی انگلستان واپسی تھی۔ اس سے قبل ہی فاضل پر فالج کا اٹیک ہوا اور اُس کا آدھا دھڑ مفلوج ہو گیا اور فاضل مکمل طور پر بچوں کا محتاج ہو کر رہ گیا۔ نہ خود کھانا کھا سکتا تھا' نہ چل سکتا تھا' بلکہ خود حاجت سے بھی فراغت نہیں حاصل کر سکتا تھا۔ مجبور اور بے کس' بیوی سے لڑتا اور دل کی بھڑاس نکالتا۔ ایک زبان ساتھ تھی' اُس پر بھی فالج کا اٹیک ہوا اور زبان بھی بند

Marfat.com

ہوگئی۔ اب صرف اشاروں سے کچھ بات سمجھا سکتا تھا۔ اِسی اثناء میں اُس کی اکلوتی جوان بیٹی فوت ہوگئی' اب صرف فاضل تھا اور اُس کی بیوی۔ فاضل زیادہ دن زندہ نہ رہ سکا اور اسی فالج کی حالت میں فوت ہوگیا۔ گویا کہ فاضل کی نسل ہی ختم ہوگئی۔ بیوی یہ گھر چھوڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گاؤں چلی گئی۔ فاضل کی ساری دولت اُس کے عزیزوں نے قبضہ میں لے لی اور بیوی کو بھی کچھ نہ مل سکا۔ وہ بیوی جو خاوند کی کمائی پر ناز کرتی تھی' اب گاؤں میں کسمپرسی کی حالت میں زندگی گزار رہی ہے۔ ﴿ماہنامہ عبقری اپریل ۲۰۱۱ء:۲۸﴾

-•❖✻﴿صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ﴾✻❖•-

سانپ کو اذیت دینے کی سزا

حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی ایڈیٹر "ماہنامہ عبقری" لاہور فرماتے ہیں کہ ظلم آخر ظلم ہوتا ہے' چاہے وہ جانور کے ساتھ ہو یا انسان کے ساتھ' اِس لئے حکم سرکار دو عالم ﷺ ہے کہ جانور کو تیز دھار چھری کے ساتھ ذبح کیا جائے' تاکہ اُس کو زیادہ تکلیف نہ ہو' کند چھری کے ساتھ ذبح نہ کیا جائے۔ ایک چشم دید واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔ ایک صاحب نے سانپ دیکھا تو اُسے مارا' لیکن پورا نہیں' بلکہ اُسے زخمی کیا۔ اَب اُس کے اِرد گرد آگ جلا دی اور سانپ کے راہِ فرار اور جان بچانے کے تمام راستے بند کر دیئے' پھر وہ صاحب آگ آہستہ آہستہ سانپ کے قریب کرتا گیا' سانپ تڑپتا رہا اور یہ خوش ہوتا گیا' اور اُسے اَذیت دیتا رہا۔ آخر کار کرتے کرتے سانپ تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ اب قدرت الٰہی کا اِنتقام دیکھئے۔ وہ آدمی کافی مالدار تھا' لیکن اولاد نے اسکو گھر سے نکال دیا۔ سب مال و اسباب اور جائیداد چھین لی' اُس کے پاس کچھ نہ بچا۔ جس طرح اُس نے آگ سانپ

Marfat.com

کے قریب سے قریب تر کی اُسی طرح اولاد نے فاقوں اور طعنوں کی آگ اُس کے قریب سے قریب تر کی۔ بعض اوقات وہ شخص کہتا تھا کہ میرے سامنے اُسی سانپ کا نقشہ آتا ہے کہ میں اُسے اذیت دے رہا ہوں' کیوں نہ میں نے اُسے ایک ہی ضرب سے مارڈالا' اُسے اذیت نہ دیتا۔ آج بالکل اُسی طرح مجھے اذیت دی جارہی ہے۔ ﴿ماہنامہ عبقری/ دسمبر ۲۰۰۹ء/۲﴾

-•❖✻﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ﴾✻❖•-

کتیا کے بچوں کو تکلیف دینے کی سزا

لیّہ سے شہزاد علی فرماتے ہیں کہ میں جو واقعہ بیان کر رہا ہوں وہ میری آنکھوں دیکھا ہوا اور بالکل سچا ہے' جو ہمارے محلے کی ایک عورت کو پیش آیا۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ ہمارے گاؤں میں ایک عورت رہتی تھی۔ جس کے دو بیٹے تھے۔ ایک دن اُس کے بڑے بیٹے نے ماں سے فرمائش کی آج اُبلی ہوئی سویاں کھانے کو دل چاہ رہا ہے۔ ماں نے جونہی اپنے بیٹے کی فرمائش سنی جھٹ برتن میں پانی ڈال کر اُسے چولہے پر اُبلنے کے لئے رکھ دیا۔ اُسی گھر میں ایک کتیا رہتی تھی' جس کے دو چھوٹے پلے بھی تھے۔ کتیا نے اُن کو اِسی گھر میں جنم دیا تھا۔ مگر عورت کو ان پلوں سے بہت چڑ تھی۔ حالانکہ وہ صحن کے ایک کونے میں پڑے رہتے تھے اور گھر کی کسی چیز کو بھی خراب نہیں کرتے تھے۔ بہر حال عورت نے گرم کھولتے ہوئے پانی سے سویاں نکال کر اُن پر چینی ڈال کر اپنے بچوں کو دیں۔ جب عورت اپنے بیٹے کو سویاں دے رہی تھی' اتفاق سے وہی کتیا اسی وقت وہاں سے گزری' اس کا رُخ اَپنے بچوں کی طرف تھا اِسی دَوران عورت کے ذہن میں شیطانی سوچ اُبھری' اُس نے گرم کھولتے ہوئے پانی کی دیگچی کتیا پر انڈیل

دی۔ کتیا ساری رات تکلیف کی وجہ سے دردناک آوازیں نکالتی رہی۔ صبح کو عورت اور گھر کے سب افراد نے دیکھا' کتیا کے جسم پر بڑے بڑے چھالے تھے اور وہ مرچکی تھی۔

دوسرے دن اُس کے پلے بھی ماں کے بغیر چیخ چیخ کر مر گئے۔ محلے کی کچھ بزرگ خواتین نے اُس عورت کو نصیحت کی کہ تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ بہر حال اب تم اللہ سے توبہ کرلو۔ مگر عورت نے حقارت سے کہا: اِس حقیر کتیا کی خاطر اللہ مجھے کیونکر عذاب دے گا۔ کچھ دن بعد بڑے بیٹے کو بخار ہوا' اور وہ دو دن کے اندر مر گیا' ابھی اس کا زخم مندمل نہیں ہوا تھا کہ اس کا دوسرا بیٹا بھی دوسرے ہفتے مر گیا' دو بیٹوں کی المناک موت کے بعد بھی اُس عورت کو کتیا کا واقعہ یاد نہ آیا اور نہ اُس نے توبہ کی۔ کچھ دن بعد اُس عورت کے پورے جسم پر کتیا کی طرح چھالے پڑ گئے اور پھر اُن میں کیڑے بھی پڑ گئے۔

اُس نے اَپنی تمام جائیداد اور زیور بیچ کر اَپنا علاج کرایا' ہر ڈاکٹر کو دکھایا' مگر بے سود۔ اب یہی عورت ہر ایک کو جانوروں کے ساتھ رحم کی نصیحت کرتی ہے اور اللہ سے توبہ کرتی ہے اور ہر آنے جانے والے سے کہتی ہے کہ وہ جانوروں پر ظلم نہ کریں کیونکہ اس سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "تم زمین والوں پر رحم کرو میں تم پر رحم کروں گا"۔ ﴿ماہنامہ عبقری/ دسمبر ۲۰۰۹ء/۲۸﴾

-❖❖ صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمدٍ وّاٰلہٖ وسلّم ❖❖-

کتیا کی چیخ نے عرش ہلادیا

تاریخ کا ایک سچا واقعہ ۱۹۰۰ء کی بات ہے' ضلع سرگودھا میں دریائے جہلم کے کنارے گوندلوں کی وسیع آبادیاں تھیں۔ یہ لوگ اُس زمانے کے مطابق ہر

لحاظ سے خوشحالی اور فارغ البالی کی زندگی گزار رہے تھے۔ جوار اور باجرے کی روٹی، دودھ، دہی اور لسی کے ساتھ کھاتے۔ پیلو کا پھل عام تھا اور وہ اسے رغبت کے ساتھ نوش کرتے تھے۔ ابھی نہری پانی نہیں آیا تھا، چراگاہیں عام تھیں، گائے بھینس کا دودھ، بھیڑ، بکری کا گوشت عام تھا، کاشت کاری برائے نام تھی اور گلہ بانی عام تھی۔ نوجوان صرف گلہ بانی کی مشقت کے عادی تھے اور اس کے ساتھ کبڈی، کشتی اور پرکوڈی کے کھیل روزمرہ کا معمول تھے۔ صحتوں کا یہ عالم تھا کہ ایک نوجوان ایک وقت میں بارہ سیر دودھ پی جاتا، سالم بکرا بھون کر کھا جاتا اور ایک ہلّے میں دریا کو تیر کر عبور کر جاتا اور دوسرے کنارے کو چھو کر فوراً ہی واپس آجاتا۔

گوندلوں کی ایسی ہی ایک آبادی کا ایک نوجوان سب سے بانکا، سجیلا تھا۔ صحت، جوانی، فارغ البالی، قبیلے کا گھمنڈ اور خوفِ خدا سے بے نیازی، یہ نوجوان اپنے انداز واطوار میں شترِ بے مہار بن گیا تھا۔ لاٹھی ہاتھ میں لے کر، شاہانہ لباس پہن کر علاقہ آہلی کی گلیوں میں عاد و ثمود کی ذہنیت کا مظاہرہ کرتا اور گردن تانے اکڑتا ہوا نظر آیا کرتا۔

ایک روز ساون کے مہینے میں جب کہ بارشوں نے سارا گرد و غبار دھو دیا تھا اور موسم بہت خوبصورت تھا، یہ نوجوان دیدہ زیب لاچہ اور لمبی قمیض پہن کر، سر پر طرے دار پگڑی رکھ کر اور ہاتھ میں اپنا پسندیدہ ہتھیار بلم لے کر دریا کے کنارے اپنی بھینسوں کو دیکھنے کے لئے نکلا۔ واپسی پر اُسے راستے سے ہٹ کر ایک جھونپڑی نظر آئی، جس کے سامنے دو بچے کھیل رہے تھے۔ قریب ہی ایک کتیا آنکھیں بند کئے لیٹی ہوئی تھی اور اُس کے دو ننھے پلّے اُس کا دودھ پی رہے تھے۔ گوندل نوجوان کتیا کے نزدیک آیا تو کتیا غرانے لگی، نوجوان کا پارہ ایک دم چڑھ

Marfat.com

گیا' وہ اُس علاقے کا بے تاج بادشاہ تھا' جس پر کوئی اِنسان بھی ٹیڑھی آنکھ ڈالنے کی جرأت نہ کرتا تھا' چہ جائیکہ ایک حقیر' پلید کتیا یہ حرکت کرے۔ گوندل نوجوان آگے بڑھا' کتیا پھر غرائی۔ اِس پر اُس نوجوان نے غضبناک نگاہوں سے دیکھا اور اگلے ہی لمحے اُس نے بلم کی اَنی کتیا کے پیٹ میں اُتار دی۔ کتیا چیخی' چلائی' تڑپی اور ٹھنڈی ہوگئی۔ بے گناہ کتیا مرگئی' جھونپڑی کے دونوں لڑکے خوب روئے' کتیا کے دونوں بے زبان بچے چیختے رہے۔ اُن کے سوا کسی نے اِس ظلم پر احتجاج نہ کیا اور بات آئی گئی ہوگئی۔ لیکن اُس کی چیخ و پکار نے عرشِ الٰہی ہلا کر رکھ دیا۔

اِس واقعے کو چند دن ہی گزرے تھے کہ اُس گوندل نوجوان کا اپنے چچازاد بھائی سے جھگڑا ہوگیا۔ دوسرے ہی روز کسی اور کے ہاتھوں اُس کا چچازاد بھائی قتل ہوگیا۔ قاتلوں نے لاش کو دریائے جہلم میں بہا دیا۔ لیکن اگلی صبح لاش وہاں کنارے آ لگی جہاں اُس نوجوان کی بھینسیں بیٹھی جگالی کر رہی تھیں۔ چنانچہ مقتول کے باپ نے مذکورہ گوندل نوجوان ہی کو قاتل قرار دیا اور تھانے میں ایف۔ آئی۔ آر۔ درج کرادی۔ پولیس والوں اُسے پکڑ کر گجرات جیل بھیج دیا۔ مقدمہ سیشن سپرد ہوا۔ سیشن جج میانوالی انگریز تھا۔ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر شاہ پور آیا' پھر دورہ کرتے ہوئے گجرات پہنچا۔ وہیں کیس کی سماعت ہوئی اور گوندل نوجوان کو موت کی سزا سنائی دی۔ اپیلوں کا سلسلہ ڈیڑھ سال تک چلتا رہا' سب مسترد ہو گئیں۔ صرف وائسرائے کی رحم کی اپیل کا فیصلہ باقی تھا۔

ملزم کو یقین تھا کہ اُسے پھانسی نہیں ہو سکتی' کیونکہ وہ بے گناہ تھا' اُس نے یہ قتل نہیں کیا تھا نیز ٹوانہ برادری سے اُن کے گہرے مراسم تھے' اُسے اُن کی سفارش پر بھرپور یقین تھا' قاتل اور لوگ تھے۔ اللہ کا کوڑا حرکت میں آیا' پھانسی

Marfat.com

کے لئے اُسے ڈسٹرکٹ جیل جھنگ کی کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا۔

یہاں سوتے میں خواب دیکھا کہ سامنے آسمان سے زمین تک ایک زنجیر لٹکی ہوئی ہے، جس کسی کو عدل کی ضرورت ہو وہ اُس زنجیر کو ہلاتا ہے۔ وہ نوجوان بے قرار ہو کر اُس کی طرف بڑھا تاکہ وہ زنجیر ہلائے اور اپنی بے گناہی ثابت کرے ۔جب وہ زنجیر کے قریب پہنچا تو وہی کتیا اپنے دو بچوں کے ساتھ اُس کے راستے میں حائل ہو جاتی ہے اور اُسی طرح غرانے لگتی ہے اور قریب نہیں جانے دیتی۔ وہ نوجوان سخت خوفزدہ ہوا اُس کی نیند کا سلسلہ ختم ہوا تو وہ پسینے میں تر بتر تھا۔ اب اُس کی آنکھیں کھلتی ہیں کہ واقعی میں نے بلا وجہ ایک کتیا کے پیٹ میں بلم چبھو کر اُسے مارا تھا۔ اس کا بدلہ مجھ سے لیا جا رہا ہے۔ تمام اپیلیں اور سفارشیں مسترد ہو جاتی ہیں۔

انجام کار وہی ہوا جس کا اُسے ڈر تھا، وائسرائے سے ٹوانوں نے بھی سفارش کی، مگر وہ بھی مسترد ہو گئی اور آخر کار ۵ر اگست ۱۹۰۲ء کو صبح چار بجے اُس نوجوان کو ڈسٹرکٹ جیل جھنگ میں پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ اُس کی لاش خلاف معمول کافی دیر تک تڑپتی رہی اور یہ پیغام دیتی رہی کہ اللہ ربُ العزت کو اپنی مخلوق کتنی پیاری ہے اور یہ تقدیر کوئی اندھی، گونگی یا بہری چیز کا نام نہیں۔ یہ اِنسان کے اچھے برے اعمال کے تناظر میں حرکت کرتی رہتی ہے۔

آج بھی آہلی کے لوگ اُس کی قبر کی طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں کہ یہ شخص ایک بے زبان، بے قصور کتیا کو ہلاک کرنے کے جرم میں پھانسی پا گیا تھا۔

﴿مخفی ہاتھ راز چودھری محمد اکرم رانجھا بحوالہ ماہنامہ عبقری: اگست ۲۰۱۱ء: ۲۸ر پرنسپل غلام قادر ہراج آف جھنگ﴾

-•❖❁﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾❁❖•-

﴿حاصلِ کلام﴾:- جانوروں کے ساتھ خاص طور پر پالتو جانوروں سے اچھا

Marfat.com

سلوک کرنا چاہیئے' یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں' ان سے اچھا برتاؤ کرنے سے خدا راضی ہوتا ہے' مشکلیں آسان ہوتی ہیں اور بخشش بھی ہو جاتی ہے جس طرح کنجری نے کتی کے بچے کو پانی پلایا تو بخشی گئی۔ اور ایک مائی بلی کو تکلیف دینے کی وجہ سے دوزخ کی آگ میں چلی گئی۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

بلی پر ظلم جہنم کا سبب بن گیا

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہنم میرے قریب کی گئی' میں نے وہاں ایک عورت کو دیکھا' جسے ایک بلی پنجے مار رہی ہے۔ میں نے (وہاں موجود ذمہ داران سے) پوچھا! اِس عورت کا کیا معاملہ ہے؟ تو انہوں نے بتایا یہ (بلی اِس عورت کا نقصان کر جاتی تھی جس کی وجہ سے) اِس عورت نے اِس بلی کو باندھ دیا' ہر وقت اُسے باندھے رکھتی' اُس کی خوراک کا بھی خیال نہ رکھتی' بلی بھوک سے بے چین ہو کر چیختی چلاتی رہتی' لیکن بڑھیا پر اس کا کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ آخر کار بلی بھوک و پیاس کی شدت سے جان دے بیٹھی اور بڑھیا اس ظلم کی پاداش میں جہنم رسید ہوئی۔ (یہ اس قدر ظالم تھی) کہ نہ اُس نے بلی کو کھانا' پانی دیا اور نہ چھوڑ دیا کہ وہ زمین سے حشرات الارض وغیرہ کھالیتی۔

﴿ابن ماجہ شریف' ابواب اقامۃ الصلوٰۃ ☆ نسائی شریف ☆ بخاری شریف جلد اول﴾

﴿مسلم شریف جلد دوم ☆ مسند احمد﴾

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

قارئین کرام! میرے حضور ﷺ کا اعزاز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم کو میرے حضور ﷺ کے قریب کر کے ایک نظارہ دکھلایا' نظارہ یہ تھا کہ پہلی قوموں میں سے کسی قوم کی ایک عورت نے بلی کے ساتھ جو ظلم کیا' اللہ نے اس ظلم کی سزا کا منظر

Marfat.com

دکھلایا تا کہ حضور ﷺ کے ذریعے قیامت تک کے لئے محمد ﷺ کی اُمت کو بتلا دیا جائے کہ اللہ ظالم کو نہیں چھوڑتا اور مظلوم کو بدلہ دلاتا ہے۔ اب وہ جہنم اس بلی کے لئے گلزار تھی جب کہ عورت کے لئے دہکتی، بھڑکتی، جوش مارتی آگ تھی۔ وہاں بلی اپنا بدلہ لے رہی تھی۔ ﴿حیوۃ الحیوان: ۶۱۶/۲﴾

-•❖❁﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾❁❖•-

اللہ تعالیٰ ظلم کو پسند نہیں کرتا

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام ایک شیر کے پاس سے گذرے پس اُس کو اپنے پاؤں سے مارا اُس کے بعد شیر نے اپنا سر نوح علیہ السلام کی طرف اُٹھایا اور آپ کی پنڈلی زخمی کر دی۔ حضرت نوح علیہ السلام درد کی وجہ سے اپنی پنڈلی زمین پر مارنے لگے اور اس رات نہ سوئے اور کہتے تھے کہ اے میرے رب! تیرے کُتے نے مجھے کاٹ کھایا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُن کی طرف وحی بھیجی کہ ظلم کو اللہ پسند نہیں کرتا، پہلے تم ہی نے اُس کو ایذاء دی۔ واللہ اَعْلَمُ۔

﴿نوادر قلیوبی: ۲۱۰﴾

حضرت نوح علیہ السلام کی درندے پر شفقت

عقائق الحقائق میں ہے کہ ایک درندے نے اہل کشتی کو برہم کر دیا۔ نوح علیہ السلام نے اُس پر بددُعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کو بخار میں مبتلا کر دیا۔ وہ کشتی کے گوشہ میں پڑ رہا اور کراہنے لگا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے بڑے زور سے اُس کے ایک طمانچہ مارا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے پاس وحی بھیجی کہ میں حَکَم عادل ہوں اور یہ بھی میری ایک مخلوق ہے اور وہ بیمار ہے، اپنی حالت کی شکایت کرتا ہے اور مجھے مریض کی شکایت سے محبت آتی ہے۔ پس اُس کے پاس کھڑے ہو کر اِس کی

Marfat.com

اصلاح کیجئے۔ چنانچہ آپ نے اُس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے تخفیف کردی۔ اگر شیر کو بخار نہ آتا ہوتا تو زمین میں اس کا ضرر بہت بڑھ جاتا۔

﴿نزہۃ المجالس جلد دوم﴾

-•✤❄﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾❄✤•-

حرم شریف کی ہرنی کے شکار کی سزا

حضرت مجاہد سے منقول ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں قصی بن کلاب کے دور سے قبل شام کا ایک تاجر قافلہ مکہ آیا اور وادیٔ طویٰ میں ان ببول کے درختوں کے نیچے قیام پذیر ہوا' جن کے سایہ میں لوگ آرام کیا کرتے تھے۔ انہوں نے قیام کے بعد بھوبل پر روٹی پکائی۔ لیکن سالن بنانے کے لئے اُن کے پاس کوئی چیز نہ تھی۔ لہٰذا اُن میں سے ایک شخص نے اپنا تیر کمان لیا اور حرم شریف کی ایک ہرنی کو جو اُن کے قریب چر رہی تھی' مار ڈالا اور اُس کی کھال اُتار کر اُس کا سالن بنانے لگا۔ جس وقت وہ لوگ اس گوشت کو بھون رہے تھے اور اُن کی ہانڈی جوش مار رہی تھی۔ اچانک ہانڈی کے نیچے سے ایک آتشی بہت بڑی گردن برآمد ہوئی اور اُس نے پورے قافلہ کو جلا کر راکھ کر دیا۔ مگر ان لوگوں کے سامان' لباس اور درختوں کو اس کے زیر سایہ یہ لوگ مقیم تھے۔ اُس آگ نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔

﴿حیات الحیوان: ۴۲۶/۲﴾

-•✤❄﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾❄✤•-

بے رحمی کی سزا......اور پرندے پر رحم کی جزا

''تحفہ مکیہ'' میں قاضی نصر عمادی نے حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ واقعہ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص نے گائے کے سامنے

Marfat.com

ہی اُس کے بچھڑے کو ذبح کر دیا۔ اس بے رحمی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُس کا ایک ہاتھ خشک کر دیا۔ اُس کے بعد ایک دن وہ شخص بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک کسی پرندہ کا بچہ گھونسلہ سے زمین پر گر پڑا اور اپنے ماں باپ کو بے بسی سے دیکھنے لگا۔ اور اُس کے ماں باپ بھی بے بسی کے عالم میں اُس کو دیکھتے رہے۔ اُس شخص نے ان جانوروں پر رحم کرتے ہوئے اُس بچے کو اُٹھا کر گھونسلہ میں رکھ دیا۔ چنانچہ اُس کے اِس فعل پر اللہ تعالیٰ کو رحم آیا اور اُس کا مفلوج خشک ہاتھ ٹھیک کر دیا۔

﴿نزہۃ المجالس: ۱۳۵ ☆ حیات الحیوان جلد ۲ صفحہ ۴۶﴾

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ

گدھے کو مارنے پر تنبیہ

روایت ہے کہ ابو حاتم بجستانی نے ابو نصر سراج سے اور ابو نصر نے حسین ابن احمد رازی سے اور انہوں نے ابو سلیمان خواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ وہ ایک مرتبہ گدھے پر سوار ہو کر جا رہے تھے اور گدھے کو مکھیاں پریشان کر رہی تھیں۔ جس کی وجہ سے وہ بار بار اپنے سر کو جھٹکتا تھا۔ میں اُس کی اِس حرکت پر اُس کو بار بار لکڑی سے مار دیتا تھا۔ جب کافی دیر ہو گئی اور میں گدھے کو مارتا رہا تو گدھے نے میری طرف منہ کر کے کہا کہ مجھ کو (بلا قصور) مارے جا رہے ہو تیرے سر پر بھی اسی طرح مار پڑے گی۔ حسین کہتے ہیں کہ مَیں نے خواص سے پوچھا کہ اے ابو سلیمان کیا واقعی گدھے نے تم سے گفتگو کی تھی؟ انہوں نے اِس کا جواب اثبات میں دیا اور کہا کہ میں نے گدھے کی بات اس طرح سُنی تھی، جس طرح کہ تم میری بات سُن رہے ہو۔

﴿رسالہ قشیریہ باب کرامۃ الاولیاء ☆ حیات الحیوان جلد ۱ صفحہ ۲۷﴾

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ

Marfat.com

بھینس کو تکلیف دینے کی سزا

قدوۃ الاولیاء، قطب الاقطاب، حضرت خواجہ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ (گوجرانوالا) (خلیفہ مجاز آستانہ آلو مہار شریف) آپ کہیں تشریف لے جارہے تھے کہ سڑک کے کنارے ایک بھینس بندھی ہوئی دیکھی۔ بھینس آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے ہی بڑے درد سے بولنے لگی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُسی وقت بھینس کے مالک کو بلایا اور فرمایا: یہ بھینس فریاد کررہی ہے کہ تو اِس کے بچوں کو پیدا ہوتے ہی ذبح کردیتا ہے۔ اب پھر اِس کے بچہ ہونے والا ہے، اسے خدشہ ہے کہ تو پھر اس کو ذبح کر دے گا۔ اِس نے مجھ سے شکایت کی ہے۔ اے شخص! یہ فقیر تجھے خبردار کرتا ہے، اب اِس کے بچے کو ذبح نہ کرنا، ورنہ تو سخت ذلیل ہوگا اور پچھتائے گا۔ بجائے اپنی اصلاح کے وہ شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مذاق اُڑانے لگا۔ جب دوسرے، تیسرے دن بھینس نے بچہ جنا تو اُس شخص نے حسبِ دستور اُسے ذبح کردیا۔ فوراً اللہ کی بارگاہ سے اُس پر آفت نازل ہوئی۔ جتنے جانور کھیتی باڑی والے تھے سب مر گئے۔ اس کے بعد اُس کے گھر والوں کی باری آئی وہ مرے، اُس کے بعد وہ خود پاگل، دیوانہ ہوگیا۔ بھٹک بھٹک کر مرا۔

❁ ماہنامہ دعوت تنظیم الاسلام جولائی ۲۰۰۳ء ص ۴۵ ❁

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

Marfat.com

جانوروں کی خدمت کا صلہ

فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو چڑیا پر رحم کرنے کا صلہ

ایک مرتبہ حضرت امیر المؤمنین عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک لڑکے کو چڑیا سے کھیلتے دیکھا۔ چڑیا کو اُس سے خرید کر چھوڑ دیا۔ جب آپ کا انتقال ہو گیا تو آپ کے اصحاب میں سے کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا اور حال پوچھا۔ آپ نے فرمایا: جب مجھے قبر میں رکھا گیا تو دونوں فرشتوں سے مجھے خوف معلوم ہوا۔ اتنے میں مَیں نے سُنا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ میرے بندے کو خوف زدہ نہ کرو۔ کیونکہ اُس نے دُنیا میں ایک چڑیا پر رحم کھایا تھا اِس لئے میں نے آخرت میں اُس پر رحم کیا۔ ﴿نزہۃ المجالس:۱۳۵﴾

کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہربان ہو گا عرشِ بریں پر

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب! صَلَّى اللهُ عَلٰى مُحَمَّد وَّآلِهٖ وَسَلَّم

بکری پر رحم کا صلہ

ایک شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب میں بکری کو ذبح کرتا ہوں تو مجھے اُس پر بڑا ترس آتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تجھے اُس پر رحم آتا ہے تو خدا بھی تجھ پر رحم کرے گا۔ ﴿نزہۃ المجالس:۱۳۵﴾

Marfat.com

بکری پر رحم کرنے سے کلیم کا درجہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام جنگل میں جناب شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ بکری کی ذات بھی عجیب متلون مزاج ہے۔ یہ پراگندگی اور انتشار کو بہت پسند کرتی ہے۔ اور یکجا چرنے کی بجائے پھیل کر چرنا زیادہ پسند کرتی ہے۔ اور ریوڑ سے علیحدہ ہونے میں بھی کوئی قباحت محسوس نہیں کرتی اور بڑی بے تکلفی سے دور' بلکہ بہت دور نکل جاتی ہے۔ جس سے چرانے والوں کو خاصی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ایک بکری نے مزاج کے اسی تلون اور فطری انتشار پسندی کی وجہ سے ایک روز موسیٰ علیہ السلام کو خاصا پریشان کیا۔ وہ ریوڑ سے علیحدہ ہو کر بہت دور نکل گئی پھر اسی پر اکتفانہ کی بلکہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اسے پکڑنے کے لئے دوڑے۔ تو وہ بھی بھاگ نکلی۔ اور ادھر ادھر تیزی سے دوڑتی رہی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیر تک اور دور تک اس کا پیچھا کیا۔ تا آنکہ آپ کو غصہ آ گیا۔ آپ نے ارادہ کر لیا کہ جب وہ ہاتھ آئی تو اسے خوب پیٹیں گے۔

بکری نے بھی ارادہ بھانپ لیا تھک چکی تھی اس لیے کھڑی ہو گئی۔ اور نہایت مسکین اور رحم طلب نظروں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھنا شروع کر دیا۔ یہ ادائے دلبری اپنا کام کر گئی' یہ سادہ اور معصومیت سے لبریز انداز اتنا خوبصورت تھا کہ رحمت جوش میں آ گئی' ارشادِ خداوندی ہوا' اے پیارے موسیٰ علیہ السلام! تم نے ہماری مسکین و ناتواں مخلوق پر رحم کیا ہے۔ ہم تمہیں پیغمبری کے لئے منتخب کرتے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد تاج نبوت تمہارے سر پر رکھیں گے اور تختِ رسالت پر بٹھائیں گے۔ ﴿نزہۃ المجالس: ۱۳۶ ☆ دروسِ بسم اللہ: ۷۳﴾

بلی پر رحم کرنے سے شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی بخشش

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک دوست سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو وفات کے بعد دیکھا' پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کر کے مجھ سے پوچھا کہ اے ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ! تجھے کچھ پتہ ہے کہ میں نے تجھ کو کس عمل کی بدولت بخش دیا ہے؟ میں نے کہا کہ میرے اچھے کاموں کی بدولت۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا میرے حج' روزہ' اور نماز کے سبب۔ جواب ملا نہیں' ان چیزوں سے تمہاری مغفرت نہیں کی۔ میں نے عرض کیا۔ نیک لوگوں کے پاس ہجرت کرنے کے لئے اور طلب علم کے لئے مسلسل سفر کے باعث۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب انکار میں ملا۔ میں نے عرض کیا۔ اے پروردگار! یہی چیزیں تو مغفرت اور نجات دلانے والی ہیں۔ میرا خیال تھا کہ انہی کی وجہ سے آپ معاف فرمادیں گے اور مجھ پر رحم فرمائیں گے۔ اِسی لئے ان چیزوں کو میں نے مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مَیں نے اِن میں سے کسی عمل کی بنیاد پر تمہاری مغفرت نہیں کی ہے۔ میں نے پوچھا: پھر اے میرے مولیٰ! کس عمل سے میری مغفرت فرمائی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تجھے کچھ یاد ہے' جب تو بغداد کی سڑکوں پر مارا مارا پھر رہا تھا اور تو نے وہاں بلی کا ایک بچہ دیکھا۔ جسے ٹھنڈک نے کمزور کر دیا تھا اور سردی کی شدت سے دیواروں کے کنارے کنارے لگا لگا پھر رہا تھا اور برف سے بچ رہا تھا' تو نے رحم کھا کر اُسے اپنے اونی چوغہ میں چھپا لیا تھا تاکہ وہ سردی سے بچ جائے اور اس کو تکلیف سے نجات مل جائے۔ میں نے

Marfat.com

عرض کیا کہ بے شک! ایسا ہی ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تجھے اُس بلی کے بچے پر رحم کھانے کی وجہ سے بخش دیا ہے۔

﴿نزہۃ المجالس: ۱۳۶☆حیات الحیوان: ۲/۴۷۷﴾

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چڑیا پر شفقت

ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب! مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میری مخلوق پر شفقت کیا کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: بہت اچھا۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ فرشتوں پر ان کی شفقت کا اظہار کرے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس میکائیل علیہ السلام کو چھوٹی چڑیا کی صورت پر بھیجا اور جبرئیل علیہ السلام کو باز کی صورت پر۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہلے ایک چھوٹی چڑیا آئی اور کہنے لگی مجھے باز سے پناہ دیجئے۔ آپ علیہ السلام نے پناہ دے دی۔ پھر باز آ پہنچا اور کہنے لگا: اے موسیٰ علیہ السلام! مجھ سے ایک چڑیا بھاگ کر آئی ہے اور میں بھوکا ہوں۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا: اس کے علاوہ بھی تیری کوئی خواہش ہے۔ اُس نے کہا نہیں۔ آپ علیہ السلام نے کہا: میں سراسر گوشت ہوں اور اپنے گوشت سے تیری بھوک روکوں گا۔ اُس نے کہا: میں سوائے آپ کے ران کے اور کہیں سے نہ کھاؤں گا۔ آپ نے کہا اچھا۔ پھر اُس نے کہا: آپ کے بازو سے۔ آپ علیہ السلام نے کہا: اچھا۔ پھر اُس نے کہا: سوائے آپ کی دونوں آنکھوں کے اور کچھ نہ کھاؤں گا۔ آپ نے فرمایا اچھا۔ تب وہ کہنے لگا۔ اے کلیم اللہ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ میں کچھ خوبیاں ہیں۔ میں جبرئیل ہوں اور یہ پرندہ میکائیل ہے۔ خدا کو منظور ہوا کہ آپ کی شفقت کا فرشتوں پر اظہار فرمائے' تا کہ

Marfat.com

اُن کے اُس قول کا جواب ہو جائے' جو انہوں نے کہا تھا کہ کیا آپ زمین میں ایسے کو مقرر کرتے ہیں جو اس میں فساد برپا کرے گا۔

﴿نزہۃ المجالس جلد دوم ☆ نوادرِ قلیوبی: ۲۴۵﴾

-•❖❁﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾❁❖•-

حضرت عثمان خیری رحمۃ اللہ علیہ کی گدھے پر شفقت

جو دوسروں پر رحم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن پر رحم کرتا ہے۔ حضرت عثمان خیری رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ایک رئیس کے لڑکے تھے۔ ایک دن صبح اسکول پڑھنے جا رہے تھے۔ دیکھا ایک گدھا زخمی کھڑا ہے۔ آپ نے اپنی زریں پگڑی اُتار کر اُس گدھے کی کمر پر باندھ دی۔ یہ عمل مقبول بارگاہ ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر ایک عالم طاری ہوا۔ اور معبود نے انہیں اپنا دوست بنا لیا۔

﴿ملفوظات خواجہ محبوب رحمانی ص: ۲۰۹﴾

-•❖❁﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾❁❖•-

بلے کی خدمت کا صلہ

حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ میری بیوی گم ہو گئی ہے کہیں سے پتہ نہیں چل رہا۔ آپ نے اس سے کہا کہ میرے بلے کو پیٹ بھر کو حلوہ کھلا دو' تمہاری بیوی آ جائے گی۔ اُس نے ایسے ہی کیا۔ بلا اِدھر اُدھر بھاگنے پھرنے لگا۔ خواجہ صاحب نے اُس شخص سے کہا کہ گھر چلا جا' تیری بیوی آ گئی ہے۔ وہ آدمی گھر گیا اور بیوی کو موجود دیکھ کر حیران رہ گیا۔ پوچھنے پر اُس کی بیوی نے بتایا کہ اُسے پٹھان اُٹھا کر لے گئے تھے' ایک دن گوشت پکا رہی تھی کہ ایک جنگلی بلا گوشت کی بوٹیاں اُٹھا کر لے گیا' میں اُس کے

Marfat.com

پیچھے بھاگی' ایک قدم پٹھانوں کی حویلی میں تھا تو دوسرا تمہاری حویلی میں۔

❖ سہ ماہی المرتضیٰ/دسمبر' جنوری' فروری: ۶۷ ❖

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ

بلی کی خدمت کا صلہ

انجینئر نوید اختر راولپنڈی سے فرماتے ہیں کہ ہماری شادی ۲۰۰۹ء میں ہوئی اور زندگی کے دن ہنسی خوشی گزرنے لگے۔ وقت گزرتا گیا اور شادی کو ڈیڑھ سال بیت گیا' مگر اولاد کی خوشی نصیب نہ ہوئی۔ بہت دُعائیں کیں۔ بہت علاج بھی کئے' سارے طبی طریقے آزمائے' مگر ابھی اللہ کی مرضی نہ تھی۔

ہم کرائے کے مکان میں رہائش پذیر تھے۔ یہ گھر آگے سے کھلا تھا اور اس میں بلیاں وغیرہ آسانی سے آجاسکتی تھیں۔ گھر کے اگلے حصے کے علاوہ باقی سارا گھر بند تھا اور کسی جانور کے آنے کا راستہ موجود نہ تھا۔ ایک بلی جو ذرا مختلف طبیعت کی تھی' ہم دونوں میاں بیوی سے بہت جلد مانوس ہوگئی۔ وہ گھر میں آتی رہتی' ہم اُسے گوشت ڈالتے۔ وہ بڑی رغبت سے اُسے کھاتی' کچھ دیر کھیلتی اور چلی جاتی۔ کبھی کبھار رات کو آتی اور دروازے کے باہر کھڑی ہوجاتی' گویا کہ اندر آنے کا ارادہ رکھتی ہو۔ اِسی طرح علیحدہ ایک کرسی پر اُس کا بستر لگتا اور وہ اُس پر رات گزارتی اور صبح نماز کے وقت چلی جاتی۔ کچھ دنوں بعد پتہ چلا کہ بلی حاملہ ہے' کچھ دنوں بعد بلی آئی' ہم نے اُسے گوشت ڈالا' کچھ اُس نے کھایا اور کچھ ساتھ لے گئی۔ اسی طرح روزانہ آتی اور گوشت کا ٹکڑا اُٹھا کر لے جاتی۔ چند دن اور گزرے صبح صبح بیدار ہوئے تو صحن میں بلی کے بچوں کی آواز محسوس ہوئی۔ دروازہ کھولا تو وہ بلی اپنے تین بچوں سمیت موجود تھی۔ دروازہ کھلنے پر وہ ایک

Marfat.com

ایک کر کے اُٹھا کر اندر لے گئی اور ایک محفوظ جگہ پر اُن کو رکھ دیا میں اور میری بیوی نے مشورہ کیا کہ اس کو یہاں سے نہیں نکالنا۔

اگرچہ اُس بلی اور اُس کے بچوں کی ہمیں تکلیف بھی تھی' بہرحال میری بیوی نے بڑی توجہ سے اُن کا خیال رکھا۔ اُن کی گندگی کو صاف کیا کرتی' اُن کو دودھ اور گوشت دیتی۔ بلی کے بچوں میں دو بلے اور ایک بلی تھی۔ یہ بچے پورے گھر میں کھیلتے اور گھر میں رونق رہتی۔ ایک دن بلی یہاں سے چلی گئی اور اُس کے تین بچے یہاں رہ گئے۔ وقت کے ساتھ ساتھ تینوں بچے ایک ایک کر کے غائب ہوتے گئے اور گھر میں پھر اُن کی رونق ختم ہوگئی۔ ہماری اولاد نہیں تھی ہم بہت اُداس ہوئے پھر میں اور میری بیوی نے مل کر ایک لمبی دُعا مانگی۔ اس میں میری بیوی بہت روئی اور عرض کیا: اللہ! اگر تجھے ہمارا اس بلی اور اس کے بچوں کا خیال رکھنا پسند آیا تو ہمیں ان تینوں کے بدلے اپنی اولاد نصیب فرما۔ اللہ کو بلیوں کی یہ خدمت بہت پسند آئی اور ایک سال کے اندر اندر اللہ نے ہمیں ایک چاند سا بیٹا عطا فرمایا۔ اللہ سے بڑی اُمید ہے کہ ہمیں تین بلی کے بچوں کے بدلے تین بچے عطا فرمائے گا۔ ﴿ماہنامہ عبقری مئی ۲۰۱۱ء: ۲۸﴾

-•❖❁﴿صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ﴾❁❖•-

کتے پر رحم کا صلہ

تقریباً ساڑھے چودہ صدیاں پہلے دربارِ رسالت سجا ہوا ہے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد بیٹھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نوری مکھڑے کی زیارت سے فیض یاب ہو رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس باتوں سے اپنی اصلاح کا سامان کر رہے ہیں' موضوعِ گفتگو "انسان کو جذبہ شفقت ورحم" ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایک شخص جنگل سے گزر رہا تھا' گرمیوں کا موسم اور دوپہر کا وقت تھا' اُس شخص کو پیاس لگی تو ایک کنوئیں پر پہنچا' پیاس کی شدت' موسم کی حدت کے سبب مزید بڑھتی جا رہی تھی۔

مگر کنوئیں میں نہ ڈول تھا اور نہ ہی رسی و زنجیر' چار و ناچار پیاسا شخص کنوئیں میں اُترا' پانی پیا اور بڑی مشکل سے باہر نکل آیا۔ باہر آیا ہی تھا کہ اُس نے ایک پیاسے کتے کو دیکھا جو ابھی وہاں پہنچا تھا۔ اُس مسافر نے سوچا کہ اس کتے کو جو بہر حال اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے' اسے بھی پانی پلانا چاہیے۔ لیکن اِس کی کوئی تجویز نہیں بن رہی تھی۔ ادھر پیاسا کتا کنوئیں کے کنارے پر موجود کنوئیں میں اُترا اور اُس نے اپنے جوتوں میں پانی ڈالا' باہر لا کر پیاسے کتے کو پلایا۔ اب کتا خوش ہو گیا اور دُم ہلاتا ہوا واپس لوٹ گیا۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق کے ساتھ اُس شخص کے شفقت آمیز اس رویے پر اِس قدر پیار آ گیا کہ اُس کے سارے گناہ معاف کر کے اُسے نجات کا پروانہ عطا فرما دیا۔ اِس ساری گفتگو کو سننے والے صحابہ کرام کی دلچسپی اور زیادہ بڑھ چکی تھی اور انہوں نے تجسس بھرے لہجے میں پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا جانوروں پر رحم کرنے سے بھی ثواب ملتا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بے شک! جانوروں پر رحم کرنا اجر و ثواب کا موجب ہے۔ (مسند احمد)

کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہربان ہو گا عرشِ بریں پر

صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وسلم

Marfat.com

کتے کو کھانا کھلانے سے خصوصی نوازشات

حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی رحمۃ اللہ علیہ (بہاولپور) سے کسی نے پوچھا کہ حضور آپ کو اتنا بلند مرتبہ کیسے حاصل ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک سال سخت قحط پڑا۔ ایک کتے کو بھوک سے مرتے دیکھ۔ ایک شخص سے میں نے روٹیاں طلب کیں اُس نے کہا سات حج کا ثواب دے دو۔ پھر روٹیاں ملیں گی میں نے کتے کی جان بچانے کے لئے سات حج کا ثواب اُس شخص کے مِلک کر کے سات روٹیاں لے لیں۔ پھر وہ سب اُسی کتے کو کھلا دیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کیا تو اُس نے مجھے اپنی خاص نوازشوں سے نوازا۔ ﴿ذکرِ سیرانی:۴۳﴾

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

کتے پر رحم کا صلہ

بخارا کا ایک حاکم بڑا سخت ظالم تھا۔ اُس سے تمام لوگ تنگ تھے۔ ایک دن وہ اپنی سواری پر چلا جا رہا تھا۔ راستہ میں ایک کتا نظر پڑا' جس کے خارش ہو رہی تھی' جس کی وجہ سے وہ چیخ رہا تھا' چلا رہا تھا اور سردی نے اُس کا برا حال کر رکھا تھا گویا وہ مرنے کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اُس کتے پر نگاہ پڑتے ہی اُس ظالم کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور اپنے ایک نوکر سے کہا کہ اِس کتے کو میرے گھر لے جا' میرے آنے تک اس کا خیال رکھو۔ یہ کہہ کر وہ اپنے کام کو جہاں جا رہا تھا' چلا گیا۔ جب واپس آیا تو اُس کتے کو منگایا اور گھر کے ایک کونہ میں اُس کو بند ہوا دیا۔ اُس کے سامنے روٹی کے ٹکڑے ڈالے پانی رکھوایا اور اُس کے بدن پر تیل ملوا کر ایک کپڑے کی جھول اُس کے اوپر ڈلوائی۔ اُس کے قریب آگ رکھوائی' تا کہ اُس کی گرمی سے اُس پر سے سردی کا اثر زائل ہو جائے اور اِس قصہ کو دو ہی

دن گذرے تھے کہ اُس ظالم کا انتقال ہو گیا۔ ایک بزرگ جو اُس کے مظالم اور اُس کی حالت سے خوب واقف تھے' اُنہوں نے اُسے خواب میں دیکھا' اُس سے پوچھا کہ کیا گذری؟ اُس نے کہا کہ حق تعالیٰ شانہ' نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا کہ تو کتا تھا (یعنی کتوں جیسے کام کرتا تھا۔ انسانوں جیسے کام نہیں کرتا تھا)' اِس لئے ہم نے بھی ایک کتے ہی کو تجھ کو دے دیا (یعنی اُس خارشی کتے کے طفیل تیری بخشش کر دی) اور میرے ذمہ جو حقوق تھے' اللہ تعالیٰ اُن کے خود ادا فرمانے کا ارادہ فرمالیا۔

حق تعالیٰ شانہ' کی ذات بڑی کریم ہے۔ وہ سارے کریموں کا مالک ہے۔ بادشاہ ہے' اُس کے کرم تک کوئی کہاں پہنچ سکتا ہے۔ کسی شخص کی کوئی ادنیٰ سی چیز بھی اُس کو پسند آجائے تو اُس شخص کا بیڑا پار ہے۔ آدمی اُس کی خوشنودی کی تلاش میں رہے۔ نہ معلوم کس کی کیا بات آقا کو پسند آجائے۔

﴿شفقت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بر خلق بر خدا: ۳۰ ☆ فضائل صدقات: ۵۲۸﴾

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

ہرنی کے بچے پر رحم کا صلہ

اگرچہ وہ اپنے قبیلے کا سردار تھا' مگر وہ ایک غریب شخص تھا۔ اُس کا قبیلہ ایک جنگل کے قریب ایک چھوٹی سی بستی میں رہتا تھا۔ یہ بستی چھوٹی ضرور تھی' مگر قدرتی حسن سے مالا مال تھی۔ چاروں طرف سبزہ ہی سبزہ تھا۔ جبکہ اونچے اور گھنے درخت اُس بستی کی خوبصورتی کو چار چاند لگاتے تھے۔ کہیں کہیں رنگ برنگے پھول اُس کی فضا میں یوں خوشبو بکھیر دیتے تھے جیسے کسی نے عطر چھڑک دیا ہو۔ مزید یہ کہ چشموں کا میٹھا پانی اُن کے لئے خدا کی طرف سے ایک ایسی نعمت تھی

Marfat.com

جس کے لئے وہ جتنا شکر ادا کریں کم تھا۔ اس بستی میں اگر کوئی کمی تھی تو وہ یہ کہ یہاں سوائے بھیڑ بکریاں پالنے کے اور کوئی ذریعہ روزگار نہ تھا۔ قبیلے کے سبھی لوگ زیادہ تر قریبی جنگل سے ہی روزی کماتے تھے۔ کوئی لکڑیاں کاٹتا تو کوئی جانوروں کا شکار کرتا اور کوئی نادر و نایاب جڑی بوٹیاں تلاش کرتا۔ یوں یہ لوگ تنگ دستی کے باوجود ہنسی خوشی زندگی بسر کر رہے تھے۔

قبیلے کے تقریباً ہر گھر میں سواری کے لیے کم از کم ایک گھوڑا بھی تھا۔ لیکن قبیلے کے سردار کا گھوڑا نہ صرف خوبصورت تھا' بلکہ انتہائی سبک رفتار بھی تھا۔ وہ اکثر اس گھوڑے پر سوار ہو کر جنگل کی سیر بھی کرتا تھا اور شکار بھی اور یوں اُس کا گزارا چل رہا تھا۔

ایک دن! جی ہاں ایک دن جب وہ شکار کو نکلا تو اُس کا دل ایک عجیب سی کیفیت محسوس کر رہا تھا۔ جنگل وہی تھا۔ سبزہ وہی تھا۔ درخت وہی تھے۔ یعنی باہر کا سارا منظر پہلے جیسا ہی تھا۔ مگر اُس کے اندر کا منظر کچھ اور ہی تھا۔ تاہم اُس نے اس طرف زیادہ دھیان نہ دیا اور شکار کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ کافی تلاش اور کوشش کے باوجود اُسے شکار کہیں نظر نہ آیا۔ تو وہ گھوڑا سرپٹ دوڑاتا ہوا کافی دور نکل گیا کہ اچانک اُس نے کیا دیکھا کہ ایک ہرنی اور اُس کا ننھا مُنّا سا خوبصورت بچہ دُنیا و مافیہا سے بے خبر گھاس چر رہے ہیں۔ اُس نے اپنے تیز رفتار گھوڑے کو ایڑی لگائی اور چند ہی لمحوں میں اُن کے قریب پہنچ گیا۔ مگر جیسے ہی ہرنی اور اُس کے بچے نے سردار کو اپنی طرف آتے دیکھا' دونوں ماں بیٹا گھبرا کر اپنی جان بچانے کے لئے بھاگ کھڑے ہوئے۔

ماں تو طاقتور' توانا اور پھرتیلی تھی' لمبی لمبی چھلانگیں لگائی ہوئی تیزی کے ساتھ گھنی جھاڑیوں میں چھپ گئی۔ مگر اُس کا بچہ ابھی کم سن' کمزور اور نا تجربہ کار

تھا۔ اُسے اس قسم کی صورت حال پہلی دفعہ پیش آئی تھی۔ اُس نے بھی اگرچہ ماں کی چھلانگ کے ساتھ چھلانگ ملانے کی بھرپور کوشش کی' مگر وہ ناکام رہا۔ اور یوں سردار جلد ہی اُس کے قریب پہنچ گیا۔ اُس نے گھوڑے کو روکا' نیچے اُترا اور دو چار لمبے ڈگ بھرنے کے بعد ہرنی کے نازک بچے کو اپنے دونوں بازوؤں میں اُٹھا لیا۔

ہرنی اگرچہ جھاڑیوں میں جا چھپی تھی' مگر جب اُس نے پیچھے مُڑ کر دیکھا کہ اُس کا بیٹا' اُس کا لختِ جگر اور اُس کی آنکھوں کا تارا' اُس کے ہمراہ نہیں ہے۔ تو خوف زدہ ہو کر رُک گئی اور جب اُس نے جھاڑیوں کی اوٹ سے سردار کو اپنا بیٹا اُٹھاتے دیکھا تو اُس کا رواں رواں کانپ اُٹھا' مگر اس لمحے وہ کر بھی کیا سکتی تھی۔

سردار نے جیسے ہی ہرنی کے بچے کو بازوؤں میں لیا' اُسے وہ انتہائی نرم و گداز محسوس ہوا۔ اگرچہ سردار کو اس بات کا غم تھا کہ اصل شکار اُس کے ہاتھ سے نکل گیا ہے' تاہم اُس نے اِس بچے کو بھی غنیمت سمجھا اور اُسے گھوڑے پر ڈال کر گھر کی راہ لی' کیونکہ ایک تو شام ہو چلی تھی' دوسرے وہ دن بھر شکار کی تلاش میں اِدھر اُدھر مارا مارا پھرنے کے بعد تھک بھی چکا تھا۔

اب وہ ہرنی کا خوبصورت بچہ گھوڑے پر بٹھائے' تھکاوٹ اور فکرمندی کی ملی جُلی کیفیت کے ساتھ خراماں خراماں گھر کی جانب چل پڑا۔ اُس کا گھوڑا اب کچھوے کی چال چل رہا تھا کہ اچانک اُسے محسوس ہوا' جیسے کوئی اُس کا پیچھا کر رہا ہے۔ اُس کا دل دہل سا گیا۔ اُس نے فوراً پیچھے مُڑ کر دیکھا تو یہ جان کر اُس کی حیرانی کی حد نہ رہی کہ ہرنی کے اس چھوٹے سے نازک بچے کی غم زدہ' ممتا کی ماری' بدنصیب ماں بلا خوف و خطر آہستہ آہستہ پیچھے چلی آ رہی ہے۔ ہرنی کا سارا وجود غم و الم اور التجا و فریاد کی تصویر بنا ہوا تھا۔ اُس کے جسم کا انگ انگ رحم رحم پکار

Marfat.com

رہا تھا۔ وہ اپنے بیٹے کی جدائی سے بے قرار اور بے چین تھی اور یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ ملتجی نگاہوں سے بار بار کہہ رہی ہو۔ خدارا! میرے بیٹے کو چھوڑ دو۔ یہ میرا بچہ ہے۔ اسے میرے حوالے کر دو"۔

غریب قبیلے کا غریب سردار زیادہ دیر تک ہرنی کی اِس کیفیت کو برداشت نہ کر سکا۔ اُس کا جی بھر آیا۔ زندگی میں پہلی بار اُسے ایسا لگا جیسے اُس نے کوئی بہت بڑا ظلم کیا ہے۔ وہ دل ہی دل میں اپنے آپ کو کوسنے لگا کہ اُس نے آج کوئی اچھا کام نہیں کیا اور پھر یکایک اُسے کیا سوجھی کہ اُس نے خلافِ توقع ہرنی کے بچے کو آزاد کر دیا۔ بچہ خوش خوش نازک اور کمزور سی ٹانگوں کے ساتھ چھلانگیں لگاتا ہوا اپنی ماں کے پاس پہنچ گیا۔ ماں نے اُسے پیار کیا۔ گلے لگایا' چاٹا' اور بہت مطمئن' توانا اور مسرور دکھائی دینے لگی۔

اب وہ اپنے بچے کو لے کر جنگل کی طرف چل پڑی' مگر قبیلے کا سردار سکون اور حیرت کے ملے جلے جذبات کے ساتھ وہاں کھڑا ہرنی اور اُس کے بچے کو جنگل کی طرف جاتا دیکھتا رہا۔ اُس نے دیکھا کہ ہرنی بار بار پلٹ کر اُسے دیکھ رہی تھی۔ جیسے وہ اُس کی رحم دلی کا زبانِ حال سے شکریہ ادا کر رہی ہو۔ اور آسمان کی طرف منہ اُٹھا کر دُعا کی' اُس کی دُعا قبول ہو گئی۔ جب وہ گھنے جنگل کے گھنے پیڑوں میں چھپ گئی تو سردار نے ایک خاص قسم کا اطمینانِ قلب محسوس کیا۔ اُسے ایسا لگا جیسے کوئی بہت بڑا بوجھ اُس کے کندھوں سے اُتر گیا ہے۔ اب اُسے اپنا وجود انتہائی ہلکا اور لطیف لگا۔ دل رُبا کیفیت کے اس عالم میں اُس نے گھر کی راہ لی۔ سردار گو خالی ہاتھ گھر آیا۔ مگر قدرتِ خداوندی نے اُس کا دامن گوہرِ مراد سے بھر دیا۔

دن بھر کا تھکا ہارا سردار گھر پہنچا تو اُسے کسی قسم کا کوئی افسوس نہیں تھا۔ رات کو

Marfat.com

سے گہری اور پُرسکون نیند آئی۔ اُس نے رات کے پچھلے پہر ایک خواب دیکھا۔ ایک سہانا خواب‘ جو بے نظیر بھی تھا اور بے مثال بھی۔ اُس نے دیکھا کہ اُس کے سامنے ہادئ کون ومکاں‘ سردارِ ہر جہاں‘ احمد مجتبیٰ‘ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرۂ انور کے ساتھ موجود ہیں اور اُس سے کہہ رہے ہیں۔

”اے امیر سبکتگین! تم نے آج ہرنی اور اُس کے بچے پر رحم کیا تمہارا یہ عمل رب رحمٰن ورحیم کو از حد پسند آیا۔ تم عنقریب بادشاہ بنا دیئے جاؤ گے۔ لیکن بادشاہ بننے کے بعد مغرور مت ہو جانا اور اپنی رعایا کے ساتھ رحم دلی اور مہربانی کا سلوک کرنا“

اس کے بعد قبیلے کے غریب سردار امیر سبکتگین کی آنکھ کُھل گئی اور تاریخ گواہ ہے کہ بہت ہی جلد اس خواب کو تعبیر ملی اور ایک معمولی قبیلے کا غریب سردار ایک غیر معمولی سلطنت غزنی کا ایک غیر معمولی سلطان بنا اور سلطان محمود غزنوی جیسے نامور بادشاہ اور فاتح ہندوستان کا والد کہلایا۔

﴿قصے اللہ والوں کے: ۲۰ ☆ ماں اور انتخاب انمول موتی: ۱۵۰﴾

-•✤❄﴿صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ﴾❄✤•-

بلی کی آگ سے حفاظت

ایک واقعہ سُنا کہ کسی بھٹے میں آگ لگائی گئی بڑی کوشش کے باوجود آگ آگے چلتی ہی نہیں تھی‘ جبکہ بھٹے کا اصول ہے کہ اس میں آگ آگے چلتی ہے اینٹوں کو جلاتے ہوئے‘ لیکن پتھری کوئلہ جو خود ایک بارود ہوتا ہے اور لکڑیاں بھی جلائیں بہت سے حیلے کیے‘ کاریگر بدل کر دوسرا لے آئے کہ شاید اس کو آگ لگانے کا سلیقہ نہیں آتا‘ اس کے باوجود کچھ بھی فائدہ نہ ہوا۔ آگ تھی کہ آگے چلنے کا

Marfat.com

نام ہی نہیں لیتی تھی' جو کچھ بھی ڈالتے تھے سب راکھ ہو جاتا تھا' ہزاروں روپے کا نقصان مسلسل ہو رہا تھا۔ قدرت کی ایک طاقت تھی جس نے اس آگ کو روکا ہوا تھا۔ آگ خالق تو نہیں مخلوق ہے' خالق جس وقت چاہے طاقت کو ختم کر دے۔ بالکل یہی حال یہاں ہوا۔ آگے اینٹوں کے اندر ایک بلی اور اس کے بچے تھے جن کی وجہ سے آگ آگے نہیں جا رہی تھی اور پھر بلی اور بچے جب باہر نکلے تو آگ نے اپنا سفر شروع کیا۔ یہ آگ کا سفر بلی اور اس کے بچوں کو بچانے کیلئے رک گیا تھا۔

وہ سمجھے کہ شاید کسی نے جادو کر دیا ہے اس کیلئے لوگوں سے بہت عمل بھی کروائے' پھر کاریگر بدلے' بہت سی تدابیر بھی کیں لیکن سب تدابیر ناکام ہوئیں اور اللہ کریم نے بلی اور اس کو بچوں کو بچا کر دکھایا۔

قارئین! یہ ایک واقعہ ہے اس واقعہ سے جو بات ہمیں ملتی ہے وہ یہ ہے کہ جانور کی خدمت اور اس کی حفاظت آگ سے بچاتی ہے۔ جانور کی اللہ جل شانہٗ نے آگ سے حفاظت کی اور جو جانور کی خدمت کرے گا' اللہ پاک اس کی آگ سے حفاظت فرمائیں گے اور اس سے مراد صرف دنیاوی آگ نہیں وہ افلاس کی آگ ہو' غربت کی آگ ہو' تنگدستی کی آگ ہو' بیماری کی آگ ہو' عذاب کی آگ ہو' جادو جنات کی آگ ہو یا وہ حقیقی آگ ہو یہ ایک اٹل حقیقت ہے۔ بلی کی خدمت یا کسی ایسے معصوم جانور کی خدمت اور صرف اللہ کی رضا کیلئے وہ دُنیا اور آخرت کی آگ سے بچاتی ہے۔

صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

مکھی پر شفقت کی وجہ سے بخشش

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ایک باکمال عالم' روشن ضمیر بزرگ اور مخلوق نواز انسان تھے۔ صاحب علم ہونے کی وجہ سے عوام کے دلوں میں ان کا بے حد احترام پایا جاتا تھا۔ اور ان کے علمی جاہ وجلال کا دور ونزدیک شہرہ تھا۔ پاک باطن اور روشن ضمیر دینی رہنما ہونے کی حیثیت سے آپ ملت کا سرمایہ' اور قوم کا افتخار تھے۔ لوگ دل کی گہرائیوں سے آپ کو چاہتے تھے۔ اور راہوں میں آنکھیں بچھاتے تھے۔ ہمدرد غمگسار' مخلوق دوست' مہربان وکریم اور دکھ درد میں شریک ساتھی کے حوالے سے بھی لوگ آپ کو جانتے تھے۔ اور آپ کی ذات سے خوب فیض یاب ہوتے تھے۔ غرض اپنی علمی عملی خوبیوں کے باعث آپ سب کی آنکھوں کا تارا تھے۔ اور لوگ آپ کے قریب آنا باعث فخر اور باعث سعادت سمجھتے تھے۔

مسلمانوں کی دینی وروحانی رہنمائی اور معلومات کے لئے آپ نے بے شمار کتابیں لکھی تھیں۔ ہر وقت علمی وتحریری کاموں میں مصروف رہتے تھے۔ اور اسے اپنی دنیا وآخرت کے لئے بہترین عمل سمجھتے تھے۔ آپ کا خیال تھا جن تحریروں اور کتابوں سے مسلمانوں کو علمی فائدہ پہنچتا ہے وہ انہیں بھی آخرت میں فائدہ دیں گی۔ اور بخشش کا سامان بن جائیں گی۔ اس لئے انہوں نے بڑی محنت وجانفشانی سے مفید علمی کتابوں کے انبار لگا دیئے تھے۔

ان کا انتقال ہو گیا کسی دوست نے خواب میں دیکھا کہ جنت میں ٹہل رہے ہیں۔ اور بہت خوش ہیں۔ پوچھا: کیا معاملہ پیش آیا؟ جواب دیا اللہ تعالیٰ کو میں نے بے حد رحیم وکریم پایا ہے۔ اس نے مجھے بخش دیا ہے۔ پوچھا کون سا عمل کام آیا؟ غالباً آپ کی تحریریں مغفرت کا باعث بنی ہوں گی۔

Marfat.com

جواب دیا: نہیں! بلکہ ایک بہت ہی معمولی عمل کام آیا۔ جس کا تعلق مخلوق خدا پر شفقت سے ہے۔ ہوا یوں کہ ایک روز میں لکھنے میں مصروف تھا کہ اچانک میرے قلم پر مکھی آ کر بیٹھ گئی۔ اور سیاہی چوسنا شروع کر دی غالباً وہ پیاسی تھی۔ میں نے اس خیال سے کہ وہ پیٹ بھر کر سیاہی پی لے ذرا توقف کیا اور تھوڑی دیر کے لئے ہاتھ روک لیا' اس نے مرضی کے مطابق سیاہی پی لی اور اُڑ گئی۔ اس شفقت کے عوض اللہ پاک نے مجھے بخش دیا۔

﴿دروسِ بسم اللہ: ۷۵☆شفقتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بر خلق خدا: ۳۰﴾

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّم

Marfat.com

ناشکروں سے نیکی کا انجام

سانپ کے ساتھ احسان نقصان کا باعث

محمد بن ابراہیم بن احمد ابو طاہر' ابو نصر محمد بن حجاج سلمی' مقری' احمد بن علاء کے سلسلہ سند سے یحییٰ بن عبدالحمید حمانی نقل کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ سفیان ابن عینیہ کی مجلس میں تھا۔ اور اس وقت وہاں پر کم وبیش ایک ہزار آدمیوں کا مجمع تھا۔ پس ابن عینیہ نے ایک شخص سے جو کہ اُس کی داہنی جانب آخر صف میں بیٹھا تھا' کہا کہ ذرا اُٹھ کر حاضرین کو سانپ کا وہ قصہ تو سناؤ جو تم کو معلوم ہے۔ اُس شخص نے جواب دیا کہ بہت اچھا' لیکن پہلے مجھے کمر ٹیکنے کے لئے کوئی چیز عنایت فرمادیں۔ چنانچہ ایک صاحب نے اُٹھ کر اُن کی کمر کے پیچھے ایک بڑا تکیہ لگا دیا۔ اُس کے بعد حاضرین کو اُس نے مخاطب کر کے فرمایا کہ میرے والد نے میرے دادا مرحوم کی زبانی سنا تھا کہ اُن کے زمانہ میں ایک شخص جس کا نام محمد بن حمیر تھا اور یہ بہت ہی متقی پرہیزگار شخص تھا' اکثر روزے رکھتا اور مستقل تہجد پڑھتا ۔اُس کو شکار کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ ایک دن وہ شکار کرنے کے لئے جنگل کی طرف گیا اور جنگل میں پہنچ کر شکار کی تلاش شروع ہی کی تھی کہ دفعتاً ایک سانپ اُن کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اے محمد بن حمیر! مجھے خدا کے واسطے پناہ دو' اللہ تعالیٰ تم کو اپنی پناہ میں رکھے گا۔ ابن حمیر نے پوچھا کہ تمہارا دشمن کہاں

Marfat.com

ہے؟ سانپ نے جواب دیا کہ میرے پیچھے آ رہا ہے۔ پھر ابن حمیر نے پوچھا کہ تم کس اُمت سے تعلق رکھتے ہو؟

سانپ نے کلمہ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" پڑھ کر جواب دیا کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی ہوں۔ ابن حمیر نے یہ جواب سن کر اُس کے لئے اپنی چادر کھول دی اور کہا کہ اِس میں گھس جاؤ۔ مگر سانپ نے جواب دیا کہ اِس میں تو وہ مجھے دیکھ لے گا۔ تب ابن حمیر نے اپنی چادر کھول دی اور کہا کہ اس کے اندر آ جاؤ اور اس پوستین میں میرے سینہ کے درمیان چھپ کر بیٹھ جاؤ۔ لیکن سانپ نے پھر وہی جواب دیا اور کہا کہ وہ یہاں بھی مجھ کو دیکھ لے گا اور مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ تو ابن حمیر نے کہا کہ آخر پھر تم کو کہاں چھپاؤں تو سانپ نے جواب دیا کہ اگر تم میرے ساتھ بھلائی کرنا چاہتے ہو تو اپنا منہ کھول دو۔ میں اس میں گھس جاؤں گا۔ ابن حمیر نے کہا کہ مجھ کو ڈر ہے کہ کہیں تم مجھ کو ہلاک نہ کر دو۔ سانپ نے جواب دیا کہ میں خداوند کریم اور اُس کے رسولوں، فرشتوں اور حاملین عرش اور آسمانوں پر رہنے والوں کو شاہد (گواہ) بناتا ہوں کہ میں تم کو کوئی ضرر نہ پہنچاؤں گا اور دشمن کے جانے کے بعد فوراً باہر آ جاؤں گا۔ چنانچہ ابن حمیر نے اپنا منہ کھول دیا اور سانپ اُس کے منہ میں گھس گیا۔ ابن حمیر اُس کو لے کر آگے بڑھ گیا۔ ابھی کچھ قدم چلا تھا کہ ایک شخص ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے دوڑتا ہوا آیا اور مجھ سے پوچھا کہ کیا تو نے میرے دشمن کو دیکھا ہے۔ ابن حمیر نے جواب دیا کہ کیسا دشمن؟ اس شخص نے جواب دیا کہ وہ ایک سانپ ہے۔ جو ابھی اس طرف آیا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ میں نے اُس کو نہیں دیکھا۔ اور پھر اس دروغ گوئی (یعنی جھوٹ) پر فوراً سو مرتبہ استغفار پڑھی اور اس شخص کو چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر چلنے کے بعد سانپ نے اپنا سر باہر نکال کر پوچھا کہ ذرا دیکھو تو وہ میرا

Marfat.com

دشمن ہے یا چلا گیا؟ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہاں کوئی نہ تھا۔ اِس لئے میں نے سانپ سے کہا کہ تمہارا دشمن چلا گیا ہے اور اب تم باہر آ جاؤ۔

اس پر سانپ نے جواب دیا: اے ابن حمیر! اب تم اپنے لئے دو باتوں میں سے ایک بات پسند کر لو۔ میں نے کہا' وہ کیا' تو سانپ نے کہا کہ میں دو جگہ ڈسنا پسند کرتا ہوں۔ ایک جگر کو اور دوسرے دل کو۔ اب یہ تمہیں اختیار ہے کہ اگر تم کہو تو میں تمہارے جگر کو پاش پاش کر دوں یا تمہارے دل کو جھلس دوں' تا کہ تمہارا جسم بغیر روح کے رہ جائے۔ ابن حمیر نے جواب دیا کہ سبحان اللہ کیا خوب وعدہ کا ایفا ہے اور کیا خوب قسموں اور حلفیہ بیان کا نتیجہ ہے' ابھی جو تم نے مجھ سے لمبے چوڑے وعدے کئے تھے اور جن کے حوصلے میں مَیں نے تم کو پناہ دی تھی۔ کیا تم اس بھلائی کا ایسا ہی بدلہ دینا چاہتے ہو۔

سانپ نے جواب دیا کہ اے ابن حمیر! میں نے تجھ سے زیادہ احمق شخص نہیں دیکھا کیا تجھ کو وہ عداوت یاد نہیں جو میرے اور تیرے باپ آدم علیہ السلام کے درمیان تھی اور جس کی وجہ سے میں نے اُن کو جنت سے نکلوا دیا تھا' میری سمجھ میں نہیں آیا کہ کس وجہ سے تم نے میرے ساتھ نیکی کی۔ ابن حمیر نے کہا کیا تو نے مجھے مارنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے اور اِس کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں۔ سانپ نے جواب دیا کہ ہاں! اب اِس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔ تو ابن حمیر نے کہا کہ جب تیرا قصد (ارادہ) ایسا ہی ہے تو مجھ کو اتنی مہلت دے کہ میں اس پہاڑ تک پہنچ جاؤں۔ اور اپنے مرنے کے لئے کوئی جگہ تجویز کر لوں۔ چنانچہ سانپ نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ چلو اس پہاڑ تک جانے اور جگہ تجویز کرنے کی تمہیں رعایت ہے۔ چنانچہ میں اپنی زندگی سے بالکل مایوس ہو کر پہاڑ کی طرف چل دیا اور آسمان کی طرف نگاہ اُٹھا کر میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا مانگنی شروع کی۔

Marfat.com

يَا لَطِيْفُ يَا لَطِيْفُ اُلْطُفْ بِلُطْفِكَ الْخَفِيِّ يَا لَطِيْفُ يَا قَدِيْرُ اَسْئَالُكَ بِالْقُدْرَةِ الَّتِي اِسْتَوَيْتَ بِهَا عَلَى الْعَرْشِ فَلَمْ يَعْلَمُ الْعَرْشُ اَيْنَ مُسْتَقَرُّكَ مِنْهُ يَا حَلِيْمُ يَا عَلِيْمُ يَا عَلِيُّ يَا عَظِيْمُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا اللّٰهُ اِلَّا مَا كَفَيْتَنِي شَرَّ هٰذِهِ الْحَيَّةَ

اور ابھی میں نے دوسری دفعہ یہ دُعا پڑھی ہی تھی کہ دفعتاً ایک شخص جو بے حد خوبصورت' خوش پوشاک اور خوشبو سے معطر تھا۔ میرے سامنے آیا۔ اور کہا اسلام علیکم میں نے جواب دیا وعلیکم السلام یا اخی (اے میرے بھائی) سلام کا جواب سننے کے بعد اُس نے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ میں تمہارا رنگ بدلا ہوا اور تجھ کو پریشان دیکھ رہا ہوں۔ مَیں نے جواب دیا کہ ایک دشمن نے مجھ کو ستا رکھا ہے۔ اس کی وجہ سے میں پریشان حال ہوں۔ اُس نے پوچھا کہ تمہارا دشمن کہاں ہے؟ مَیں نے جواب دیا کہ میرے پیٹ کے اندر۔ اِس پر اُس نے کہا کہ اچھا ذرا اپنا منہ کھولو۔ چنانچہ میں نے منہ کھول دیا تو اُس نے ایک بڑا سا پتہ جو برگِ زیتون کے مشابہ تھا۔ میرے منہ میں رکھ دیا اور کہا کہ اِس کو چبا کو نگل جاؤ۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ پتہ چبا کر نگلنا تھا کہ میرے پیٹ میں مروڑ ہونا شروع ہوا۔ اور وہ سانپ میرے پیٹ میں گھومنے لگا۔ اس کے بعد میں نے اس کو نیچے کی طرف سے ٹکڑوں کی شکل میں نکال دیا اور اُس کے نکلتے ہی میرے دل پر جو خوف چھایا ہوا تھا وہ زائل ہو گیا۔

اس کے بعد میں نے اُس شخص سے مخاطب ہو کر کہا کہ برادر محترم آپ کی تعریف کیا ہے؟ آپ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر زبردست احسان کیا ہے اور مجھے اس موذی سے نجات دے دی۔ اِس لئے مجھے بتلائیے کہ آپ کون ہیں؟ یہ سن کر وہ شخص مسکرایا اور کہا کہ کیا تم مجھ کو نہیں پہچانتے۔ میں نے کہا کہ خدا

کی قسم! میں نہیں جانتا تو پھر اس شخص نے تفصیل سے بتایا کہ جس وقت تمہارے اور سانپ کے درمیان گفتگو ہو چکی اور پھر تم نے اُس سے مہلت مانگ کر آسمان کی طرف نگاہ کر کے دُعا مانگنی شروع کی تو ساتوں آسمان کے فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے فریاد کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قسم ہے مجھے اپنی عزت وجلال کی جو کچھ اس سانپ نے میرے بندے کے ساتھ کیا' وہ سب مجھ پر آشکارا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا کہ جنت سے شجرِ طوبیٰ کا ایک پتہ توڑ کر لاؤ اور اس کو لے کر میرے بندے ابن حمیر کے پاس پہنچ جاؤ۔ چنانچہ میں نے جنت سے شجرِ طوبیٰ کا پتہ لیا اور لا کر تجھ کو کھلا دیا اس کا اثر جو کچھ ہوا وہ تم دیکھ چکے اور میرا نام معروف ہے اور میں چوتھے آسمان کا فرشتہ ہوں۔ پھر معروف نے مجھ کو کہا کہ اے محمد ابن حمیر! حسن سلوک کو لازم پکڑ لو۔ کیونکہ نیکی بدی کے حملوں سے بچاتی ہے۔ اگرچہ وہ شخص جس کے ساتھ نیکی کی گئی ہے۔ اس کی ناقدری کر کے اس کو ضائع کر دے مگر اللہ تعالیٰ کے یہاں وہ کبھی ضائع نہیں ہوتی۔

﴿حلیۃ الاولیاء حصہ ہفتم زیرِ عنوان حالات حضرت سفیان بن عیینہ رامام حافظ علامہ ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ ☆ حیات الحیوان: ۱/۷۹۳﴾

صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم

سانپ کے ساتھ بھلائی کا انجام

جنگل سے گزرتے ہوئے ایک شخص نے دیکھا کہ ایک جھاڑی کو آگ لگ گئی ہے' اُس کے درمیان میں ایک سانپ پھنسا ہوا ہے۔ سانپ کی بے بسی دیکھ کر آدمی کا دل پسیج گیا۔ اُس نے اپنی لاٹھی آگے بڑھائی۔ سانپ لاٹھی پر بیٹھ کر باہر نکل آیا۔ باہر آتے ہی اُس نے آدمی پر حملہ کر دیا۔ مسافر نے کہا: "ارے کمبخت

Marfat.com

! کیا میرے احسان کا یہی بدلہ ہے؟'' سانپ نے کہا: ''اے انسان! تو نے مجھے آگ سے نکال کر بہت بڑا احسان کیا ہے' لیکن آپ نے میری فطرت کو نہیں بدلہ' لہٰذا میں اپنی فطرت نہیں بدل سکتا''۔ آدمی نے کہا: تجھے اس احسان فراموشی اور محسن کشی پر مخلوقِ خدا کیا کہے گی؟

سانپ نے جواب دیا: مجھے اس کی پروا نہیں کہ دُنیا کیا کہتی ہے۔ قریب ہی سے ایک درخت سے آواز آئی: ''انسان معافی کے قابل نہیں' یہ میرے سائے میں بیٹھتا ہے' میرا پھل کھاتا ہے اور پھر مجھے کاٹ دیتا ہے۔ جنگل میں گھاس چرتے ہوئے ایک گائے نے کہا: اِنسان رحم کے قابل کے نہیں' یہ میرا دودھ پیتا ہے' پھر مجھے ہی ذبح کر کے کھا جاتا ہے''۔ مسافر بہت پریشان ہوا کہ یہاں تو سب سانپ کے حمایتی ہیں۔ اتنے میں ایک لومڑ آ پہنچا۔ مسافر نے کہا: ''اے داناؤں کے سردار! تو ہمارا فیصلہ کر''۔ لومڑ نے کہا: رائے تو وہی صحیح معلوم ہوتی ہے' جو مجھ سے پہلے دوسرے معزّزین دے چکے ہیں۔ البتہ ہم اپنا فیصلہ موقع دیکھ کر سنائیں گے۔ ہمارے سامنے وہی عمل دہرایا جائے۔ سانپ کو دوبارہ اسی طرح جھاڑی سے نکالو' تاکہ ہم بچشم خود دیکھ کر صحیح فیصلہ کر سکیں۔ جب اُس شخص نے سانپ کو دوبارہ نکالنے کے لئے جلتی ہوئی جھاڑی میں رکھا تو لومڑ نے آدمی سے کہا: اے عقل کے دشمن! بھاگ یہاں سے' آئندہ کبھی بُھول کر بھی سانپ کے بچے پر رحم اور احسان کرنے کی غلطی نہ کرنا'' ﴿رُوحانی لطائف:۶۹﴾

اصلاں تے احسان جے کریئے نسلاں تک نہیں بُھل دے
بے اصلاں تے احسان جے کریئے کوڈی مل نہیں پاندے

-•❖✻﴿صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ﴾✻❖•-

Marfat.com

بجو کے ساتھ نیکی کا انجام

بیہقی نے ''شعب الایمان'' کے آخر میں ابوعبیدہ معمر بن المثنیٰ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں یونس ابن حبیب سے مجیرام عامر کی مشہور مثل کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اُس کا قصہ اِس طرح ہے کہ چند لوگ گرمیوں کے موسم میں شکار کے لئے نکلے۔ جب وہ شکار کی تلاش میں پھر رہے تھے تو اُن کو ایک ام عامر (بجو) نظر آیا۔ شکاریوں نے اُس کا پیچھا کیا۔ مگر شکاری دوڑتے دوڑتے تھک گئے اور وہ بجو اُن کے ہاتھ نہ آیا۔ چنانچہ آخیر میں شکاری اُس بجو کو بھگاتے بھگاتے ایک اعرابی کے خیمہ کے پاس لے گئے۔ بجو دوڑ کر خیمہ میں گھس گیا۔ اُس کو دیکھ کر اعرابی خیمہ سے باہر نکلا اور شکاریوں سے پوچھا کیا معاملہ ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ ہمارا شکار جس کو ہم ہنکا رہے تھے۔ آپ کے خیمہ میں گھس گیا ہے، ہم اُس کو پکڑنا چاہتے ہیں۔ یہ سن کر اعرابی بولا کہ خدا کی قسم! جب تک میرے ہاتھ میں تلوار ہے تم ہرگز اُس تک نہیں پہنچ سکتے۔ اعرابی کا چیلنج سن کر شکاری بجو کو چھوڑ کر چلے گئے۔ اس کے بعد اعرابی نے اپنی اونٹنی کا دودھ دوہا اور ایک برتن میں دودھ اور ایک برتن میں پانی لے کر بجو کے سامنے رکھ دیا۔ بجو کبھی دودھ اور کبھی پانی پیتا رہا۔ اور جب سیراب ہو گیا تو ایک کونے میں جا پڑا۔ رات کے وقت جب اعرابی اپنے خیمہ میں سو گیا۔ تو بجو نے آ کر اُس کا پیٹ پھاڑ ڈالا۔ اور اُس کا خون پی لیا۔ اور جو کچھ اُس کے پیٹ میں اعضاء تھے۔ وہ سب کھا لئے۔ اور پھر وہاں سے بھاگ گیا۔

صبح کو جب اُس کا چچازاد بھائی آیا تو اعرابی کو اِس حال میں دیکھ کر اُس جگہ پہنچا جہاں دودھ پی کر بجو بیٹھ گیا تھا۔ جب اس کو وہاں نہیں پایا۔ تو اُس نے سوچا کہ ہو

Marfat.com

نہ ہو یہ بجو ہی کا کام ہے۔ چنانچہ وہ تیر کمان لے کر نکلا۔ اور اس بجو کو تلاش کر کے اُس کو مار ڈالا اور یہ اشعار پڑھے......

وَمَن یَّصنع المعروف من غیر اَھْلِہٖ
یَکُ قَیَ الذی لَاقیٰ مُجیرُ اُمِّ عَامِرِ

ترجمہ: جو کسی نا اہل کے ساتھ بھلائی کرے گا۔ تو اُس کا وہی انجام ہوگا۔ جو ام عامر (بجو) کو پناہ دینے والے کا ہوا۔

اَدَامَ لِھَا عِیْنَ اِستجارت بِقُوْبِہٖ
قَرَامَا مِنَ الْبَابِ اللِّقَاحِ الْغَزائر

ترجمہ: جب سے اُس بجو نے اس کے قریب یعنی خیمہ کی پیاہ کی تھی۔ وہ برابر گابھن اُونٹنی کے دودھ سے اس کی ضیافت کرتا رہا۔

وَشْبَعَھَا حَتّیٰ اِذَمَا تَمَلَّاءَتْ
فَرَتَہٗ بَانیاتٍ لھا وَاظَاھر

ترجمہ: جب وہ شکم سیر ہوگیا۔ تو اس نے اس احسان کا بدلہ یہ دیا کہ اپنے دانتوں اور پنجوں سے اپنے محسن کا ہی پیٹ چاک کر دیا۔

فَقُلْ لذوی المعروف ھذَ اجزاءُ مِن
غذا یَصْنَعُ الْمَعْرُوْفَ مَعَ غَیْرَ شَاکِرِ

ترجمہ: لہٰذا نیکی کرنے والوں سے کہہ دو کہ یہ اس شخص کی سزا ہے جو ناشکروں کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔ ﴿حیاۃ الحیوان: ۳۲۹/۲﴾

﴿صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ﴾

Marfat.com

ظلم کی سزا

ایک مچھیرے کا درد بھرا قصہ......جیسی کرنی ویسی بھرنی......ظلم سے بچئے
علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الزواجر میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے کہا میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کا ہاتھ کاندھے سے کٹا ہوا تھا اور وہ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا "مجھے دیکھ کر عبرت حاصل کرو اور کسی پر ہرگز ظلم نہ کرو"۔ میں نے آگے بڑھ کر اس سے پوچھا میرے بھائی تیرا کیا قصہ ہے؟ اُس شخص نے جواب دیا بھائی میرا قصہ بڑا عجیب وغریب ہے۔ دراصل میں ظلم کرنے والوں کا ساتھ دیا کرتا تھا۔ ایک دن کا ذکر ہے میں نے ایک مچھیرے کو دیکھا، جس نے کافی بڑی مچھلی پکڑ رکھی تھی، مچھلی مجھے پسند آئی۔ میں اُس کے پاس پہنچا اور کہا مجھے یہ مچھلی دے دو، اُس نے جواب دیا میں یہ مچھلی تمہیں نہیں دوں گا کیوں کہ اسے فروخت کر کے اس کی قیمت سے مجھے اپنے بال بچوں کا پیٹ پالنا ہے۔ میں نے اُسے مارا پیٹا اور اُس سے زبردستی مچھلی چھین لی اور اپنی راہ لی۔ جس وقت میں مچھلی کو اُٹھائے جا رہا تھا، اچانک مچھلی نے میرے انگوٹھے میں زور سے کاٹ لیا۔ میں مچھلی گھر لے کر آیا اور اُسے ایک طرف ڈال دیا۔ اَب میرے انگوٹھے میں ٹیس اور درد اُٹھا اور اتنی تکلیف ہونے لگی کہ اس شدت سے میری نیند اُڑ گئی۔ پھر میرا پورا ہاتھ سوج گیا۔ جب صبح ہوئی تو میں طبیب کے پاس آیا اور اُس سے درد کی شکایت کی۔ طبیب نے کہا، یہ انگوٹھا سڑنا شروع ہو گیا ہے، لہٰذا بہتر ہے کہ اس کو کٹوا دو ورنہ پورا ہاتھ سڑ

Marfat.com

جائے گا۔ میں نے انگوٹھا کٹوا دیا' لیکن اس کے بعد سڑاند ہاتھ میں شروع ہوگئی اور درد کی شدت سے میں سخت بے چین ہوگیا اور سو نہ سکا۔ لوگوں نے مجھ سے کہا کہ ہتھیلی کاٹ کر نکلوا دو میں نے ایسا ہی کیا' اَب درد بڑھ کر پہنچوں تک پہنچ گیا۔ میرا چین اور نیند سب اُڑ گئی اور میں درد کی شدت سے رونے اور فریاد کرنے لگا۔ ایک شخص نے مشورہ دیا کہ کہنی سے ہاتھ الگ کر دو۔ میں نے ایسا ہی کیا لیکن اَب درد مونڈھے تک پہنچ گیا اور سڑاند وہاں تک پہنچ گی۔ لوگوں نے کہا کہ اب تو پورا ہاتھ مونڈھے سے کٹوا دینا ہوگا' ورنہ تکلیف پورے بدن میں پھیل جائے گی۔ اب لوگ مجھ سے پوچھنے لگے' آخر یہ تکلیف تمہیں کیوں کر شروع ہوئی۔ میں نے مچھلی کا قصہ اُنہیں سنایا۔ اُنہوں نے کہا اگر تم اِبتدا میں مچھلی والے کے پاس جا کر اُس سے معافی مانگتے' اُسے کہہ سن کر راضی کر لیتے اور کسی صورت میں مچھلی کو اپنے لیے حلال کر لیتے تو تمہارا ہاتھ یوں کاٹا نہ جاتا' اس لیے اب بھی جاؤ اور اس کو ڈھونڈ کر اُسے خوش کرو' ورنہ تکلیف پورے بدن میں پھیل جائے گی۔ اس شخص نے کہا میں نے یہ سنا تو مچھلی والے کو پورے شہر میں ڈھونڈنے لگا۔

آخر کار ایک جگہ اُس کو پالیا۔ میں اُس کے پیروں پر گر پڑا اور انہیں چوم کر رو رو کر کہا کہ میرے آقا تمہیں اللہ کا واسطہ مجھے معاف کر دو۔ اُس نے مجھ سے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے بتایا: میں وہ شخص ہوں جس نے تم سے مچھلی چھین لی تھی' پھر میں نے اُس سے اپنی کہانی بیان کی اور اُسے اپنا ہاتھ دکھایا۔ میں نے اس مچھلی کو تمہارے لیے حلال کیا' کیوں کہ تمہارا حشر میں نے دیکھ لیا۔ وہ دیکھ کر رو پڑا اور کہا میرے بھائی میں نے اُس سے کہا: "میرے آقا خدا کا واسطہ دے کر میں تم سے پوچھتا ہوں کہ جب میں نے تمہاری مچھلی چھینی تو تم نے مجھے کیا بد دُعا دی تھی"۔ اُس شخص نے کہا: ہاں! میں نے اُس وقت یہ دُعا مانگی کہ "اے اللہ یہ اپنی

Marfat.com

قوت اور زور کے گھمنڈ میں مجھ پر غالب آیا اور تو نے جو رزق دیا اس نے مجھ سے چھین لیا اور مجھ پر ظلم کیا' اِس لیے تو میرے سامنے اِس پر زور کا کرشمہ دکھا"۔ میں نے اُسے کہا: میرے مالک! اللہ نے اپنا زور تمہیں دکھا دیا۔ اب میں اللہ کے حضور میں توبہ کرتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ کسی ظالم کی مدد ہرگز نہیں کروں گا' نہ کبھی خود ظلم کروں گا۔ نہ اُن کے دروازہ پر کبھی جاؤں گا اور اِن شاء اللہ جب تک زندہ رہوں گا اپنے وعدے پر قائم رہوں گا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

لَا تَظْلِمَنَّ إِذَا مَا كُنْتَ مُقْتَدِراً ۝ فَالظُّلْمُ تَرْجِعُ عُقْبَاهُ إِلَى النَّدَمِ

ترجمہ: جب تمہیں اقتدار حاصل ہے' کسی پر ہرگز ظلم نہ کرو کیوں کہ ظلم کا انجام ندامت اور شرمندگی ہے۔

تَنَامُ عَيْنَاكَ وَالْمَظْلُومُ مُنْتَبِهٌ ۝ يَدْعُوا عَلَيْكَ وَعَيْنُ اللهِ لَمْ تَنَمْ

ترجمہ: تیری دونوں آنکھیں سوتی ہیں اور مظلوم جاگتا ہے اور تجھے بد دُعائیں دیتا ہے اور اللہ کی آنکھ کبھی نہیں سوتی۔

ایک دوسرے شاعر نے کہا...... ؎

إِذَا مَا الظَّلُومُ اسْتَوْطَأَ الْأَرْضَ مَرْكَباً ۝ وَلَجَّ غُلُوّاً فِيْ قَبِيْحِ اِكْتِسَابِهٖ

ترجمہ: جب ظالم سوار ہو کر دھرتی کا سینہ روندتا ہے اور ہر کرتوت میں حد سے گزر جاتا ہے۔

فَكِلْهُ إِلَى صَرْفِ الزَّمَانِ فَإِنَّهٗ ۝ سَيُبْدِيْ لَهٗ مَا لَمْ يَكُنْ فِيْ حِسَابِهٖ

ترجمہ: تب تم اُسے زمانے کی گردش کے حوالے کر دو' کیوں کہ زمانہ اُس کے سامنے وہ چیز کھول کر رکھ دے گا جو اُس کے وہم وگمان میں بھی نہ ہو گی۔"

﴿معاشرے کی مہلک بیماریاں: ۳۷۶ ☆ بکھرے موتی: جلد پنجم: ۵۳۷﴾

-•❖❈﴿ صَلَّى اللهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ﴾❈❖•-

Marfat.com

﴿حاصل کلام﴾ :- ظلم بہت بڑا جرم اور گناہ ہے، ظالموں کا ساتھ دینا بری بات ہے، اگر اُن کا ساتھ دینا ہی ہے تو انہیں ظلم سے روکو یہ اُن سے ہمدردی ہوگی، ظالم پر بھی اور مظلوم پر بھی۔

حقوق العباد جب تک وہی معاف نہ کرے گا معافی نہیں ہوگی۔ بعض اوقات بڑی تکلیف ہوئی کسی کو معاف کر دینا بھی بہت بڑی نیکی ہے۔

جس کا کوئی نہ ہو اُس کا اللہ ہوتا ہے۔

جب دل سے آہ نکلتی ہے، عرشِ الٰہی بھی کانپ جاتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ کی امداد فوراً مظلوم کے شامل حال ہو جاتی ہے۔ لہٰذا جہاں تک ہو سکے ظلم کرنے سے بچو۔ ورنہ آخرت میں سزا تو ملنی ہی ہے، اِس دُنیا میں بھی خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

-•❖❄﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ﴾❄❖•-

Marfat.com

دیانت داری کا اِنعام

رمضان المبارک کی آمد ہوئی تو ربع مسکون کے مختلف ملکوں میں بکھری ہوئی رونقیں مکۃ المکرمہ میں جمع ہونا شروع ہو گئیں۔ دُنیا کے ہر گوشے میں رہنے والے امیر اور غریب، شاہ اور گدا، ایرانی اور تورانی، کالے اور گورے، عربی اور عجمی صاحب استطاعت مسلمان بیت اللہ الحرام کے دیدار سے مشرّف ہونے کے لئے عمرہ کرنے چلے آرہے تھے۔ کیونکہ رمضان المبارک میں عمرے کا اتنا ثواب ہوتا ہے کہ گویا حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر حج کر لیا ہے۔

قاضی ابوبکر انصاری رحمۃ اللہ علیہ اسی سعادت کو حاصل کرنے کی غرض سے مکۃ المکرمہ پہنچ گئے، مکہ المکرمہ میں اللہ تعالیٰ کا وہ مقدس گھر ہے جسے حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن اور اُن کے سعادت مند بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا اور وہاں (بغیر کسی لاوڈ سپیکر اور براڈ کاسٹنگ اسٹیشن کے) اعلان کیا تھا کہ

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ عَلَيْكُمْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتِ فَحُجُّوا

"لوگو اللہ نے تم پر اس گھر کا حج فرض کیا ہے اس لیے تم اس کا حج کرو"۔

چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کی آواز کو دُنیا کے گوشے گوشے میں پھیلا دیا اور حاجیوں کے پہنچنے سے پہلے ہی اُن کے لئے بے آب وگیاہ، پتھریلی اور پہاڑی زمین میں ہمہ قسم پھلوں کا رزق پہنچا دیا۔ صاحب استطاعت مسلمان جی بھر کر وہاں مناسک حج ادا کرتے ہیں اور من پسند پھلوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

Marfat.com

اللہ کے اس بندے نے ابتدائی دنوں میں اپنی آرزو کے مطابق جی بھر کر بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی اور دنیا جہان کے سب سے مقدس پانی سے اپنی پیاس بجھائی اور بیت اللہ کے جن نظاروں کو کانوں نے سنا تھا' انہیں آنکھوں سے دیکھا' عبادت میں اس قدر سرور آیا کہ بیان سے باہر ہے' دل موہ لینے والی اذانیں اور پُر لطف نمازیں' دلکش تلاوتیں اور رُلا دینے والی دعائیں سنیں اور دلوں کو شفا بخشنے والا آبِ زم زم پیا۔ وہاں باہمی محبت و مروت کے ایسے مناظر دیکھنے میں آئے جو دُنیا جہان میں کہیں نظر نہیں آتے تھے۔ جی میں آیا کہ سب کچھ چھوڑ کر باقی عمر یہیں گزار دی جائے' لیکن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ کچھ عرصہ بعد درہم و دینار خرچ ہو گئے اور کھانے پینے کو کچھ نہ بچا۔ کچھ دن تو فقر و فاقے سے گزر گئے لیکن ایک رات بھوک کی انتہا ہو گئی۔ بایں ہمہ غیر تمند طبیعت نے دست سوال دراز کرنے سے روکے رکھا اور یہ اس امید پر کہ شاید اللہ تعالیٰ کوئی سبب پیدا کر دے۔ گھر سے اُٹھے تو مکہ کی گلیوں میں پھرنے لگے تا کہ کسب حلال مل جائے تو چند ایام آرام سے گزر جائیں۔

ان دنوں مکہ مکرمہ میں بڑی چہل پہل تھی' عربی اور عجمی' مراکشی اور انڈونیشی' چینی اور جاپانی' ترکی' ایرانی' مصری' یمنی' اُردنی' لبنانی' سوڈانی' شامی' کالے اور گورے' بلند و بالا اور کوتاہ قد' مرد اور عورتیں حج اور عمرہ کے لئے بستیوں' شہروں صحراؤں' دریاؤں' اور سمندری جزیروں سے نکل کر اور پہاڑوں کی چوٹیوں سے اتر کر بیت اللہ الحرام کے دیدار سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرنے آئے ہوئے تھے۔

ان میں سے ایک بزرگ کی حریری تسمے سے بندھی ہوئی ریشمی تھیلی کہیں گر گئی جو اتفاقاً ابوبکر انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ لگ گئی۔ یہ اسے۔ لے کر اپنے گھر روانہ

ہو گئے۔ جب اُسے کھول کر دیکھا تو اس میں موتیوں کا لاثانی ہار موجود تھا۔ اُسے دیکھتے ہی بھوک کا احساس ختم ہو گیا اور مضمحل قوی میں طاقت پیدا ہو گئی۔ جی میں آیا کہ اس سے کچھ خرچ کر کے ضرورت پوری کر لی جائے لیکن مثالی مومن کے ایمان نے ایسا کرنے نہ دیا کیونکہ یہ مثالی مومن وہ صاحب استطاعت مسلمان تھا' جسے رومیوں نے ڈیڑھ سال تک اپنی قید میں رکھا اور مسلسل پانچ ماہ تک اس کی گردن میں وزنی طوق اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں پہنائے رکھی تھیں۔ وہ ہر روز ان سے مطالبہ کرتے کہ حضرت مسیح کے ابن اللہ ہونے کا اقرار کر لو تو اعزاز و اکرام سے رہا ہو کر اعلیٰ منصب پر فائز کر دیئے جاؤ گے لیکن ان کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔ چنانچہ نہ تو انہوں نے عقیدہ بدلا اور نہ قید کی حالت میں وقت ضائع کیا بلکہ وہاں سے رومی زبان سیکھ لی۔ یہ ٹھیک ہے کہ ایمان میں کسی وقت بھی تغیر آسکتا ہے۔ لیکن انسان ہر وقت اللہ سے ایمان کی سلامتی کی دعا کرتا رہے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ ایمان جیسی نعمت کی حفاظت فرماتا ہے۔

ابو بکر انصاری رحمۃ اللہ علیہ تھیلی کو محفوظ مقام پر رکھ کر گھر سے باہر آئے تو ایک بزرگ آواز لگاتے سنائی دیئے۔ ''جو شخص میری موتیوں بھری تھیلی واپس کر دے وہ پانچ صد دینار (خالص سونے کے سکوں) کا حقدار ٹھہرے گا۔''

ابو بکر کے جی میں آیا کہ میں بھوکا اور محتاج ہوں۔ اگر تھیلی واپس کر کے پانچ صد دینار لے لوں گا تو اس میں کیا حرج ہے؟ لیکن فوراً ضمیر بیدار ہوا کہ گمشدہ چیز کو واپس کرنا فرض نہیں ہے؟ اور کیا ایمان داری اور دیانتداری کی قیمت وصول کرنا ٹھیک بات ہے؟ دل سے آواز اُٹھی کہ یہ امانت من وعن واپس کرو اور اپنے خالق و مالک سے رزق کا سوال کرو۔ چنانچہ انہوں نے بزرگ کا ہاتھ تھاما اور اسے اپنے گھر لے گئے۔ بڑے اکرام واحترام سے بٹھا کر کچھ سوالات کیے۔

شیخ محترم! آپ کی تھیلی کی علامت کیا ہے؟

جی وہ ریشم سے بنی ہوئی ہے۔

اس تھیلی میں تسمہ کیسا ہے؟

جی وہ بھی ریشم کا بنا ہوا ہے۔

آپ کے موتیوں کا رنگ کیسا ہے اور ان کی تعداد کتنی ہے؟

جی وہ مختلف رنگوں کے ہیں اور بیسیوں کی تعداد میں ہیں۔

جس دھاگے میں وہ پروئے ہوئے ہیں وہ کس رنگ کا ہے؟

وہ ریشمی اور سیاہ رنگ کا ہے۔

لیجئے صاحب یہ ہے آپ کی وہ تھیلی' آپ کی امانت جوں کی توں محفوظ ہے۔ شیخ تمتماتے ہوئے چہرے کے ساتھ تھیلی وصولی کر لی اور موتی گننے لگا۔ جب تعداد پوری نکلی تو فرطِ مسرت سے جھوم اٹھا اور "جزاك الله خيرًا" کہنے لگا' اُسے شکریہ ادا کرنے کے لئے الفاظ نہ مل رہے تھے۔ چنانچہ اُس نے حسب وعدہ پانچ صد دینار ابو بکر انصاری رحمۃ اللہ علیہ کی جھولی میں ڈال دیئے لیکن ابو بکر انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہہ کر واپس کر دیئے کہ،

شیخ محترم! گمشدہ چیز کا واپس لوٹانا واجب ہے اور اس امانت کا واپس کرنا مجھ پر مذہبی اور اخلاقی اعتبار سے ویسے ہی فرض ہے لہٰذا اس دیانت داری کا آپ سے کبھی بدلہ نہ لوں گا۔

نہیں میرے عزیز! میں اپنی خوشی سے دے رہا ہوں' یہ صلہ ضرور لیجئے گا۔

نہیں صاحب میں اس کا صلہ اپنے رب سے وصول کروں گا۔

اس کے بعد وہ بزرگ پر زور اصرار کرنے لگا' لیکن ابو بکر انصاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی بات پر قائم رہے اور وہ بوڑھا بزرگ وہاں سے شاداں وفرحاں سدھار گیا۔

Marfat.com

یہ شیخ اپنے وطن کا رئیس اور بہت مالدار شخص تھا۔ ممکن ہے کہ اس نے یہ ہار اپنی اکلوتی بیٹی کے لئے خریدا ہو۔ جب یہ شخص اپنے وطن میں پہنچ گیا تو تمام عمر اس نوجوان کی دیانت کا قصہ سناتا رہا' بعدازاں وہ یہ خواہش کرتا کرتا فوت ہو گیا کہ کاش! میں اُس نوجوان مسافر کا نام اور پتہ پوچھ لیتا اور اس کے ساتھ اپنی اکلوتی بیٹی کی شادی کر دیتا۔

کچھ عرصہ بعد ابو بکر انصاری رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ سے نکلے اور اپنی منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے بحری جہاز پر سوار ہو گئے۔ اتفاق سے بحری جہاز سمندر کے درمیان پہنچ کر ٹوٹ گیا اور ابو بکر انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے سوا تمام لوگ مع ساز و سامان غرق ہو گئے۔

خوش قسمتی سے انہیں لکڑی کا تختہ مل گیا اور یہ عرصہ تک سمندری لہروں پر تیرتے رہے۔ انہیں چاروں طرف سے موت گھور رہی تھی۔ رات کی تاریکیاں' کالی گھٹائیں اور سمندر کی طوفانی لہریں "ظُلُمٰتٌۢ بَعۡضُهَا فَوۡقَ بَعۡضٍ" کا منظر پیش کر رہی تھیں۔ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا' جب کبھی خوفناک بھگولا آتا تو کلیجہ حلق میں اٹک جاتا اور "اَللّٰهُمَّ احۡفَظۡنِیۡ" کی صدا زبان پر آجاتی۔ بالآخر کئی دنوں اور راتوں کے بعد وہ تختہ کسی سمندری جزیرے کے کنارے جا لگا' یہ دن اُس کے لئے انتہائی خوشی کا تھا۔ اُسے اِس قدر خوشی تھی کہ گویا جہنم کا پل عبور کر آئے ہوں۔

ابو بکر انصاری رحمۃ اللہ علیہ تختے سے اتر کر سب سے پہلے وہاں مسجد میں گئے اور سجدہ شکر ادا کیا۔ لیکن اب جائیں تو جائیں کہاں؟ نہ جان نہ پہچان۔ ان دیکھے چہرے اور پرائے لوگ۔ بالآخر رحمت خداوندی شامل حال ہوئی اور علم کی شان نظر آئی۔

Marfat.com

جب جزیرہ والوں نے انہیں مسجد میں تلاوت کرتے سنا تو وہ شدت اشتیاق سے اُن کو دیکھنے آئے اور یکے بعد دیگرے اُن کی ضیافت کرنے لگے۔

انہوں نے فرمائش کی کہ وہ ان کے بچوں، بچیوں، مردوں اور عورتوں کو قرآنِ مجید کی تعلیم دیں۔ چنانچہ انہوں نے پوری محنت اور ذمہ داری سے یہ خدمت سر انجام دی اور وہ بھی دل وجان سے ان کی خدمت کرنے لگے۔ ابو بکر فرماتے ہیں کہ ایک دن انہوں نے مجھے مسجد میں مصحف شریف کے چند اوراق کا مطالعہ کرتے دیکھا تو فرطِ مسرت سے پوچھنے لگے۔

کیا آپ لکھ بھی سکتے ہیں؟

جب میں نے اثبات میں جواب دیا تو اُنہوں نے اپنے بچوں کو کتابت سکھانے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ چنانچہ ابو بکر انصاری نے بڑی محنت سے ان کے بچوں اور جوانوں کو لکھنا اور پڑھنا سکھا دیا تو اُنہوں نے بڑی عقیدت سے اپنے بچوں کے استاد پر مال وزر نچھاور کرنا شروع کر دیا۔ یہ چند مہینوں میں جزیرے کے محترم اور مالدار انسان بن گئے۔

علم کی خوبی یہ ہے کہ وہ اپنے قدر دانوں کو "تَحتَ الثّریٰ" سے "فَوقَ الثریا" لے جاتا ہے۔ ابو بکر انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اُن کی عقیدت اس حد تک بڑھی کہ انہوں نے اسے مستقبل اپنے پاس ٹھہرانے کے لئے جزیرے کی مالدار خاتون سے شادی کی پیشکش کر دی لیکن اس نے یہ پیشکش قبول نہ کی۔ البتہ جب ان کا اصرار بڑھا تو یہ آمادہ ہو گئے۔

چنانچہ بڑی دھوم دھام سے شادی کی تقریب منعقد ہوئی، جب دلہن گھر لائی گئی تو یہ اپنی بیوی کے چہرے کو دیکھنے کی بجائے اسکی گردن پر نظر جما کر بیٹھ گیا۔ کیونکہ جو ہار انہوں نے مکہ مکرمہ میں واپس لوٹایا تھا وہ بعینہٖ اس خاتون کے گلے

Marfat.com

میں تھا۔ جب لوگوں نے یہ حالت دیکھی تو پوچھا کیا یہ ہار اس خاتون سے زیادہ خوبصورت ہے' جو آپ مسلسل اس پر نگاہ جما کر بیٹھ گئے۔

تب انہوں نے اس ہار کی گمشدگی اور بازیابی کی کہانی سنائی تو سننے والوں نے اتنی بلند آواز سے بے ساختہ نعرہ تکبیر لگایا کہ جسے آواز سن کر پورے جزیرے والے جمع ہو گئے۔ جب ابوبکر انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے اس نعرے کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ ہم نے جس خاتون سے آپ کا نکاح کیا ہے' یہ اسی بزرگ کی اکلوتی لخت جگر ہے اور وہ بزرگ ہمیں اس ہار کی گمشدگی اور بازیابی کا قصہ سنا کر فرمایا کرتے تھے کہ اِس دُنیا میں اگر کوئی صحیح معنوں میں مسلمان ہے تو وہی نوجوان ہے جس نے اس قدر قیمتی ہار مجھے واپس کر دیا تھا کاش کہ وہ مجھے مل جائے تو میں اپنی بیٹی سے اُس کا نکاح کر دوں۔ اس کے بعد وہ دعا کیا کرتے تھے

اَللّٰھُمَّ اجْمَعْ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ حَتّٰی اُزَوِّجَہٗ بِابْنَتِیْ

"اے اللہ! مجھے اور اس نوجوان کو اکٹھا کر' تاکہ میں اُس سے اپنی بیٹی کی شادی کر دوں۔"

آج اُس کی آرزو پوری ہو گئی اور وہی لڑکی آپ کے نکاح میں ہے۔

اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو کوئی انسان اس کے خوف سے حرام مال سے بچ جائے گا تو وہ اسے حلال طریقے سے اتنا مال دے گا جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوگا۔

آگے سنیے۔

علامہ ابوبکر انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ خاتون ایک عرصہ تک میرے نکاح میں رہی۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس سے دو بیٹے عطا کیے۔ اس

Marfat.com

کے بعد وہ اللہ کو پیاری ہوگئی۔

مجھے اس ہار کا چوتھائی حصہ ترکہ میں ملا۔ کچھ عرصہ کے بعد میرے دونوں بیٹے بھی اللہ کو پیارے ہوگئے۔ وہ ہار سارے کا سارا میرے حصہ میں آگیا۔ چنانچہ میں نے اُسے ایک کروڑ دینار میں فروخت کر دیا اور یہ مال جو تمہیں نظر آرہا ہے یہ اسی ہار کی قیمت سے خرید اگیا۔

﴿صالحین کرام کے دلچسپ اور ایمان افروز واقعات: ۳۰﴾

-•❖❄﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾❄❖•-

﴿حاصلِ کلام﴾: - اس واقعہ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ دیانتداری کتنا اہم فعل ہے کہ اُس کا انعام اللہ تعالیٰ اِس دُنیا میں ہی دے دیتا ہے۔

گم شدہ چیز اُس کے مالک تک پہنچانا دینِ اِسلام میں انتہائی ضروری ہے۔ اگرچہ سال بھر انتظار اور تلاش کرنی پڑے کوشش کر کے اُس کے مالک تک پہنچائیں۔ یہ دین سے دوری کا ہی نتیجہ ہے کہ لوگ گم شدہ چیز کے اُس وقت مالک بن جاتے ہیں، یہ ناجائز ہے۔ وہ چیز اُس کے مالک تک پہنچانی ضروری ہے۔

-•❖❄﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ﴾❄❖•-

Marfat.com

ایمان داری کا انعام

یہ ۲۴۰ھ کا واقعہ ہے کہ رمضان المبارک کے پہلے دن فجر کی اذان حرم کے میناروں سے بلند ہو کر رہی تھی اللہ کے مخلص بندوں کے دلوں پر انوار و تجلیات کی بارش برس رہی تھی۔ کعبۃ اللہ کے گرد مومنوں کی صفیں نماز کے لئے کھڑی ہو رہی تھیں۔ ان خوش نصیبوں کی آنکھیں براہِ راست بیت اللہ کے جمال سے منور ہو رہی تھیں۔

اہل مکہ یہ اذان سن کر بیت اللہ کی طرف چل پڑے اور ایک چھیاسی سالہ بزرگ کے سوا شاید ہی کوئی نمازی ہو جو گھر میں بیٹھا رہ گیا ہو۔ انہوں نے شیریں اور ترش، سرد اور گرم، خشک اور تر، انواع و اقسام کے عمدہ کھانوں سے پیٹ بھر کر نماز شروع کر دی۔

لیکن یہ بزرگ بھوک کی وجہ سے نماز میں کھڑا ہونے سے قاصر بھی تھا۔ اس بے چارے نے کچھ کھائے پیئے بغیر روزہ رکھ لیا تھا۔ اس کی گزشتہ رات بھی فاقہ سے گزری تھی اور دن بھی بھوک پیاس سے گزرا تھا۔ جب اس نے نماز مکمل کر لی تو ایک کونے میں شکستہ دل اور غمگین ہو کر بیٹھ گیا۔ اُسے بذاتِ خود ایک فاقہ کشی اتنا دکھ نہ تھا کیونکہ عرصہ دراز کی تنگ دستی نے اُسے مصائب برداشت کرنے کا خوگر بنا دیا تھا۔ اُسے کوئی غم کھائے جا رہا تھا، تو وہ بھوکی ننگی چار بیٹیوں، دو بہنوں، ایک بوڑھی ساس اور مسکین بیوی کا غم تھا۔ جن کا یہ واحد کفیل اور ذمہ دار تھا۔

اگر اس کی جگہ کوئی دوسرا آدمی ہوتا تو مالداروں کی شاہ خرچیوں کو دیکھ کر دنیا

Marfat.com

پہ للچاتا اور لوگوں سے حسد کرتا.........

لیکن یہ بوڑھا بزرگ ایک مثالی مومن تھا۔ اس بات پر پختہ یقین رکھتا تھا کہ اللہ رب کائنات نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے رزق تقسیم کر رکھا ہے۔ کسی کا اس میں کچھ اختیار نہیں۔ لوگ نہ رزق دے سکتے ہیں اور نہ روک سکتے ہیں اور جو کچھ میرے مقدر میں ہے وہ مل کر ہی رہے گا۔ اگرچہ میں کمزور ہی سہی اور جو کچھ دوسروں کے مقدر میں ہے وہ مجھے ہرگز نہیں مل سکتا۔ اگرچہ لاکھ جتن کر لوں، کیونکہ وہ تقدیر کا قلم لکھ کر فارغ ہو چکا اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔ اس نے ٹھنڈی سانس بھری اور کہا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ

کھڑا ہوا اور قمیض اُتار کر پکارنے لگا۔ لبابہ! لبابہ!

یہ سن کر ایک عورت آئی، جس کا تن پیوند لگے ہوئے میلے کچیلے کپڑوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ اُس نے قمیض اُتار کر اسے دے دی اور پھٹا پرانا کپڑا اپنے اوپر لپیٹ لیا۔

عورت نے کہا:

ابو غیاث آج تیسرا دن ہے ہم نے کھانا نہیں دیکھا اور یہ دن گرمی اور روزے کا ہے۔ تو اور میں تو صبر کر لیں گے مگر یہ بچیاں اور بوڑھی عورت تو صبر سے قاصر ہے۔ انہیں بھوک نے نڈھال کر رکھا ہے۔ اللہ کا نام لے کر نکلو۔ شاید کچھ درہم یا روٹی کے چند ٹکڑے دے دے جس سے ہم روزہ افطار کر سکیں۔

ابو غیاث نے کہا اِن شاء اللہ ضرور جاؤں گا۔

آفتاب طلوع ہو کر ذرا بلند ہوا تو بوڑھا بزرگ گھر سے نکلا اور مکے کی گلیوں میں گھومنے پھرنے لگا کہ شاید کہیں مزدوری مل جائے۔ تمام لوگ گرمی کی وجہ سے گھروں کو لوٹ چکے تھے مزدوری تلاش کرتے کرتے گرمی شدید تر ہوتی چلی گئی۔ اس کی ٹانگیں جواب دے گئیں اور آنکھیں پتھرا گئیں۔ گزشتہ رات اور دن کے

Marfat.com

فاقے، نیز بغیر کھائے پیئے روزے کی وجہ سے پیٹ میں بھوک کی آگ لگی ہوئی تھی، یہ مکہ کی نشیبی وادی میں جا کر دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اس کی بڑی تمنا یہ تھی کہ اسے ایمان کی حالت میں موت آ جائے تاکہ وہ اس قید حیات سے رہائی پا جائے اور ہمیشہ کی زندگانی سے فائدہ اُٹھائے۔ وہ انہی سوچوں میں گم سم مٹی کُرید رہا تھا کہ اچانک اس کا ہاتھ ایک نرم و ملائم چیز سے چھو گیا۔ اسے کچھ یوں محسوس ہوا کہ جیسے سانپ کی دم ہے۔ اُس نے تعوذ پڑھا اور ہاتھ کھینچ لیا۔ پھر دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ کاش یہ سانپ مجھے ڈس لے اور میں مصائب سے آزاد ہو جاؤں، لیکن معاً خیال آیا کہ مومن کے لئے کہاں جائز ہے کہ موت کی تمنا کرے۔ خودکشی تو اسلام میں حرام ہے، بلکہ مومن کو چاہیئے کہ یوں کہا کرے......

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ اِنْ کَانَتِ الْحَیَاۃُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِنْ کَانَتِ الْمَوْتُ خَیْرًا لِّیْ چنانچہ اُس نے اللہ سے معافی مانگی اور دوبارہ اس چیز کو غور سے دیکھنے لگا۔

اسے بڑا تعجب ہوا کہ یہ بے حس و حرکت پڑی ہے۔ اسے پاؤں کی ٹھوکر بھی لگائی لیکن وہ چیز جوں کی توں پڑی رہی۔ اس نے ہاتھ سے مٹی ہٹا کر اسے پکڑا تو ہمیانی (تھیلی) نکلی جو سونے سے بھری ہوئی تھی اسے دیکھ کر بھوک اور پیاس ختم ہو گئی اور اعصاب میں نئی قوت پیدا ہو گئی، بلکہ جوانی لوٹ آئی، سوچنے لگا کہ میں کتنا خوش نصیب ہوں؟ یہ مال اپنے گھر والوں کے ہاتھوں میں تھماؤں گا تو وہ کس قدر خوش ہوں گے؟ وہ اس وقت حسین اور روشن مستقبل کی امید میں خوشی سے دیوانہ ہو رہا تھا۔

اچانک ایمانی حس بیدار ہوئی۔ دل میں القاء ہوا کہ یہ مال تیرا نہیں بلکہ لقطہ (گمشدہ) ہے۔ سال بھر اعلان کرنے کے بعد اس صورت میں حلال ہو گا، جب اصل مالک نہ ملے۔ جب سال کی مدت اور اپنے رات کے کھانے کا تصور کیا تو قوئی جواب دے گئے" کہ کیا خبر سال بھر زندہ بھی رہوں گا یا نہیں؟ اور یہ بھوک،

ننگی بیٹیاں کیا کھائیں گی، کیا پہنیں گی؟ خواہش پیدا ہوئی کہ تھیلی کو واپس اسی جگہ رکھ آئے اور آزمائش میں نہ پڑے، لیکن بذات خود دانا عالم مومن تھا، جانتا تھا کہ اگر گمشدہ مال کو دیکھ کر ہاتھ نہ لگایا جائے تو کوئی ذمہ داری نہیں، اگر اسے پکڑ کر دوبارہ رکھ دیا جائے تو ذمہ داری رکھنے والے پر ہوگی۔ اس قسم کے تفکرات دماغ میں ٹکرانے لگے۔ اسے محسوس ہوا کہ کنپٹی کی ہڈیاں چور ہو رہی ہیں۔ ایک طرف یہ خیال اٹھتا کہ دبا رکھو، اللہ کا دیا ہوا رزق ہے اس ذریعے بھوکی ننگی بیوی اور بیٹیوں کا پیٹ بھرو اور ان کا تن ڈھانکو۔ اگر طاقت ہوئی تو پھر دے دینا ورنہ چند دینار کم بھی واپس کیے تو کیا فرق پڑے گا۔

دوسری طرف یہ خیال پیدا ہوا کہ صبر کر! اے بھلے آدمی! امانت میں خیانت کا ارتکاب نہ کر، قبر کے کنارے بیٹھ کر، مالک کی نافرمانی کا سوچتا ہے۔ چنانچہ پھر وہ اصل مالک کے ملنے تک ہمیانی (تھلی) گھر رکھنے چلا گیا۔ چوروں کی طرح گھر میں داخل ہوا تو اس کی بیوی نے دیکھ لیا اور پوچھا: ابوغیاث کیسے آئے ہو اور کیا لائے ہو؟

جواب دیا: کچھ نہیں!

بوڑھا بزرگ ہمیانی (تھلی) کی خبر چھپانا چاہتا تھا، جبکہ اُس نے آج تک اپنی بیوی سے کوئی خبر چھپائی نہ تھی۔ بیوی نے کہا: واللہ آپ کے پاس کچھ ضرور ہے، لیکن ہے کیا؟ بتادو نا: بوڑھا بزرگ ڈرا کہ لبابہ کہیں کسی وہم میں مبتلا نہ ہو جائے۔ اسے سارا قصہ سنا دیا، وہ عورت دین دار ضرور تھی لیکن ابوغیاث کی طرح صبر اور حوصلے والی نہ تھی۔ کہنے لگی: جاؤ اور کچھ خرید لاؤ کیونکہ ہم لاچار ہیں اور لاچار مسلمان پر مردار بھی حلال ہے: ابوغیاث نے کہا! نہیں ہرگز نہیں۔ اگر تو نے اسے ہاتھ لگایا یا کسی کو خبر دی تو تجھے طلاق ہے۔ لبابہ خون کے گھونٹ پی کر خاموش

ہو گئی اور یہ اصل مالک کی تلاش میں گھر سے نکل پڑا' تا کہ اصل مالک سے مل کر حلال طریقے سے کوئی درہم حاصل کر سکے۔ وہ حرم کی طرف چل دیا۔ حرم میں ایک نوجوان محمد بن جعفر طبری زیر تعلیم تھا۔ طبری بیان کرتا ہے کہ میں نے ایک خراسانی کو یہ اعلان کرتے ہوئے سنا......

''اے حاجیوں کی جماعت میری ہزار دینار سے بھری ہوئی تھیلی کہیں گم ہو گئی ہے' جو کوئی اسے واپس کرے اللہ اسے دگنا ثواب دے گا۔ ایک بوڑھا بزرگ اٹھا' (جو محمد بن جعفر کے موالی میں سے تھا) کہنے لگا: اے خراسان کے رہنے والے نوجوان! ہمارا ملک پسماندہ ہے' حالات ابتر ہیں۔ شاید آپ کی ہمیانی (تھیلی) کسی خوف خدا رکھنے والے انسان کو مل گئی ہو؟ آپ اس کے لیے انعام کا اعلان کر دیں' جسے لے کر وہ باقی واپس کر دے۔ نوجوان خراسانی نے پوچھا ہاں بھئی کتنا انعام؟ ابوغیاث نے کہا سو دینار یعنی دسواں حصہ۔

نہ بھئی نہ؟ ایسا نہیں ہو سکتا، میں معاملہ اللہ پر چھوڑتا ہوں۔ دونوں جدا ہو کر اپنی اپنی منزل پر چلے گئے۔ طبری کہتے ہیں: میرے دل میں آیا کہ وہ ہمیانی (تھیلی) ضرور اسی شیخ کو ملی ہو گی۔ میں اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا وہ بوڑھا ایک خستہ حال مکان میں داخل ہوا اور یوں گویا ہوا:

لبابہ کہاں ہے؟

حاضر ہوں ابوغیاث! لبابہ بولی۔

میں نے ایک شخص کو اس ہمیانی کی تلاش میں پھرتے ہوئے دیکھا ہے میں نے اسے یہ بھی کہا کہ تو اس کے واپس کرنے والے کے لئے سو (۱۰۰) دینار انعام کا اعلان کر دے لیکن وہ نہیں مانتا۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے' میرا ارادہ تو ہمیانی (تھیلی) واپس کرنے کا ہے۔

Marfat.com

لبابہ نے کہا ابوغیاث! ہمیں تیرے ساتھ پچاس سال فقروفاقہ میں گزارنے پڑے ہیں۔ تیری چار بیٹیاں' دو بہنیں' ایک ساس اور آٹھویں میں ہوں۔ ابوغیاث! اللہ بڑا مہربان ہے۔ اس کی شان اس امر سے بلند ہے کہ ایسے آدمی کو عذاب کرے جوان کا واحد کفیل ہو تو نے نہ تو چوری کی ہے' نہ ڈاکہ ڈالا ہے' یہ مال تو اللہ نے تیرے سامنے رکھا ہے' تو اسے کیوں ٹھکرا رہا ہے۔ کیا اللہ تجھ سے ان عورتوں کے متعلق سوال نہ کرے گا؟

طبری کہتے ہیں کہ میں نے بوڑھے کے چہرے کو بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کا دل اس بھوکی' ننگی بیٹیوں اور مسکین ام لبابہ پر آنسو بہا رہا ہے' کیونکہ فاقوں کی بدولت ان کا چمڑا ہڈیوں پر خشک ہو رہا تھا اور وہ دیمک خوردہ لکڑی کی طرح کھوکھلے بدن میں سانس لے رہی تھیں۔

اس کے دل میں آیا کہ کچھ دینار خرچ کرلوں' لیکن فوراً یاد آیا کہ پچاس سال صبر سے گزار دیئے اور آج جب کہ ٹانگیں قبر میں لٹکی ہوئی ہیں تو پچاس سال کے صبر کو ایک دن کی لذت پر کیوں قربان کروں اور پھر اللہ تعالیٰ میرے اہل وعیال پر رحم کرے گا' دل کو حوصلہ دے کر بولا......

میں ایسا نہیں کروں گا' چھیاسی سال بعد اپنی لاش کو قبر میں نہیں جلاؤں گا۔

طبری کہتے ہیں کہ اسکے بعد میاں بیوی خاموش ہو گئے اور میں واپس چلا گیا۔

مغرب کی اذان ہوئی تو بوڑھا بزرگ دن بھر کے کمائے ہوئے چند ٹکڑوں پر اہل وعیال سمیت افطار کرنے بیٹھ گیا۔ باقی لوگ انواع واقسام کے عمدہ عمدہ کھانوں سے مزے لے رہے تھے۔ اور اس بات کا ذرا احساس نہ تھا کہ رمضان المبارک ایثار اور سخاوت کا مہینہ ہے اور اللہ نے بھوکا پیاسا رکھنے کے لئے روزے فرض نہیں کیئے تھے بلکہ اس لئے کہ مسلمان وقتی اور اختیاری بھوک کے

Marfat.com

ذریعے محسوس کریں کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں' جو بھوک پر مجبور ہیں۔ ان کی حالت پر غور کر کے' اپنے اوپر اللہ کے بے پایاں احسان یاد کریں۔ جو لوگ عمدہ عمدہ کھانوں سے پیٹ بھر کر مست ہو جاتے ہیں اور ان کے ہمسائے سیدھے کھڑے بھی نہ ہو سکیں تو ایسے لوگوں کا کوئی ایمان اور کوئی روزہ قبول نہیں اور نہ یہ لوگ روزے کی حقیقت ہی سمجھ سکتے ہیں۔ فرمانِ رسول ﷺ ہے۔

مَا آمَنَ بِیْ مَنْ بَاتَ شَبْعَانٌ وَ جَارُہٗ جَائِعٌ اِلٰی جَنْبٍ وَّھُوَ یَعْلَمُ

"وہ آدمی مجھ پر ایمان نہیں لایا' جس نے سیر ہو کر رات گزاری اور اس کا پڑوسی اس کے پڑوس میں بھوکا لیٹا رہا اور وہ اس کے افاقہ سے خبردار بھی تھا"۔

عادت احساس کمزور کر دیتی ہے۔ جب انسان حیوانوں کی طرح بلا ناغہ نعمتیں کھاتا رہے تو اسے نعمتوں کی قدر نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر روزے اس لئے فرض کیے ہیں کہ وہ محدود وقت کی محرومی کی کڑواہٹ سے امیری کی مٹھاس کی قدر کریں اور دن کی بھوک اور پیاس سے روٹی کے لقمے اور پانی کے گھونٹ کی قیمت معلوم کریں اور تمام عمر اللہ تعالیٰ کے احسان کو نہ بھولیں۔ اگرچہ وہ عام ہی کیوں نہ ہوں۔ حضرت ابراہیم حربی رحمۃ اللہ علیہ ہر روز روٹی کا ایک لقمہ بچا کر رکھتے اور ہفتے بعد وہ ٹکڑے خود کھا لیتے اور روٹی صدقہ کر دیتے تھے۔

بوڑھا بزرگ یہی سوچتا رہا اور مسلمانوں کی حالت پر کڑھتا رہا پھر کہتا اللہ تعالیٰ ہی نیکی کا الہام کرنے والا اور روزی تقسیم کرنے والا ہے۔ اس نے رات بھی افاقہ میں گزاری اور کھجوریں اور ٹکڑے بوڑھی ساس اور بچیوں میں تقسیم کر دیئے۔

طبری کہتے ہیں کہ اگلے دن خراسانی حرم میں پھر وہی صدا لگا رہا تھا کہ کوئی میری ہزار دینار والی ہمیانی (تھیلی) واپس کر دے تو اللہ تعالیٰ اسے دگنا اجر دے گا!

بوڑھا بزرگ اس کی خدمت میں عرض کرنے لگا' اے نوجوان! میں نے

Marfat.com

تجھے کہا تھا کہ ہمارا ملک بے آب و گیاہ ہے' وسائل زندگی کم ہیں۔ شاید وہ ہمیانی (تھیلی) کسی خوف خدا رکھنے والے کو مل جائے' تو انعام کے لالچ میں واپس کر دے۔ چلو سو دینا نہ سہی تو دس دینار ہی سہی' اعلان کر دے۔

اس نے کہا: ہرگز نہیں! بلکہ میرا اور ہمیانی اٹھانے والے کا فیصلہ قیامت کو اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوگا۔ اس کے بعد دونوں پھر جدا ہو گئے۔

تیسرا دن ہوا تو خراسانی نوجوان پھر حرم میں وہی صدا لگا رہا تھا اور وہی بوڑھا بزرگ کھڑا ہوا اور کہنے لگا! اے نوجوان! تو نے سو دینار دینے کا اعلان کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر دس دینار انعام سے بھی انکار کر دیا' تو آج ایک دینار کا ہی اعلان کر دے شاید کہ ہمیانی (تھیلی) اُٹھانے والا اس حلال دینار کے لالچ میں واپس کر دے اور نصفؔ دینار سے کھانا خرید لے اور نصف دینار سے مشک خرید کر اس سے حاجیوں کو اُجرت پر پانی پلایا کرے۔ خراسانی نے کہا نہیں' بلکہ میں اس قضیے کا فیصلہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑتا ہوں۔ بوڑھے بزرگ کی امید کا آخری سہارا بھی ختم ہو گیا اور سوچنے لگا کہ ابھی تو ہزار دینار ہاتھ میں ہیں' سارا نہ سہی تو ایک دینار ہی رکھ لوں کہ بھوکے ننگے پیٹوں کا سامان کرلوں' لیکن دینی جذبہ موجزن ہوا اور وہ یوم الحساب کے خیال سے ڈر گیا۔ سوچا کہ پچاس سال کے صبر کو ایک دن کی لذت پر قربان کر دینا سراسر گھاٹا نہیں تو اور کیا ہے؟ کیونکہ تمام عمر کی لذتیں آخرکار جہنم کے ایک جھونکے سے بھول جائیں گی اور ساری عمر کی محرومیاں جنت کے ایک دیدار سے کافور ہو جائیں گی۔ حدیث میں آیا ہے کہ مَنْ تَرَکَ شَیْئًا عَوَّضَہُ اللّٰہُ خَیْرًا مِّنْہُ یعنی جس نے اللہ کے ڈر سے کوئی ناجائز کام چھوڑ دیا ہو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے حلال چیز کئی گنا زیادہ عطا کرے گا۔

اب ابوالغیاث نے خراسانی نوجوان سے کہا: ''آؤ اور اپنی ہمیانی (تھیلی) لے جاؤ۔''

Marfat.com

طبری کہتے ہیں کہ میں نے اب کے پیچھے پیچھے چلنا شروع کر دیا۔ جب دونوں گھر کے دروازے پر پہنچے تو شیخ اندر داخل ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد باہر آیا اور خراسانی نوجوان کو اندر لے گیا۔ میں بھی ان کے ساتھ اندر چلا گیا۔ شیخ نے اندر جا کر محفوظ جگہ سے ہمیانی (تھیلی) نکالی اور نوجوان سے کہا کیا تیری ہمیانی (تھیلی) یہی ہے؟

نوجوان نے کہا: ''ہاں۔''

پھر بوڑھے بزرگ نے ہمیانی کا سر کھول کر دینار دامن میں پلٹے اور گنے تو پورے ہزار نکلے۔ پھر کہا: یہ تیرے ہیں۔

لبابہ اور اس کی بیٹیاں یہ منظر دروازے کے سوراخ سے دیکھ رہی تھیں جیسے بھوکا دیگ کی طرف دیکھتا ہے اور صرف چند لقموں کی تمنا کرتا ہے۔

خراسانی نے دیناروں والی تھیلی کندھے پر رکھ لی اور اسکے اوپر چادر اوڑھ کر چل دیا۔

لبابہ نے یہ منظر دیکھا تو یوں چکرائی جیسے کسی عورت کا اکلوتا بیٹا گم ہو گیا ہو.. اس کی بیٹیوں کی باچھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

چند لمحوں بعد شیخ نے آہٹ سنی تو نظر اٹھا کر دیکھا کہ نوجوان واپس لوٹ آیا ہے۔ اگر یہ بوڑھا بزرگ اُس سے روگردانی کر لیتا تو یہ بڑی بات نہ تھی کیونکہ اس نے ان بھوکے، ننگے مسکینوں کو دیکھ کر ایک دینار تک نہ دیا کہ وہ اپنی بھوک دور کر سکیں۔ لیکن یہ بوڑھا بڑا بردبار اور حوصلے والا شخص تھا فوراً بولا بیٹے کیسے آنا ہوا؟

خراسانی نوجوان نے جواب دیا:

اے میرے بزرگ! میرا باپ جب فوت ہوا تو اُس کے پاس تین ہزار دینار تھے۔ اُس نے مجھے وصیت کی تھی کہ میری سواری بیچ کر حج کا خرچ بنا لینا اور

Marfat.com

ہزار دینار اس شخص کو دے دینا جو بہت زیادہ غریب ہو' چنانچہ میں نے اپنے وطن خراسان سے مکہ تک کسی کو تجھ سے زیادہ غریب نہ پایا۔ لو یہ دینار' اللہ ان میں تمہارے لیے برکت کرے۔

طبری کہتے ہیں کہ وہ نوجوان ہمیانی رکھ کر واپس چلا گیا یہ منظر دیکھنے کے بعد میں بھی واپس جا رہا تھا کہ مجھے کسی نے پیچھے سے آواز دی۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہی بزرگ میرے پیچھے دوڑ رہا تھا۔ اس نے مجھے اپنی طرف بلا کر کہا۔ تجھے ہمارے معاملے کی خبر ہو گئی ہے اور میں نے احمد بن یونس یربوعی سے سنا اور انہوں نے نافع سے' انہوں نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر اور حضرت علی سے فرمایا تھا جب کوئی ہدیہ بن مانگے اور بلا طمع آئے تو اسے واپس نہ لوٹاؤ' ورنہ اللہ کے ناشکرے بن جاؤ گے۔"

آؤ ہدیہ میں سب حاضرین شریک ہوتے ہیں۔ چلو! میرے ساتھ چلو۔

طبری کہتے ہیں کہ میں اس کے ساتھ چلنے لگا۔ اس بزرگ نے مجھے راستے میں کہا بھئی تو بڑا مبارک ہے۔ میں نے عمر بھر ایسا مال نہیں دیکھا تھا اور نہ دیکھنے کی اُمید تھی' تم میری یہ قمیض دیکھ رہے ہو۔ میں اِس میں قیام اللیل کرتا ہوں پھر فجر کی نماز ادا کر کے اُتار دیتا ہوں' تا کہ میری بیوی اور بچیاں اور بہنیں باری باری اس میں نماز ادا کر سکیں' پھر میں پہن کر ظہر اور عصر کے درمیان مزدوری کر کے چند کھجوریں اور روٹی کے ٹکڑے خرید کر گھر لوٹتا ہوں۔

جب ہم گھر پہنچے' بزرگ نے بلند آواز میں پکارا: لبابہ اور فلاں فلاں! اس بزرگ کی آواز سن کر اس کی بہنیں' ساس اور بیٹیاں اکٹھی ہو گئیں۔ اس نے ان سب کو دائرے میں بٹھا کر مجھے بائیں جانب بٹھا لیا اور ہم سب سے کہا اپنے اپنے دامن پھیلاؤ۔ چنانچہ میں نے تو قمیض کا دامن پھیلا دیا' لیکن باقی

Marfat.com

سب نے ہاتھ پھیلائے کیونکہ اُن کی قمیصیں پھٹی ہوئی تھیں' وہ ایک دینار ہر ایک کے ہاتھ پر رکھتا جاتا اور دسواں دینار مجھے دیتا رہا۔ یہاں تک کہ ہمیانی خالی ہوگئی اور ہم سب کو سو سو دینار ملے۔

مغرب کی اذان ہوئی تو اُس بزرگ کے اہل خانہ بھی عمدہ عمدہ کھانوں کے اردگرد بیٹھ گئے۔ بوڑھے بزرگ نے اپنی بیوی لبابہ سے کہا: لبابہ! دیکھ لیا تو نے' اللہ صبر کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا' ہم نے اپنے آپ کو حرام کے ایک دینار سے بچایا تو اللہ تعالیٰ نے ہم کو حلال کے ذریعے سے ہزار دینار عطا کیے۔

یہ بزرگ چند لقمے کھا کر اُٹھ کھڑا ہوا اور باہر جانے لگا تو لبابہ نے کہا: ''کہاں جارہے ہو ابوغیاث؟''

''میں کسی فقیر روزہ دار کو تلاش کرنے جارہا ہوں تاکہ اُسے اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرلوں۔ یہ کہہ کر بزرگ دروازے سے باہر نکل گئے۔

طبرؔی کہتے ہیں مجھے اللہ تعالیٰ نے اُن سے بڑا نفع دیا۔ اُن سے میں اپنی خوراک حاصل کرتا رہا۔ سولہ سال بعد مکہ آیا تو معلوم ہوا کہ وہ لڑکیاں شہزادوں سے بیاہ دی گئی ہیں اور شیخ چند ماہ بعد فوت ہوگیا تھا۔ میں اُن کے خاوندوں اور بچوں کے پاس جاتا اور انھیں ہمیانی (تھیلی) والا قصہ سناتا۔ وہ بڑی دلچسپی سے سنتے اور میری بڑی عزت کرتے' پھر چالیس سال بعد پتہ چلا کہ اُن میں سے اب کوئی بھی زندہ نہیں ہے۔ رہے نام اللہ کا۔ اللہ تعالیٰ سب پر رحم فرمائے! آمین۔

﴿صالحین کرام کے دلچسپ اور ایمان افروز واقعات: ۱۵۵﴾

صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم

یہ واقعاتی کہانی ہفت روزہ ''زندگی'' لاہور کے شمارہ ۲۲ رفروری ۱۹۹۹ء میں شائع ہوئی تھی۔ انٹرویو ابوشیراز نے لیا تھا۔

Marfat.com

کراچی سے تعلق رکھنے والا ایک اکیس سالہ نوجوان سید قرب احمد نیویارک کے ایک تعلیمی ادارے جمالوجیکل انسٹی ٹیوٹ آف امریکہ میں ایک خصوصی کورس کر رہا تھا اور ویک اینڈ پر ٹیکسی چلاتا تھا۔ ٹیکسی چلاتے ہوئے اُسے صرف تین ہفتے گزرے تھے کہ جولائی ۱۹۹۸ء کی ایک رات ساڑھے نو بجے اُس نے اپنی شیورلیٹ ٹیکسی میں ایک حبشی بڑھیا کو اُس کے سٹاپ پر اُتارا اور کچھ فاصلہ آگے جا کر اُس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو پچھلی سیٹ پر بیگ نظر آیا جو وہ بڑھیا ٹیکسی سے اُترتے ہوئے بھول گئی تھی۔ اُس نے ٹیکسی روکی' بیگ کھول کر دیکھا تو وہ سو سو ڈالروں کے نوٹوں سے بھرا ہوا تھا۔

قرب احمد نے فوری طور پر پولیس سے رابطہ کیا۔ اُسے تھانے میں بلا لیا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد پولیس اُس بڑھیا کو تلاش کر کے تھانے میں لے آئی' وہ اپنا بیگ دیکھ کر بے حد خوش ہوئی اور اُس نے قرب احمد کو ڈھیروں دعائیں دیں۔ اُس بیگ میں ۳۲۸۵۹ ڈالر کی رقم تھی اور اُس کی عمر بھر کی کمائی تھی۔ چونکہ امریکہ میں بنک دیوالیہ ہوتے ہی رہتے ہیں اس لئے لوگوں کا اعتماد بنکوں پر سے اُٹھ گیا ہے اور یہ بڑھیا بھی اسی خوف سے اپنی جمع پونجی ایک بیگ میں ڈال کر ہر وقت اپنے پاس ہی رکھتی تھی۔

قرب احمد نے اتنی بڑی رقم واپس کر کے بڑھیا پر جو احسان عظیم کیا تھا اُس کے شکریے کے طور پر اُس نے قرب احمد کو کچھ رقم کی صورت میں اصرار کے ساتھ نقد انعام دینا چاہا مگر قرب احمد نے کچھ بھی لینے سے انکار کر دیا۔ امریکہ کا ماحول اور معاشرے میں جہاں کسی کو دس ڈالر بھی مل جائیں تو وہ واپس نہیں کرتا۔ قرب احمد کی یہ مثال منفرد اور یکتا نوعیت کی تھی' چنانچہ مختلف سرکاری اداروں اور اخبارات اور عام میڈیا نے اس کی خصوصی قدر افزائی کی اور دوسرے ہی روز

Marfat.com

اخبارات کے کتنے ہی رپورٹر اور ٹی وی کے نمائندے آگئے اور سب نے اس سے انٹرویو لئے اور اس نوجوان کی دیانت اور ایثار کی بہت تعریف وتوصیف کی۔

یہی نہیں بلکہ نیویارک کے مئیر مسٹر جولیانی نے قرب احمد کو ملاقات کے لئے بلایا' اُسے شیلڈ دی اور اُس کی خاص حوصلہ افزائی کی۔ پولیس کمشنر نے اُسے بلایا اور شیلڈ دی۔ انہی دنوں پاکستان کے مرکزی وزیر شیخ رشید وہاں گئے ہوئے تھے' اُنہوں نے نوجوان کو اپنے پاس بلایا' ۱۴ر اگست کی پریڈ میں اُسے شامل کیا اور شیلڈ بھی عطا کی۔ پاکستانی کمیونٹی نے بھی اُس کی عزت افزائی کی اور شیلڈ دی۔ وزیراعظم پاکستان میاں نواز شریف نے قرب احمد اور اُس کے والدین اور بھائیوں کو سرکاری خرچ پر اسلام آباد بلایا اور اُس کی خاص عزت افزائی کی۔

قرب احمد مرسیڈیز گاڑی چلایا کرتا تھا' چنانچہ مرسیڈیز والوں نے اُسے ۹۸ ماڈل کی کار انعام میں دے دی اور دو سال کی انشورنس بھی کرادی۔ بہت سے افراد اور اداروں نے بھی اُسے انعامات سے نوازا۔ چنانچہ مجموعی طور پر اُسے گاڑی وغیرہ ملا کر تقریباً ستر ہزار ڈالر کے انعامات حاصل ہوئے۔ اِس طرح مکافاتِ عمل کے تحت اُس نے ۳۲۸۵۹ ڈالر کی رقم واپس کی تھی اور ستر ہزار ڈالر کے قیمتی انعامات اور عزت وشہرت اُسے حاصل ہوگئی اور اس طرح دیانت اور ایثار کا اُسے نقد انعام مل گیا۔ ﴿مکافاتِ عمل: ۴۵﴾

﴿حاصلِ کلام﴾:- غربت کے باوجود امانت داری جو کہ ایک بہت بڑی نعمت ہے' جس کا صلہ اللہ تعالیٰ اِس دُنیا میں ہی دے دیتے ہیں' جیسا کہ اِن واقعات سے ظاہر ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

بے مثال وفاداری

انسپکٹر جنرل پولیس عباس بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں امیر المومنین مامون الرشید کے ایوانِ خاص میں داخل ہوا تو انہوں نے پکارا: عباس!

(میں نے کہا) لبیک یا امیر المومنین۔

''اسے لے جاؤ اور علی الصبح میرے دربار میں پیش کرنا''

کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص بیڑیوں' ہتھکڑیوں اور زنجیروں سے جکڑا ہوا بے حس و حرکت پڑا ہے۔ چنانچہ میں نے ماتحت پولیس ملازمین کو اُسے حراست میں رکھنے کا حکم دیا۔ وہ اُسے اُٹھا کر حوالات کی طرف چلنے لگے۔ معاً مجھے خیال آیا کہ امیر المومنین نے جس غیظ و غضب اور سختی سے اسے حراست میں رکھنے اور علی الصبح پیش کرنے کا حکم دیا ہے' اس کا تقاضا یہ ہے کہ میں اسے پولیس ملازمین کے سپرد کرنے کی بجائے گھر میں اپنی نگرانی میں رکھوں۔ چنانچہ میرے حکم کے مطابق ملازمین اُسے میرے گھر میں نظر بند کر کے چلے گئے۔ پہر رات گزرنے کے بعد میں نے اُسے بلایا اور اُس سے پوچھا: تو کون ہے؟ تیرا نام کیا ہے؟ تو کہاں کا رہنے والا ہے اور تیرا قصور کیا ہے؟

قیدی:: میں دمشق کا رہنے والا ہوں۔

عباس:: اللہ ربّ العزت دمشق اور اس کے اندر رہنے والوں کو خیریت سے رکھے' تم کون سے قبیلے اور کس گھرانے سے تعلق رکھتے ہو؟

Marfat.com

قیدی:: تم کس کس قبیلے اور کون کون سے گھرانے کو جانتے ہو؟

عباس:: تو فلاں قبیلے کے فلاں آدمی کو جانتا ہے؟

قیدی:: جب تک آپ مجھے اُس آدمی سے اپنی دلچسپی کا سبب نہ بتائیں گے اُس وقت تک میں آپ کو اُس کے متعلق کچھ نہیں بتاؤں گا۔

عباس:: اُس آدمی سے میری دلچسپی کا سبب سنو۔ میں کسی دور میں گورنر دمشق کا افسر تھا۔ وہاں کے لوگوں نے گورنر کے خلاف بغاوت کر دی۔ معاملے کی سنگینی دیکھ کر گورنر دمشق پنجرے میں لٹک کر قلعے سے اترا اور اپنے ساتھیوں سمیت فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ اُن فرار ہونے والوں میں مَیں بھی تھا۔ مجھے پکڑنے کے لیے میرے پیچھے لوگوں کا جتھا مسلسل دوڑ رہا تھا۔ البتہ میں انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا' اُن کی دسترس سے باہر ہو کر' اُن کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ اِسی دوران میں اُس آدمی کے گھر کے سامنے سے گزرا تو اُس سے درخواست کی:

"میری مدد فرمائیے' اللہ آپ کی مدد فرمائے گا"

اُس نے مجھے اپنے محل نما مکان میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ جب میں داخل ہوا' تو اُس کی بیوی نے مجھے فوراً مقصورہ (میاں بیوی کا خاص حجرہ) میں داخل ہونے کا اشارہ کیا۔ اسی دوران مجھے مکان کے گیٹ پر لوگوں کا شور وغل سنائی دیا' جو مالک مکان سے کہہ رہے تھے کہ واللہ! وہ شخص تیرے گھر میں داخل ہوا ہے۔ اُس نے کہا تلاشی لے لو۔ چنانچہ لوگ اندر داخل ہو گئے اور انہوں نے مقصورہ کے علاوہ باقی گھر کا کونہ کونہ چھان مارا۔ پھر وہ آپس میں مشورہ کر کے کہنے لگے کہ وہ اس مقصورہ میں ہوگا۔ تو مارے خوف کے میری ٹانگیں کپکپانے اور دل پھڑ پھڑانے لگا۔ اُس کی بیوی نے' جو میرے پاس کھڑی تھی' جرأت کی اور انھیں سخت

سست کہا، جس کی وجہ سے انھیں اندر داخل ہونے کی جرأت نہ ہوئی اور وہ باہر نکل گئے۔ مجھ پر ایسا خوف اور وحشت طاری ہو رہی تھی کہ میری ٹانگیں میرا بوجھ برداشت کرنے سے جواب دے گئیں، وہ آدمی باہر دروازے پر کھڑا ہو گیا اور اُس کی بیوی مجھے حوصلے دینے لگی: ڈرو نہیں، آرام سے بیٹھ جاؤ، اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے شر سے محفوظ کر لیا ہے۔ اب آپ امن و سکون سے رہیں۔" جس پر میں نے اُن کو ڈھیروں دُعائیں دیں۔

اس کے بعد وہ اللہ کا بندہ مجھ پر مسلسل لطف و کرم اور محبت و مودّت کے یادگار موتی برساتا رہا، یہاں تک کہ اُس نے میرے اندر سے بیگانگی کا احساس ختم کر دیا۔ اُس نے مجھے اپنے محل میں ایک الگ مکان دے دیا۔ ضروریات زندگی اتنی وافر مقدار میں مہیا کیں، اور صبح و شام میری ایسی خبر گیری کی کہ میں تمام دُکھ بھول گیا۔ چنانچہ میں نے اُس کے ہاں زندگی کے بہترین چار ماہ گزارنے کے بعد اُس سے اِن لفظوں میں اجازت طلب کی کہ اب فتنہ دب گیا ہے اور شہر پر سکون ہے، میں اپنے غلاموں کا اتا پتہ کر لوں۔

چنانچہ اُس نے واپس آنے کا وعدہ لے کر اجازت دے دی میں شہر گیا اور غلاموں کا پتہ نہ پا کر واپس آ گیا۔ اس دوران میری بے مثال اور انتھک خدمت کرنے کے باوجود اُس نے نہ میرا نام پوچھا، نہ پتہ، نہ عہدہ، بلکہ وہ مجھے میری کنیت سے بلاتا رہا۔

ایک روز میں نے اُس سے بغداد جانے کی اجازت مانگی تو اُس نے بخوشی اجازت دینے سے قبل مجھ سے کہا کہ میں بغداد جانے والے قافلے کا پتہ کر آؤں اور جس روز وہ روانہ ہو اُس روز آپ کو الوداع کہوں۔ پھر میں نے اُس سے عہد کیا کہ اتنی مدت کے حسن سلوک اور ہمدردی کی بنا پر میں تیرے ساتھ عہد کرتا

Marfat.com

ہوں' کہ زندگی بھر آپ کے اِس اِحسان کو نہ بھولوں گا اور حسبِ طاقت اِس کا بہترین صلہ دوں گا۔ اِن شاء اللہ

اس کے بعد اللہ کے اُس نیک بندے نے اپنے غلام کو سفر کے لیے گھوڑا تیار کرنے کا حکم دیا اور خود سامان سفر تیار کرنے میں لگ گیا۔ میں نے سمجھا کہ وہ خود کہیں جانے کا پروگرام بنا رہا ہے' لیکن سارے دن کی دوڑ دھوپ کے بعد وہ رات کو بمشکل سویا ہوگا اور علی الصبح مجھے خبر دی کہ آج قافلہ بغداد روانہ ہونے والا ہے' اٹھو اور تیاری کرو۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ اکیلے جائیں' اُس دن نہ تو میرے پاس سواری تھی نہ زادِ راہ۔ میں اسی سوچ میں تھا کہ وہ شریف اِنسان میرے لیے اعلیٰ اور نفیس ملبوسات اور نئے جوتوں کا جوڑا لایا' تلوار اور پیٹی لا کر میری کمر سے باندھ دی' پھر اعلیٰ نسل کے خچر پر دو بھرے ہوئے بکس رکھ کر اُن پر بستر بچھا دیا۔ مجھے گھوڑے پر سوار کر کے ایک غلام بھی ساتھ دیا کہ وہ راستے میں میری خدمت بجا لائے گا۔ وہ اور اُس کی بیوی چند فرلانگ مجھے الوداع کہنے کے لیے میرے ساتھ چلے اور مجھ سے میری خدمت میں کسی بھی قسم کا قصور معاف کرانے لگے۔ سچ پوچھو تو اس وقت میرا دل رونے لگا' آنکھوں سے آنسو بہنے لگے' میں نے ڈبڈباتی آنکھوں سے انھیں واپس بھیجا اور کئی دنوں کا سفر طے کرنے کے بعد بغداد پہنچا اور امیر المومنین کی خدمت کی بنا پر اُس کا پتہ لینے سے قاصر رہا۔ میں اس لیے پوچھ رہا ہوں کہ شاید میں اُس اِحسان کا بدلہ دے سکوں۔

قیدی::اللہ ربُّ العزت نے تجھے اُس حسن سلوک کا بدلہ دینے کا سنہری موقعہ عطا کیا ہے۔

عباس::وہ کیسے؟

قیدی::اللہ کے نیک بندے وہ شخص میں ہی تھا اور میرے اِس حال نے تجھ

پر میری شناخت اوجھل کر دی ہے۔

یہ سن کر عباس کا دل قابو سے باہر ہو گیا' وہ دیوانہ وار اُٹھا اور بیڑیوں سمیت اُسے اُٹھا کر سینے سے لگا کر اُس کے سر کو بوسے دینے لگا اور پوچھا: آپ اِس نوبت تک کیسے پہنچے؟

قیدی:: دمشق میں تمہارے دور جیسا فتنہ برپا ہوا اور اُس کا الزام میرے سر دھر دیا گیا' گرفتار کر کے اِس قدر تشدد کیا گیا کہ مجھے زندگی کی اُمید نہ رہی' پھر مجھے زنجیروں میں جکڑ کر یہاں امیر المومنین کے دربار میں پہنچا دیا گیا' ان کے ہاں میری گرفتاری عمل میں آئی' اُس نے مجھے وصیت کرنے کا بھی موقعہ نہ دیا' میرے پیچھے میرا غلام آیا ہوا ہے اور وہ بغداد میں میرے ملنے والوں کے گھر میں موجود ہے تا کہ وہ میرے گھر والوں کو میرا انجام بتا سکے' اگر آپ اس احسان کا بدلہ دینا چاہتے ہیں تو اُسے بلایئے' تا کہ میں موت سے پہلے اُسے وصیت کر سکوں۔ اگر آپ نے ایسا کر دیا تو عہد وفا پورا ہو گیا۔

عباس:: اللہ خیر کرے گا!

پھر عباس نے راتوں رات لوہار کو طلب کر کے اُس کے ہاتھ' پاؤں سے زنجیر' طوق اور بیڑیاں کٹوائیں۔ گھر کے حمام میں غسل کرایا اور اُسے عمدہ لباس پہنا کر اُس کے غلام کو بلوایا' جب غلام گھر میں داخل ہوا تو دمشقی آقا اپنے غلام کو دیکھ کر رونے لگا اور وصیت کر دی۔ پھر عباس نے اپنے نائب کو بلا کر ہدیے لانے اور گھوڑا تیار کرنے کا حکم دیا' تا کہ اسے انبار تک چھوڑ آئے۔

قیدی:: عباس! دیکھو امیر المومنین کے ہاں میرا جرم نہایت بھیانک ہے' اگر میں فرار ہو بھی گیا تو وہ مجھے اپنے لاؤ لشکر کے ذریعے پکڑ لیں گے اور قتل کرا دیں گے۔

عباس:: تم نجات پاؤ اور مجھے اپنے کام کی تدبیر کرنے دو۔
قیدی:: واللہ! میں بغداد سے باہر نہیں جاؤں گا اور مسلسل تیری خبر رکھوں گا اگر معاملہ کٹھن ہوا تو میں حاضر ہو جاؤں گا۔
عباس:: چلو اگر تمہارا ارادہ یہی ہے تو بغداد کے فلاں محلے میں ٹھہرو۔ اگر میں سلامت رہ گیا تو خبر کر دوں گا ورنہ خود قتل ہو کر آپ کے احسان کا بدلہ چکا سکوں گا۔
پھر عباس نے اپنے متعلق سوچنا شروع کیا اور اس نتیجے پر پہنچا کہ موت یقینی ہے' کفن تیار کر لیا جائے اور غسل کر کے حنوط لگایا جائے۔ چنانچہ اُس نے طلوع فجر سے پہلے غسل کیا اور حنوط لگا کر کفن تیار کر لیا۔ نمازِ فجر سے فارغ ہوتے ہی امیر المومنین نے پوچھا:: عباس! مجرم کہاں ہے؟
عباس کی خاموشی پر انہوں نے کہا۔
افسوس تجھ پر' اگر تو نے کہا کہ وہ فرار ہو گیا ہے' تو تیرا سر قلم کرا دوں گا۔
عباس:: نہیں امیر المومنین وہ فرار ہر گز نہیں ہوا' بلکہ آپ تھوڑی دیر کے لیے میرا اور اُس کا قصہ سن لیجیے اور پھر جو جی میں آئے کر گزریئے۔
اُس کے بعد انسپکٹر جنرل عباس نے اپنی اور اُس کی مکمل روداد سنائی اور عرض کیا' اگر آپ مجھ سے درگزر فرمائیں تو میں نے اُس محسن سے حقِ وفا ادا کر دیا۔ اگر آپ مجھے اِس پاداش میں قتل کرنا چاہتے ہیں تو میں غسل کر کے حنوط استعمال کر چکا ہوں اور میرا کفن میری بغل میں ہے۔
امیر المومنین:: اللہ تجھے تیرے احسان کی جزا نہ دے' تیرا احسان بھلا کب اُس کے درجے کو پا سکتا ہے' کیونکہ تو نے پہچاننے کے بعد اِحسان کیا اور اُس نے بغیر جانے پہچانے تجھ پر اِحسان کیا۔ مجھے پہلے کیوں نہ بتایا کہ تیری طرف سے

Marfat.com

میں خود اُس کے اِحسان کا بدلہ دیتا۔

عباس:: امیر المومنین وہ ابھی دارالحکومت بغداد میں موجود ہے' تا کہ میرے معاملے کی خبر رکھے۔ اگر مجھے جان کا خطرہ درپیش ہوتو وہ میری جگہ پیش ہو کر اپنی گردن کٹوا دے۔

امیر المؤمنین:: یہ اُس کا تجھ پر دوسرا احسان ہے' جو پہلے سے بھی بڑا ہے' جا اور اُسے میرے پاس لا' تا کہ تیرے اُوپر ہونے والے اِحسان کا صلہ میں خود ادا کروں۔

چنانچہ عباسؔ اُس کے پاس گیا اور خوشخبری سنائی کہ آپ کا خوف دور ہونا چاہئے۔ امیر المومنین نے یوں کہہ کر آپ کو طلب کیا ہے۔ اُس نے کہا: الحمد اللہ ! شکر ہے' اُس ذات کا جس کے سوا تنگیوں اور مشکلات کو کوئی دور نہیں کر سکتا' وہی حمد کے لائق ہے۔ پھر وہ سوار ہو کر امیر المومنین کے سامنے پیش ہوا تو امیر المؤمنین نے اپنے پاس بٹھا کر گفتگو کی اور اُس کے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔ پھر اُسے دمشق کی گورنری پر متعین کرنا چاہا' جسے اُس نے شکریے کے ساتھ نا منظور کیا۔ اُس کو خلعت فاخرہ دے کر الوداع کیا گیا اور ہارون الرشید نے دمشق کے گورنر کو اُس سے حسنِ سلوک کا حکم دیا۔

﴿صالحین کرام کے دلچسپ اور ایمان افروز واقعات:١٦٦﴾

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

﴿حاصل کلام﴾:۔ کسی کے ساتھ مشکل وقت میں کی گئی نیکی کسی وقت بھی فائدہ دے سکتی ہے' انسان بڑی بڑی مشکلوں سے نجات پا جاتا ہے' جیسا کہ اِس واقعہ سے عیاں ہے۔

Marfat.com

جو دوسروں کے پردے چاک کرتا ہے
خود اُس کا بھی پردہ چاک ہو جاتا ہے

امام جعفر ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے موسیٰ بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا......

جو شخص دوسروں کو بے عزت کرنے کے لیے اُن کے پردے چاک کرتا ہے، خود اُس کے گھر کے پردے بھی چاک ہو جاتے ہیں۔

جو شخص بغاوت کی تلوار سونت لیتا ہے، وہ اُسی تلوار سے قتل ہوتا ہے۔

جو شخص اپنے بھائی کے آگے کنواں کھودتا ہے، وہ خود ہی اُس میں گرتا ہے۔

جو شخص بیوقوفوں کی محفل میں بیٹھے گا، وہ ذلیل وخوار ہو کر اُٹھے گا۔

جو شخص علماء کی مجلس میں بیٹھے گا، وہ معزز بن کر اُٹھے گا۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

Marfat.com

جیسا عمل کماوے کوئی ویسا ہی پھل پاوے

ایہہ کہانی بھی اک مینوں نظر کتابوں آئی : اوتھے گدڑ بیلی بن گئے کسے زمانے بھائی
رہندے بہندے اکٹھے دونویں رل کے وقت گزارن : اک دوجے دا گلیں باتیں واہ واکم سوارن
اکدن گئے نکھڑ کے دونویں چرن چگن نوں بھائی : آپو اپنی حالت آ کے دونہاں نے رات سُنائی
ہکدوجے نال گلاں دونویں کردے بیٹھ صباحوں : اوتھ کہے اج گِدڑا میں ساں پار گیا دریاؤں
موٹھ پھلے تے چھبڑ پکے انت شمار نہ آوے : کچرے پاڑن والے واہ وا گلاں اوٹھ سناوے
گِدڑ آکھے میں دریاؤں پار کتے لنگھ جاواں : چھبڑ کچرے میں بھی اوتھوں رج رجا کے کھاواں
آخر سوچ وِچاراں کردا لنگھاں کس راہ تھانی : پاڑا ہے دریا دا چوکھا ڈونگھا وگدا پانی
منتاں ترلے گِدڑ کردا مینوں نال لے جائیں : موٹھ پھلے تے چھبڑے کچرے مینوں یار کھواویں
دوجے دن بھی اوٹھ شتابی پار گیا دریاؤں : گِدڑ چارا کرے بتیرا لنگھے کیہڑے راؤں
شام پئی تے دستی آکے مُڑ کے اُوٹھ کہانی : پاروں رج دیاں مینوں گدڑا ہے دو جا دن جانی
گدڑ آکھے مینوں اُوٹھا نال لے جاویں ناہیں : تیری مرضی یار بھراوا چا اک وار رجائیں
اوٹھ کہے میں تینوں گدڑا کل ضرور لے جاواں : چڑھ بہیں میرے اُتے بھایا تینوں پار لنگھاواں
جاں دُوجا دن چڑھیا خیریں گدڑ کرے تیاری : جا دریا دے کھلا کنارے سُنوں حقیقت ساری
اُوٹھ کہیا آ چڑھ میرے تے تینوں پار لنگھاواں : چھبڑ کچرے موٹھ مکیاں تینوں چل وکھاواں
اُوٹھ اُتے چڑھ بیٹھا گدڑ اوہنے پار لنگھایا : گدڑ نوں خربوزیاں والا اوہنے کھیت وکھایا
گدڑ جا کے کچرے پاڑے نالے کھادیاں پھلیاں : موٹھاں وچوں چھبڑ لبھے پا پا وچدی گلیاں
گِدڑ آکھے آ بھئی اوٹھا میں ہن رج لیائی : آپاں واپس چلئے چھیتی دیر نہ لایئے کائی

اوتھ کہے میں رجکے ایتھوں دن دیگر نوں جاواں : جیکر ایتھوں بھکھا ٹر جاں کیکوں رات لنگھاواں
گِدڑ پھیر ہو انکن لگا نال خوشی دے بھائی : اوتھ وچارا منع کریندا ناں کر حال دُوہائی
گِدڑ آکھے چپ نہ ہووے رج لیا میں ڈاڈھا : رجیاں ہویاں جلی پُونی ایہ طریقہ ساڈا
اجتاں سکن منالاں اپنا کیوں ہکیں میں تائیں : اونے چرنوں جلی سنکے اوتھے آگئے سائیں
گِدڑ لکیا بوٹیاں اندر اُوتھ نوں گھیرا پایا : چونہہ جنیاں نے ڈانگاں پھڑ کے اُہنوں خوب ڈایا
اوتھ وچارے ڈانگاں کھاکے مر کے جان بچائی : راکھے بہ گئے اوہ پہلی تے کرن وساہ نہ بھائی
بھج بھجا کے اُوتھ وچارا پھیر پتن تے آیا : ہمسدے ہمسدے گِدڑ آکے مکروں آن سُنایا
تیری کنڈ توں مٹی جھڑ گئی ڈانگاں دینال بھائی : میرا ساہ نال ساہ نہیں رلدا مر کے جان بچائی
توں تاں سکن منا لیا اپنا نال میرے کی تینوں : تیرا ساہ نال ساہ نہیں رلدا ڈانگاں پیاں مینوں
اوتھ وچارے غصے والی نہ کوئی گل جتائی : آکھن لگا چلئے گِدڑا دیر نہ لایئے کائی
جاں دریا دے وچوں لنگھے اوتھ گدڑ نوں چاکے : اونہے جھپدی گل جتائی اوہ وچالے جا کے
نے بھائی گدڑا ایہ میں اپنی عادت روز پکائی : روز نکالیں نہا کے جاناں اس دریاں توں بھائی
گِدڑ آکھے نہائیں اُوتھا آوے جدوں کنارا : مَل مَل میل اُتاراں تیری سُن توں میر یایارا
جتھے پانی بہتا روڑھدا اُوتھ اوتھے بہہ جاندا : ڈبکوں ڈبکوں کردا گِدڑ جاوے غوطے کھاندا
گِدڑ آکھے بھکھویا اُوتھا لاوے پرہاں کنارے : اوتھ کہے توں اپنی واری سکن منائے سارے
میں بھی اکثر اپنی عادت پوری کرنی بھائی : بناں نہایاں میں نہیں رہندا نہ کر مغز کھپائی
تیری کنڈ توں مٹی جھڑ گئی ایہ کہندا اسیں مینوں : ہن بنا کے نہا لے ایتھوں' میں پیا کہنا تینوں
ایہہ اودے دا بدلہ بھائی دُنیا تے مل جاوے : جیسا عمل کماوے کوئی ویسا ہی پھل پاوے

﴿حاصل کلام﴾ :- اِسی طرح کا ایک واقعہ اور بھی ہے کہ ایک مرتبہ بچھو کو ندی کے پار جانا تھا۔ اُس نے پار جانے کے لئے کچھوے سے گزارش کی کہ مجھے ندی پار کرا دو۔ کچھوے نے اُسے اپنی پشت پر بٹھا لیا اور پانی پر تیرنا شروع کر۔

Marfat.com

دیا۔ جب تھوڑا سا چلے تو بچھو نے ڈنگ مارنا شروع کر دیا۔ کچھوے نے کہا: یہ کیا کر رہے ہو۔ بچھو کہنے لگا مَیں اپنی عادت پوری کر رہا ہوں۔ تھوڑی دور جا کر بچھو نے پھر ڈنگ مارنا شروع کر دیا۔ کچھوے نے پھر کہا: بھائی یہ کیا کر رہے ہو۔ بچھو نے کہا: ڈنگ مارنا میری عادت ہے' وہ پوری کر رہا ہوں۔ بچھو کی عادت سے تنگ آ کر کچھوے نے پانی کے اندر غوطہ لگایا' پانی جب اُوپر چڑھا تو بچھو ڈوبنے لگا اور کہنے لگا کہ بھائی کچھوے یہ کیا کر رہے ہو۔ کچھوے نے کہا میں بھی اپنی عادت پوری کر رہا ہوں۔ پھر اُس کی عقل ٹھکانے لگی کہ بعض موقعہ پر عادت پوری کرنے سے نقصان بھی ہوتا ہے' بلکہ جان بھی چلی جاتی ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

Marfat.com

رحمدل شہزادہ

کسی ملک کا بادشاہ بہت بوڑھا ہو گیا تھا۔ اُس کے تین بیٹے تھے۔ بادشاہ کو اپنی سلطنت سنبھالنے کے لیے کسی ایک کا اِنتخاب کرنا تھا' لیکن وہ بہت پریشان تھا کہ کس بیٹے کو ساری سلطنت کا مالک بنایا جائے' تاکہ وہ اِیمانداری اور رحم دلی سے یہ کام سنبھال سکے۔ بادشاہ نے اپنے وزیروں سے مشورہ کیا۔ اُن میں سے ایک وزیر بہت زیادہ بوڑھا ہونے کے ساتھ ساتھ بہت عقلمند تھا۔ اُس نے بادشاہ سے کہا کہ آپ تینوں سے کہیں کہ وہ جائیں اور کسی ایسی لڑکی سے شادی کریں' جو خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ خوب سیرت بھی ہو' وہی اس سلطنت کا مالک ہوگا۔ بادشاہ کو یہ تجویز بہت پسند آئی۔ اُس نے اپنے تینوں بیٹوں کو بلوایا اور اُن کے سامنے یہ تجویز رکھی' وہ فوراً مان گئے اور اُس کام کے لئے نکل پڑے۔ جب وہ محل سے نکلے تو تینوں نے الگ الگ راستہ اختیار کیا۔ سب سے چھوٹا شہزادہ بہت رحمدل تھا۔ جب وہ جا رہا تھا تو راستے میں ایک دریا نظر آیا۔ دریا کے کنارے پر ایک مچھلی دیکھی' جو پانی کے بغیر تڑپ رہی تھی۔ شہزادے کو اُس پر ترس آ گیا اور اُس نے اُس کو پانی میں بہا دیا اور آگے نکل گیا۔ شہزادہ تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ بارش شروع ہو گئی۔ اُس کی نظر زمین پر پڑی تو دیکھا کہ زمین پر چیونٹیاں پریشانی کے عالم میں ہیں اور بارش کی وجہ سے سوراخ میں جانا مشکل ہو گیا۔ شہزادے کو اُن پر رحم آ گیا اور اُس نے اپنی ٹوپی سوراخ سے ذرا اُوپر رکھی

تا کہ بارش اُن پر نہ پڑے اور وہ آسانی سے سوراخ میں چلی جائیں۔ شہزادہ کچھ دیر آرام کے لیے درخت کے سائے تلے لیٹ گیا اور سونے ہی لگا تھا کہ اُسے شہد کی مکھی بھنبھناتی ہوئی دکھائی دی۔ اس نے اِدھر اُدھر نظر دوڑائی تو اُسے پانی میں ڈوبتی ہوئی نظر آئی تو شہزادے نے اُسے اُنگلی پر بٹھالیا۔ جس سے وہ اُڑ گئی۔ شہزادہ یہ دیکھ کر بہت خوش ہوا اور پھر چل پڑا۔ راستے میں اُسے تین خوبصورت لڑکیاں دکھائی دیں۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ تینوں ہی خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ صورت اور قد میں بھی ایک جیسی تھیں۔ شہزادہ خوش ہونے کے ساتھ ساتھ پریشان بھی تھا کہ ان کا گھر کون سا تھا اور وہ کہاں رہتی تھیں۔ قریب سے ایک آدمی گزرا۔ شہزادے نے اُس سے اُن کے رہنے کی جگہ پوچھی تو اُس نے بتایا کہ وہ سامنے ہی اُن کا گھر ہے، تم وہاں چلے جاؤ۔ شہزادے نے اُس آدمی کا شکریہ ادا کیا اور اُس گھر کے دروازے پر گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ ایک آدمی نکلا تو شہزادے نے پوچھا کہ یہ جو تینوں لڑکیاں ہیں، یہ آپ کی کیا لگتی ہیں۔ اُس آدمی نے کہا کہ یہ میری بیٹیاں ہیں۔ شہزادے نے کہا کہ میں اِن میں سے کسی ایک سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ اُس آدمی نے پہلے شہزادے کو دیکھا۔ پھر کہا ٹھیک ہے۔ اندر آؤ۔ شہزادہ اندر گیا تو اُس آدمی نے کہا کہ میری تین شرطیں ہیں۔ اگر تم نے تینوں پوری کر دیں تو میں تمہاری شادی کسی ایک سے کر دوں گا۔ شہزادہ مان گیا۔ اُس آدمی نے اُسے ایک انگوٹھی دی اور کہا کہ اِسے دریا میں پھینک دو۔ شہزادے نے ایسا ہی کیا پھر اُس آدمی نے کہا کہ اِسے نکال کر لاؤ۔ تمہارے پاس تین گھنٹے ہیں ۔ اگر تم لے آئے تو تم ایک شرط جیت جاؤ گے۔ شہزادہ بہت پریشان ہو کر دریا کے کنارے بیٹھ گیا کہ اُسے دور سے ایک مچھلی اپنی طرف آتی دکھائی دی۔ جب مچھلی اُس کے قریب آئی اور اُس نے اپنا منہ کھولا تو اُس میں سے وہی انگوٹھی نکلی جو اُس

Marfat.com

نے یعنی شہزادے نے دریا میں پھینکی تھی۔ یہ وہی مچھلی تھی جس کو شہزادے نے دریا میں بہا دیا تھا۔ شہزادہ انگوٹھی لے کر اُس آدمی کے پاس آیا تو آدمی حیران رہ گیا' آدمی نے کہا کہ تم ایک شرط جیت گئے ہو۔ اب دوسری شرط کے لیے تیار ہو جاؤ۔ پھر اُس آدمی نے شہزادے کو ایک بوری مونگ کی دال اور دوسری بوری مسور کی دال دی اور کہا کہ اِن دونوں دالوں کو آپس میں ملا دو۔ شہزادے نے ایسا ہی کیا۔ پھر اُس آدمی نے کہا' اب اِن دونوں دالوں کو علیحدہ علیحدہ کر دو اور تمہارے پاس ساری رات کا وقت ہے۔ اگر تم نے صبح تک ان کو علیحدہ کر دیا تو تم دوسری شرط بھی جیت جاؤ گے۔ شہزادہ پھر بہت پریشان ہوا اور سوچ میں پڑ گیا کہ وہ کیسے اِن کو علیحدہ علیحدہ کرے گا۔ سوچتے سوچتے وہ سو گیا۔ صبح اُٹھا تو دیکھا کہ دونوں دالیں علیحدہ علیحدہ تھیں۔ کیونکہ شہزادے کے سونے کے بعد اُن چیونٹیوں نے مل کر ساری رات اُن کو علیحدہ علیحدہ کیا' جن کی شہزادے نے مدد کی تھی۔ شہزادہ بہت خوش ہوا۔ اُس نے چیونٹیوں کا شکریہ ادا کیا۔ پھر وہ آدمی آ گیا اور جب اُس نے دیکھا کہ دونوں دالیں الگ الگ بوریوں میں پڑی ہیں تو حیران ہوا کہ اُس نے دوسری شرط بھی پوری کر دی۔ اب وہ آدمی شہزادے کو اپنے کمرے میں لے آیا اور اپنی تینوں بیٹیوں کو بلایا اور شہزادے سے کہا کہ بتاؤ اِن میں سے چھوٹی کون سی ہے۔ شہزادہ بہت پریشان ہوا۔ وہ سوچ میں پڑ گیا کہ وہ کیسے بتا سکے گا کہ بڑی' درمیانی اور چھوٹی کون سی ہے۔ اتنے میں ایک شہد کی مکھی آئی اور وہ چھوٹی کی ناک پر بیٹھ گئی کیونکہ آدمی نے سب سے پہلے چھوٹی لڑکی کے بارے میں پوچھا تھا۔ لہٰذا شہزادہ شہد کی مکھی کا اِشارہ سمجھ گیا اور آدمی سے کہا کہ پھر درمیانی کا پوچھا تو شہد کی مکھی اُس کی ناک پر بیٹھ گئی اور شہزادہ سمجھ گیا اور کہا کہ یہ درمیانی ہے اور سب سے آخر میں بڑی کا بتایا۔ یہ وہی شہد کی مکھی تھی جسے شہزادے نے بچایا تھا۔

آدمی ایک مرتبہ پھر حیران ہوگیا اور وہ خوش بھی تھا' کیونکہ شہزادے نے اُس کی تینوں شرطوں کو پورا کر دیا تھا۔ اب اپنے وعدے کے مطابق اُس آدمی نے اپنی بڑی بیٹی کی شادی شہزادے سے کر دی اور وہ اُسے لیکر اپنے محل پہنچ گیا۔ اُس کے دونوں بھائی پہلے ہی سے اپنی بیویوں کے ساتھ موجود تھے' لیکن جب بادشاہ نے سب سے چھوٹے کی بیوی دیکھی تو دوسرے شہزادوں کی بیویاں یعنی اُن کا حسن اُس کے سامنے ماند پڑ گیا اور یہ اُن سے اخلاق میں بھی بہتر نکلی۔ بادشاہ بہت خوش ہوا اور پھر اپنے وعدے کے مطابق بادشاہ نے اپنی سلطنت کا مالک بنا دیا اور باقی بھائی بھی بہت خوش تھے کیونکہ بادشاہ نے اُن کا حصہ اپنی زندگی میں ہی دے دیا تھا۔ اِس طرح سب خوش ہو کر زندگی گزارنے لگے۔

﴿روزنامہ سما ۲۶/جولائی ۲۰۱۱ء﴾

﴿حاصل کلام﴾:- اس حکایت کی حیثیت اگرچہ ایک تمثیل کی سی ہو' لیکن ہے بڑی نصیحت آموز' کہ اگر کسی پر رحم کیا جائے تو آدمی کا وہ فعل بے کار نہیں جاتا' بلکہ آنے وقت میں کام آجاتا ہے' بڑی بڑی مشکلیں حل ہو جاتی ہیں' جیسا کہ اِس حکایت سے عیاں ہے۔

صلی اللہ علی حبیبہ محمد و آلہ وسلم

Marfat.com

حسد کا انجام

کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ کے دربار میں ایک شخص کو بادشاہ کا قرب حاصل تھا۔ گو بادشاہ کے ہم نشین اور بھی بہت تھے' وزیر بھی تھے' ندیم بھی تھے' مگر وہ خاص مقربِ سلطان تھا۔ بادشاہ عموماً اُس کی رائے کو پسند کرتا اور گاہ بگاہ اُسے اِنعامات اور خلعتِ شاہانہ سے بھی نوازا کرتا۔ اس کا یہ خاص تقرب وزراء اور ہم نشینوں کو ناگوار گزرا۔ جیسا کہ عموماً دستور ہے کہ کوئی ایک شخص اگر افسرِ اعلیٰ نظر میں سما جائے تو دوسرے رفقاءِ کار اُس سے حسد کرنے لگتے ہیں۔ چنانچہ اُس کے کئی حاسد پیدا ہو گئے اور اُس کے خلاف بادشاہ کے کان بھرنے لگے۔ لیکن اُس کی دانائی اور عقلمندی نے حاسدوں کی کچھ نہ چلنے دی۔ بادشاہ کے ایک ہم نشین نے ایک سازش کی کہ اُس مقربِ خاص کو دعوت دی اور کھانے کے ساتھ پیاز کاٹ کر سامنے رکھ دیئے اور پیاز کی بڑی تعریف کی۔ اُس شخص نے کھانے کے ساتھ پیاز بھی خوب کھائے' فراغت کے بعد میزبان نے مہمان سے کہا کہ بادشاہ کو پیاز سے سخت نفرت ہے اور پیاز کی بدبو اُسے سخت ناپسند ہے۔ آپ جب دربار میں جائیں تو منہ پر کپڑا رکھ کر بات کریں تاکہ پیاز کی بُو آپ کے منہ سے بادشاہ تک نہ پہنچے' ورنہ بادشاہ دربار سے نکال دے گا اور بڑی رُسوائی ہو گی۔ اس دعوت سے پہلے اُس شخص نے بادشاہ سے شکایت کی کہ آپ کا مقربِ خاص آپ کی شکایت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بادشاہ کے مُنہ سے پیاز کی بُو آتی ہے۔ جب میں دربار میں جاؤں گا' تو بغیر منہ پر کپڑا رکھے بات نہ کروں گا' کیونکہ بادشاہ کے منہ سے

جو بو آتی ہے سخت ناگوار ہوتی ہے۔ اس حاسد نے عجیب سازش کی اِدھر بادشاہ کے کان بھرے اُدھر اس کو فریب دیا۔ چنانچہ وہ مقرب خاص جب دربار میں پہنچا اور حسب معمول قریبی نشست پر بیٹھا تو منہ پر کپڑا رکھ لیا تاکہ اُس کے منہ سے پیاز کی بُو بادشاہ تک نہ پہنچے' ادھر بادشاہ تک اُس کی شکایت پہنچی ہوئی تھی۔ بادشاہ نے اُس کے منہ پر کپڑا دیکھا تو وزیر کی بات کا یقین ہوگیا اور وزیر کی سازش کامیاب ہوگئی۔ چنانچہ بادشاہ غصے سے آگ بگولہ ہوگیا۔

اُس نے رقعہ لکھا جلاد کی طرف کہ حامل رقعہ جب تمہارے پاس آئے اور رُقعہ دے تو اِس کو قتل کر دینا اور رقعہ بند کر کے مہر لگا کے مقرب خاص کے حوالے کر دیا کہ فلاں شخص کے پاس لے جاؤ۔

بادشاہ کا دستور تھا کہ جب سزا کے لئے رقعہ لکھتا تو کسی وزیر یا منشی سے لکھواتا اور جب انعام کے لئے لکھتا تو خود تحریر کرتا۔ بادشاہ اس قدر غضبناک تھا کہ اُس نے منشی کا انتظار نہیں کیا اور خود ہی رقعہ تحریر کر کے اُس کے حوالے کر دیا۔ حاسد آدمی دیکھ رہا تھا۔ اُس نے سمجھا کہ شاید انعام کا رقعہ ہے' اُس نے مقرب خاص سے یہ کہہ کر لے لیا کہ میں اُدھر جا رہا ہوں' میں ہی پہنچا دوں گا' آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں۔ اُس مقرب خاص نے وہ رقعہ حاسد وزیر کے حوالے کر دیا۔ جب مکتوب الیہ نے رقعہ پڑھا' تلوار لی اور رقعہ لے جانے والے کا سر تن سے جدا کر دیا۔

اِس طرح حاسد وزیر اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ دوسرے روز جب وہ مقرب خاص دربار میں گیا تو بادشاہ حیران رہ گیا۔ ماجرا پوچھا تو اُس نے ساری حقیقت بیان کی۔ بادشاہ نے منہ میں کپڑا رکھنے کی وجہ دریافت کی تو اُس نے سارا قصہ بیان کر دیا۔ اس وقت بادشاہ نے کہا کہ حاسد اپنے انجام کو پہنچ گیا اور مقرب

Marfat.com

خاص کو بادشاہ کا اور زیادہ قُرب حاصل ہو گیا۔ مزید بہت سے اِنعامات اور خلعت شاہانہ سے اس کی قدر افزائی کی گئی اور حاسد وزیر موت کی آغوش میں پہنچ گیا۔

سچ ہے حسد کا انجام بہت بُرا ہے۔

(حق مجمع القواعد: ۳۱۸ راز مولانا محمد حسین مولوی فاضل/ انصار بک سٹال اُردو بازار سرگودھا)

﴿حاصل کلام﴾:- حسد بہت بری چیز ہے' جس کی مذمت میں پوری آیت موجود ہے۔ تاریخ شاہد ہے' حسد کی وجہ سے بڑے بڑے نقصان ہوئے۔ دھوکا دہی بھی بری عادت ہے' بعض اوقات اس کا اُلٹا اپنے آپ کو ہی دھوکا لگ جاتا ہے' جیسا کہ درجہ بالا واقعہ سے عیاں ہے۔

ایاز' سلطان محمود غزنوی کا ایک ادنیٰ غلام تھا' پھر ترقی کرتے کرتے اُس کا محبوب ترین وزیر بن گیا۔ چونکہ نہایت عقل مند تھا' اُس نے اپنی غلامی کی پوستین اور جوتیاں ایک حجرے میں رکھ چھوڑی تھیں۔ وہ روزانہ اُس حجرے میں جا کر اپنے آپ کو بتاتا کہ موجودہ عروج پر غرور نہ کر' تیری اصل یہ چیزیں ہیں۔ دوسرے حاسد وزراء نے سلطان سے شکایت کی کہ ایاز نے ایک حجرے میں ناجائز دولت جمع کر رکھی ہے' اُسے تالے سے بند رکھتا ہے اور چابی اپنے پاس رکھتا اور کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں دیتا۔

بادشاہ نے کہا: تعجب ہے اُس نے ہم سے چھپا کر یہ دولت کیوں جمع کی ہے۔ شاہ نے ایک وزیر کو کہا کہ رات کے وقت جا کر حجرے کا دروزہ توڑ کر اندر گھس جاؤ۔ اُس میں سے جو کچھ ملے وہ تیرا ہے۔ وہ غلامی کا دعویٰ کرتا ہے اور ہم سے چھپا کر مال جمع کرتا ہے۔ جو عشق کا دعویٰ کرے' پھر محبوب کے علاوہ اُس کے لئے ہر چیز کی تمنا کفر ہے۔ سردار بہت خوش ہوا کہ اِس طرح خوب مال ہاتھ لگے

Marfat.com

گا' کیونکہ ایاز بادشاہ کا خزانچی ہے۔ اُس نے ہر قیمتی چیز کمرے میں رکھی ہو گی۔ بادشاہ نے حجرہ توڑنے کا جو حکم دیا تھا وہ اِس وجہ سے نہیں تھا کہ شاہ کو بدگمانی تھی۔ بلکہ اُس حکم کے ذریعے شکایت کرنے والوں کی آزمائش مقصود تھی۔ شاہ ایاز کو اِس تہمت سے پاک سمجھتا تھا' لیکن پھر بھی اُس کا دل لرز رہا تھا کہ کہیں یہ تہمت صحیح ثابت نہ ہو جائے تو ایاز کو اُس کا بہت رنج ہو گا' کیونکہ خزانہ میرے پاس ہو یا ایاز کے پاس ہو کچھ فرق نہیں کہ ہم میں دوئی نہیں ہے ایاز سے ایسا فعل خود ناممکن اور بعید ہے۔

وہ روزانہ حجرے میں جاتا تھا تاکہ اپنی پرانی پوستین اور چپل دیکھ کر اپنی غربت کے زمانے کو نہ بھولے۔ اشیاء کی فراوانی ہمیشہ لوگوں اور قوموں کی تباہی کا سبب بنتی ہے۔ ایاز نے اپنی پوستین اور چپل روزانہ دیکھنے کا معمول بنا رکھا تھا 'تاکہ اپنی غربت کو یاد رکھے۔ اِسی لئے اُس کی عاقبت بھی پسندیدہ تھی۔ دُنیاوی لذتیں انسان کو متکبر بنا دیتی ہیں۔ اِس لئے کسی مصیبت میں پھنسنے سے پہلے ہی توبہ کر لینی چاہیے۔ مصیبت کے وقت توبہ کرو گے تو شیطان تم پر ہنسے گا کہ اب بے وقت کی توبہ اور ندامت سے کیا فائدہ۔ ایاز کی عاجزی کی وجہ سے اُس کی ہر نماز انکساری کی تھی۔

ایاز کے مخالفوں کو اُس کے حجرے میں جانے کی حقیقت معلوم نہ تھی۔ اِسی لئے اُنہوں نے ایاز پر الزام لگایا۔

اگر اپنی اصلاح کرنا چاہتے ہو تو ایاز کی طرح بروقت اصلاح کر لو اور اُس نے دُنیاوی زندگی سے دھوکا نہ کھایا۔

بدگمان اِنسان اپنے اعمال نامے کو دوسرے کا اعمالنامہ سمجھ کر پڑھتا ہے۔ ایاز کی شکایت کرنے والے امراء خود مکار تھے۔ اُنہوں نے ایاز کو بھی مکار سمجھا۔

Marfat.com

سلطان کو اُس کی پاکیزگی کا یقین تھا۔ اِسی لئے اُس نے امیروں کو رات کے وقت حجرہ کھولنے کی اجازت دے دی۔ بادشاہ کو اِس بات کی پریشانی تھی کہ اگر اُس کے مخلص ایاز کو اِس بات کا علم ہوگا کہ میں نے بدگمانی کی بنیاد پر اُس کے حجرے کی تلاشی کا حکم دیا ہے تو اُس کو کس قدر رنج ہوگا۔ لیکن وہ یہ بھی اپنے دل میں سمجھتا تھا کہ ایاز بدگمان نہیں ہوگا' بلکہ یہی سمجھے گا کہ دشمنوں پر حقیقت واضح کرنے کے لئے میں نے یہ حکم دیا ہے۔ کوئی مصیبت زدہ جب اپنی مصیبت کی کوئی بہتر توجیہہ تلاش کر لیتا ہے تو رنج وغم میں شکست خوردہ نہیں ہوتا۔ بادشاہ نے سوچا کہ ایاز اپنے خلوص کی وجہ سے اس واقعے کی کوئی بہتر توجیہہ کر لے گا۔ میں اگر آزمائش کی اُسے سو تلواریں بھی ماروں گا تو اس خلوص کے شاہ کا تعلق پھر بھی کم نہ ہوگا' کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میرا اُسے تلوار مارنا اپنے آپ کو تلوار مارنا ہے۔

چغل خور امیر یہ سمجھتے تھے کہ ایاز نے چپل اور پوستین اِس لئے لٹکا رکھی ہے کہ چھپے ہوئے خزانے کی جانب لوگوں کا دھیان نہ جائے۔ ایاز نے حجرے پر بہت سخت قفل لگایا تھا' تاکہ اُس کا راز چھپا رہے۔ باہمت لوگ اپنے باطنی احوال کی لعل و جواہرات سے بھی زیادہ حفاظت کرتے ہیں۔ بے وقوفوں کے نزدیک مال و دولت جان سے بہتر ہے' عقل مند روپے پیسے کو جان کی خیرات سمجھتے ہیں۔ اُن امیروں پر حرص کا غلبہ تھا اور عقل کی آواز دب گئی تھی۔ وہ لوگ حملہ کر کے حجرے میں جا گھسے۔ وہاں مال نظر نہ آیا تو فرش کو کھودنا اور دیواروں میں سوراخ کرنا شروع کر دیا کہ کہیں خزانہ وہاں نہ چھپایا ہوا ہو' لیکن وہاں چپل اور پوستین کے سوا کچھ نہ تھ۔ اب وہ اپنے خیالات پر شرمندہ تھے۔ اپنی حرکت کو چھپا نہیں سکتے تھے' کیونکہ فرش کے گڑھے اور دیواروں کے سوراخ اُن کی چغلی کھا رہے تھے۔ انجام کار وہ محروم واپس ہوئے۔ وہ خالی ہاتھ اور شرمندہ اسی طرح جس

Marfat.com

طرح قیامت میں کفار ہوں گے۔

بادشاہ نے قصداً اُن سے دریافت کیا کہ تمہاری بغلیں زر و جواہر کی گٹھڑیوں سے کیوں خالی ہیں۔ تمہارے چہرے بتا رہے ہیں کہ تم ناکام آئے ہو۔ جڑ زمین میں چھپی ہوتی ہے' لیکن اس کی زندگی کے آثار پتوں پر ظاہر ہوتے ہیں۔ چھپے ہوئے اعمال کے اثرات بھی اسی طرح چہروں پر ظاہر ہوں گے۔ قرآنِ پاک میں ہے "سجدوں کے نشان اُن کے چہروں سے نمایاں ہیں"۔ مٹی نے جڑ کی زبان بند کی ہوئی ہوتی ہے۔ لیکن درخت کی شاخیں جڑ کی حالت کی گواہ ہوتی ہیں۔ سب لوگ بادشاہ سے ہی کہہ رہے تھے کہ ہم قتل کیے جانے کے قابل ہیں' لیکن اگر آپ معاف فرمادیں تو یہ آپ کا کام ہے۔ بادشاہ نے کہا' اِس معاملے میں سزا یا عطا میرا کام نہیں ہے' ایاز کا کام ہے۔ شاہ نے ایاز کو بلا کر اُن امیروں کو اُس کے حوالے کر دیا۔ اُس نے کہا ظلم یا زیادتی ایاز کے جسم و آبرو پر ہوئی ہے۔ اگرچہ میں اور ایاز دو نہیں ہیں' لیکن اس معاملے میں یگانگت نہیں ہے۔

بادشاہ نے ایاز سے کہا' اب تو جو چاہے کر۔ معاف کر دے یا بدلہ لے اور یہ بھی یاد رکھ کہ "وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ" یعنی بدلہ لینے میں سینکڑوں مہربانیاں پوشیدہ ہیں اِس لئے قصاص کے ڈر سے جانیں محفوظ ہو جاتی ہیں اِسی لئے قصاص کو حیات قرار دیا گیا ہے۔ جو شخص معاف کرتا ہے' وہ قاتل کی ایک جان کی طرف دھیان تو دیتا ہے' لیکن ان جانوں کی طرف دھیان نہیں کرتا جو قصاص کے ڈر سے محفوظ رہتی ہیں۔ اِنسان جوش میں راہِ اعتدال چھوڑ بیٹھتا ہے' لیکن ایاز سے یہ ممکن نہیں ہے۔ غلط بات کا امتحان کر کے بہت سے لوگ شرمندہ ہوئے ہیں۔ اب یہ سردار بھی اسی طور پر شرمندہ ہیں۔

ایاز تو بردباری کا پہاڑ۔ اس نے شاہ سے کہا کہ میرا ہر رتبہ آپ کی عطا اور

Marfat.com

دین ہے، ورنہ میری حقیقت تو وہی چپل اور پوستین ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ "جس نے اپنے نفس کو پہچانا اُس نے اپنے رب کو پہچانا" چپل اور پوستین اس کی ابتداء تھی اور باقی سب کچھ شاہی عطیہ تھا، اِسی طرح اِنسان کی اصل بھی مرد کا نطفہ اور عورت کے رحم کا خون ہی ہے۔ اِنسان کو دیگر دُنیاوی عطیات اس لئے دیے گئے ہیں کہ وہ ان عطیات کو دیکھ کر اُخروی عطیات کا طلب گار بنے۔ دُنیا کے عطیات تو آخرت کا نمونہ ہیں، جس طرح چند سیب باغ کے نمونے کے طور پر دکھائے جاتے ہیں۔ اُستاد ایک معمولی نکتہ بتاتا ہے، تاکہ شاگرد علوم حاصل کرنے کے لئے حریص ہو جائے۔ اگر کوئی شاگرد اپنی حماقت سے کہہ دے کہ بس اُستاد کے پاس اس نکتے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے تو اُستاد اُسے درس سے خارج کر دیتا ہے۔

بادشاہ نے ایاز سے کہا، یہ چغل خور قتل کے مستحق ہیں، لیکن تیری بردباری اور عفو کے طالب ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ تو اِن پر رحم کرتا ہے یا عتاب نازل کرتا ہے۔ روزِ ازل سے حِلم اور غصہ دونوں صفتیں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ کرتی ہیں۔

شاہ نے ایاز سے کہا کہ مجرموں کے متعلق جلدی فیصلہ کر دے کیونکہ مجرم کو انتظار میں رکھنا بھی ایک قسم کی سزا ہے۔ ایاز نے عذر کیا کہ مجرموں کا فیصلہ کرنا شاہ کا کام ہے۔ مَیں تو اپنے آپ کو چپل اور پوستین سے کچھ زیادہ نہیں سمجھتا۔ ان لوگوں نے خشک ڈھیلا تلاش کرنے کے لئے نہر میں ہاتھ ڈالا۔ مجھ جیسے عاجز پر ناحق بدگمانی کی کہ وفا کو مجھ سے شرم آتی ہے۔

﴿مثنوی شریف، دفتر پنجم اُردو ترجمہ انوار العلوم: ۳۶۳﴾

Marfat.com

لوگوں کو کتوں کے آگے ڈالتی رہی

آخر اُن ہی کتوں نے اُسے چیر پھاڑ کے رکھ دیا

حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ محمد بن نصر بن ولید نے ذکر کیا۔ ابوسعید شقری سے اس نے ابوبکر الھذی سے اُس نے شھر بن حوشب سے کہ جب حضرت یحییٰ بن ذکریا علیہ السلام کو ظالم بادشاہ نے قتل کروادیا تو آپ کا سر اُس نے اپنی بھانجی کو دے دیا۔ اُس نے وہ سر ایک سونے کے ٹرے میں رکھا اور اپنی ماں کو ہدیہ میں پیش کر دیا، پس وہ سر ٹرے میں بولنے لگا۔

"انھا لا تحل له ولا یحل لھا" یعنی یہ لڑکی اس بادشاہ کے لئے حلال نہیں ہے اور نہ بادشاہ اس لڑکی کیلئے حلال ہے۔ یہ جملہ تین مرتبہ کہا۔ جب اُس لڑکی کی ماں نے سر دیکھا تو بڑی خوش ہوئی اور کہنے لگی، آج میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئی ہیں اور میں اپنے بادشاہ کو خدا مانتی ہوں۔ اس کے بعد اس نے ریشمی دوپٹہ اور قمیص پہنی، اپنے محل پر چڑھ گئی اور اتنی ظالم عورت تھی کہ انسانوں کا گوشت اپنے کتوں کے آگے ڈالتی تھی۔ ایک دن اپنے محل پر ٹہل رہی تھی، اللہ تعالیٰ نے ایک سخت آندھی بھیجی، آندھی کی وجہ سے وہ اپنے کپڑوں میں لپٹ کے رہ گئی، آندھی نے اُٹھا کر اُس ظالم عورت کو اُس کے کتوں کے آگے پھینک دیا اور اُس کے کتے اُس کا گوشت نوچ نوچ کر کھانے لگے۔ چیختی پکارتی رہی، کوئی بھی اُس کو بچا نہ سکا۔ سب سے آخر میں اُن کتوں نے اُس کی آنکھوں کو کھایا۔

﴿من عاشق بعد الموت: ۵۹ راز حافظ ابن ابی الدنیا﴾

جیسی کرنی ...... ویسی بھرنی

ضربُ المثل

جیسا باپ' ویسا بیٹا...... اولاد پر خاندان کا اثر ہوتا ہے۔

جیسا بوؤ گے' ویسا کاٹو گے...... جیسا کام کرو گے' ویسا ہی اُن کا پھل ملے گا۔

جیسا تیرا لینا دینا' ویسا میرا کاج...... جیسی مزدوری دو گے' ویسا ہی کام ہوگا۔

جیسا دُودھ' وَیسی بدھ...... عقل (بدھ) دُودھ (خاندان) کے مطابق ہوتی ہے۔

جیسا دیس' ویسا بھیس...... جس ملک میں رہنے کا اتفاق ہو وہاں کے طور طریقے کی پابندی کرنی چاہیے۔

جیسا راجا' ویسی پَرجا...... جیسا حاکمِ وقت ہوتا ہے ویسی اُس کی رعایا ہوتی ہے۔

جیسا سُوئی چور' ویسا بجر چور...... چوری ہر صورت میں بُری ہے' خواہ چھوٹی سے چھوٹی چیز کی ہو یا بڑی سے بڑی چیز کی' چوری ہی ہے (بجر جواہرات کو کہتے ہیں)

جیسا کرنا ویسا بھرنا' جیسا کرو گے ویسا بھرو گے...... جیسا کیا وَیسا پایا' انسان جیسا کرتا ہے ویسا ہی نتیجہ نکلتا ہے' بدی کا بدلہ بد اور نیکی کا نیک۔

جیسا گن بھر' ویسا مَن بھر...... تھوڑی سی چیز دیکھ کر اُس کی پوری مقدار کی اچھائی برائی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

جیسا منہ' ویسا تھپڑ...... کوئی جیسا کام کرتا ہے ویسا ہی پھل ملتا ہے۔

جیسا منہ' ویسی بات...... انسان اپنی قابلیت اور صلاحیت کے مطابق بات کرتا ہے۔

جیسی پڑی' ویسی سہی...... ہر طرح کی تکلیف اور مصیبت برداشت کرنا پڑی۔

Marfat.com

جیسی وائی آپ چھنال' ویسے جانے سب سنسار...... بُرے آدمی کو دوسرے لوگ بھی بُرے نظر آتے ہیں۔

جیسی روح' ویسے فرشتے...... اِنسان خود بُرا ہو تو اپنے ہی جیسے بُرے لوگ اور بُری چیز پسند کرتا ہے۔

جیسی کرنی' ویسی بھرنی...... جیسا کام کرو گے ویسا نتیجہ نکلے گا۔

جیسی کہیے' ویسی سُنیے...... اِنسان اچھی بات کا اچھا جواب اور خراب بات کا خراب جواب پاتا ہے۔

جیسی گئی تھیں ویسی آئیں' حق مہر کا بوریا لائیں...... شادی ناکام ہوئی مقدر پھوٹا ہے۔

جیسی مائی' ویسی جائی...... جیسی ماں ویسی بیٹی۔

جیسی نیت' ویسی مراد...... بُری نیت سے کیا ہوا کام بگڑ جاتا ہے' اچھی نیت سے کیا جائے تو سنور جاتا ہے۔

﴿ ❖ فیروز اللغات اُردو: ۵۰۷ ❖ ﴾

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ

Marfat.com

ہنر کی برکت

بادشاہ کی جان بچ گئی

پرانے زمانے کی بات ہے کہ ایک بادشاہ اپنے وزیروں' مشیروں کے ہمراہ اپنی سلطنت میں سیر و سیاحت کے لئے نکلا۔ سیر کرتے کرتے آبادی سے باہر نکل گئے' وہاں اُنہوں نے پکھی واسوں کی جھونپڑیاں دیکھیں' جب اُن کے قریب پہنچے تو اُن کی جوان لڑکی پر بادشاہ کی نظر پڑ گئی' اُس کے حسن و جمال کو دیکھ کر بادشاہ وہیں دل دے بیٹھا۔ بادشاہ نے اُن کے پاس اپنے وزیر کے ذریعے شادی کا پیغام بھجوایا۔ اُن لوگوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ چونکہ بادشاہ کوئی ہنر وغیرہ نہیں جانتا' آج بادشاہ ہے کل کو نہ رہے اور ہماری بیٹی ذلیل و خوار ہو جائے اس لئے ہم ایک بیکار آدمی کو اپنی بیٹی کا رشتہ نہیں دے سکتے۔

بادشاہ کے دل میں اُس لڑکی کی محبت رچ بس چکی تھی' یہ جواب سن کر بے چین ہو گیا۔ کچھ دن سوچ و بچار کے بعد وزیر کو دوبارہ بھیجا' اُن سے پوچھو آخر وہ کسی صورت رشتہ دینے کے لئے آمادہ بھی ہوتے ہیں؟ جب وزیر نے دوبارہ اُن سے بات چیت کی تو وہ اس بات پر رضامند ہوئے کے اگر بادشاہ کوئی ہنر وغیرہ سیکھ لے تو ہم رشتہ دینے کے لئے تیار ہیں۔ وزیر نے جب یہ بات بادشاہ کو بتائی تو اُسے کچھ سکون ملا' کم از کم اُنہوں نے ہاں تو کی ہے' اگرچہ پابندی لگا کر۔ وزیر سے مشورہ کیا کہ ہنر کون سا سیکھا جائے' فیصلہ یہ ہوا' کہ اُن ہی سے پوچھا جائے کہ بادشاہ کو کون سا ہنر سیکھنا چاہیے۔ جب وزیر یہ پیغام لے کر اُن پکھی واسوں کے پاس گیا اور بتایا کہ بادشاہ ہنر سیکھنے کے لئے تیار ہے اب تم ہی بتاؤ بادشاہ کون سا ہنر سیکھے' چونکہ وہ پکھی واس چھج بنانے کے ماہر

Marfat.com

تھے اور یہی اُن کا کاروبار تھا' اِس لئے اُنہوں نے کہا: اگر بادشاہ چھج بنانے کا ہنر سیکھ لے تو ہم اپنی بیٹی کا رشتہ اُسے دینے کے لئے تیار ہیں۔ وزیر نے آ کر بادشاہ کو ساری بات بتا دی تو اُس نے وزیر سے کہا کہ اُن ہی سے کہو اپنا ایک آدمی مقرر کر دیں جو مجھے یہ فن سکھائے۔ اُنہوں نے اپنا ایک آدمی مقرر کر دیا جو روزانہ آ کر بادشاہ کو چھج بنانے کا ہنر سکھانے لگا۔ جب بادشاہ یہ ہنر سیکھنے میں کامیاب ہو گیا' اُس آدمی نے بھی جا کر اُنہیں بتا دیا کہ بادشاہ اب کاریگر ہو گیا ہے' وہ چھج بنانے میں کمال مہارت رکھتا ہے۔ بادشاہ نے اُس آدمی کو انعام بھی دیا' کیونکہ اُستادوں کی خدمت کرنی ہی چاہیئے۔

اُن کے پاس دوبارہ پیغام بھیجا گیا' اُنہوں نے رشتہ دے دیا' نکاح کی تاریخ بھی مقرر ہو گئی اس کے باوجود وہ لوگ بڑی سوچ وبچار میں پڑے رہے کہ اگر کل کوئی دوسرا آدمی بادشاہ بن گیا اور اس کو جیل میں بھیج دیا گیا' جیسا کہ دُنیا کا عام دستور ہے تو ہماری بیٹی کا کیا بنے گا' ایسی ہی سوچوں کے بعد اُنہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ کچھ بھی ہو جائے ہم بادشاہ کو اپنی بیٹی کا رشتہ نہیں دیں گے۔ شادی کی تاریخ سے ایک رات قبل اُنہوں نے اپنی جھونپڑیوں کو اُکھاڑا' وہاں سے کوچ کر گئے' اور کسی کو خبر تک نہ ہونے دی۔

ادھر شاہی محلات میں شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں' بارات بلکل تیار تھی' کسی نے آ کر بتایا کہ وہ لوگ وہاں سے جا چکے ہیں' جب پتہ کرایا گیا تو ایسے ہی تھا۔ بادشاہ نے اپنے آدمی دوڑائے' وہ دُور دُور تک دیکھ آئے' مگر اُن کا کہیں بھی کوئی سُراغ نہ ملا' آخر تھک ہار کر بیٹھ گئے۔ بادشاہ بڑا پریشان رہا کرتا تھا کہ اُن کے کہے پر ہنر بھی سیکھا' لیکن اُس لڑکی سے شادی پھر بھی نہ ہو سکی۔

بادشاہ کی عادت تھی کہ رات کو بھیس بدل کر گشت کیا کرتا تھا۔ ایک رات بادشاہ گشت کرتے کرتے اُس محلے میں چلا گیا جہاں آدمی خور رہا کرتے تھے۔ اُن لوگوں نے بادشاہ کو ایک عام آدمی سمجھ کر پکڑ لیا اور اپنے خاص ٹھکانے پر لے گئے۔ وہاں اور

Marfat.com

بھی آدمی قید تھے جن کو وہ باری باری ذبح کر کے گوشت کھاتے اور اُن کا خون چاولوں پر نچوڑ کر کھاتے۔ جب بادشاہ کی باری آئی تو بادشاہ نے اُن سے کہا کہ میں ایک ہنر جانتا ہوں اگر تم مجھے کچھ سامان لا کر دو میں تمہارے لئے چھج بنا دیتا ہوں' جنہیں بیچ کر تم ہر روز گوشت کھا سکتے ہو۔ یہ بات اُن کی سمجھ میں آ گئی' انہوں نے بادشاہ کو چھج بنانے کا سامان لا کر دیا' بادشاہ نے انہیں چھج بنا کر دیئے' وہ انہیں بازار لے گئے' اس سے انہیں کافی آمدنی ہوئی' اُن کے دل میں شوق پیدا ہو گیا اور بادشاہ کے ہنر کی قدر۔ وہ سامان لا کر دیتے' بادشاہ چھج بنا دیتا وہ بازار فروخت کر آتے' اس طرح بادشاہ کی وجہ سے انہیں کافی آمدنی ہونے لگی۔

پیچھے سنئیر وزیر نے بادشاہت کا عہدہ سنبھال کر بادشاہ کی تلاش شروع کر دی۔ کہیں بھی پتہ نہ چلتا تھا' تھک ہار کر بیٹھ جاتے پھر تلاش شروع کر دیتے' اسی طرح وقت گزرتا گیا۔

ایک دن بادشاہ اُن آدم خوروں سے کہنے لگا تم کہاں جا کر چھج فروخت کرتے ہو۔ اُنہوں نے بتایا کہ ادھر قریب ہی بازار میں۔ بادشاہ نے کہا تم انہیں شاہی محلے میں جا کر فروخت کیا کرو زیادہ پیسے ملیں گے۔ وہ وہاں جا کر فروخت کرنے لگے' آمدنی کا اضافہ ہو گیا۔ ایک دن بادشاہ نے کہا کبھی بادشاہ کو بھی چھج دکھایا ہے۔ وہ کہنے لگے نہیں۔ بادشاہ نے کہا آج ضرور تم نے بادشاہ کو چھج دکھانا ہے' اگر اُس نے خرید لیا تو اور زیادہ پیسے ملیں گے۔

بادشاہ چونکہ چھج بنانے میں کافی ماہر ہو چکا تھا اِس لئے بادشاہ نے چھج کی بناوٹ میں تندی کے ساتھ چھج کے اُوپر اپنا مکمل پتہ لکھا کہ میں یہاں آدم خوروں کے پاس فلاں محلے میں قید ہوں' مجھے رہا کرانے کی کوئی سبیل کرو۔ وہ آدم خور جب یہ چھج لے کر شاہی محلے پہنچے تو آواز لگائی "چھج لے لو... چھج لے لو" بادشاہ کو کیا غرض تھی' اُس نے کوئی دلچسپی نہ لی' آخر انہوں نے دربان سے اجازت لی اور شاہی دربار میں داخل ہو

Marfat.com

گئے اور عرض کی حضور یہ ہم نے آپ کے لئے خصوصی طور پر چھج بنایا ہے اسے قبول فرمالو' یہ کہہ کر اُنہوں نے چھج موجودہ بادشاہ کے سامنے رکھا۔ بادشاہ نے چھج کو جب غور سے دیکھا تو اُس تحریر پر نظر پڑھ گئی' وہ حیرانی میں کھو گیا کہ یہ کیا معاملہ ہے' چھج کو اپنے قبضے میں کرلیا اور اُن لوگوں سے مکمل پتہ معلوم کر کے انعام وغیرہ دے کر رخصت کر دیا۔

سنئیر وزیر یعنی موجودہ بادشاہ نے اُسی رات وہاں چھاپا مار کر بادشاہ کو رہا کر لیا اور اُن لوگوں کو گرفتار کر کے جیل میں بھیج دیا۔ بادشاہ کو شاہانہ لباس پہنا کر دوبارہ تخت پر بٹھایا اور خود وزارت کا عہدہ سنبھال لیا اور اُن لوگوں کو سخت سزا دی۔

بادشاہ نے وزیر سے کہا: اُن لوگوں کا پتہ کرو' اگر کہیں وہ مل جائیں تو میں اُن سے رشتہ لینے کی بجائے اُنہیں اپنی بیٹی کا رشتہ دینے کے لئے تیار ہوں' کیونکہ اُنہوں نے مجھے ہنر سکھایا اور اسی ہنر کی بدولت میری جان بچ گئی' اگر میں ہنر نہ جانتا ہوتا تو دوسرے لوگوں کی طرح آج میرا بھی دُنیا میں نام ونشان تک نہ ہوتا۔

﴿حاصل کلام﴾: — درجہ بالا واقعہ کی حیثیت کچھ بھی' لیکن اس سے چند باتوں کی وضاحت ہوتی ہے (۱) وہ بادشاہ تھا اگر چاہتا تو زبردستی اُس لڑکی کو اپنے محلات میں لے آتا' لیکن اُس نے ظلم وزیادتی کو پسند نہیں کیا' بلکہ جائز طریقے یعنی نکاح کے ذریعے اپنے حرم میں لانا چاہتا تھا' اس میں عام لوگوں کے علاوہ حکمرانوں کے لئے بھی درسِ عبرت ہے (۲) رشتہ کرتے وقت جن باتوں کی پڑتال کی جاتی ہے اُن میں سے ایک کاروبار بھی ہے۔ (۳) ہنر کے فائدے' ہنر کی اہمیت' ہنر کا مقام اور ہنر کی برکت درجہ بالا واقعہ سے عیاں ہے اگر بادشاہ کو ہنر نہ آتا تو دوسرے لوگوں کی طرح وہ آدم خور اس بادشاہ کو بھی ذبح کر کے کھا جاتے' ایک ہنر ہی تھا جس کی وجہ سے اُس کی جان بچ گئی اور اُن کے نزدیک عزت بھی بڑھ گئی اور بالآخر ہنر ہی کی بدولت آزادی بھی نصیب ہوئی۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

جیسی کرنی ویسی بھرنی

﴿الحاج عبدالمجید شیخ معصومی آف منڈیالہ روڈ کامونکی کی کتاب﴾

﴿"عرفانِ ذات بوسیلہ تعارف والدین وشکر اللہ" کا ایک باب صفحہ نمبر ۹۸ تا ۱۰۲﴾

یہ دُنیا مقافاتِ عمل ہے۔ آج جو بوؤں گے کل وہی کاٹو گے۔ آج کے بچے کل کے باپ ہوتے ہیں۔

جو آج ماں باپ کی خدمت کرے گا اپنی اولاد سے کروالے گا۔

بڑی بات تو یہ ہے ماں باپ کی دُعائیں لینا۔

نمازیں گر قضا ہوں پھر ادا ہوں
نگاہوں کی قضائیں کب ادا ہوں

ماں باپ کا فرض ہے کہ بچوں کی صحیح تربیت کریں، وہی تربیت کل کو ماں باپ کے بھی کام آئے گی۔ غلط روایت قائم کرو گے تو اس کا اثر نسلوں تک بھگتو گے۔

لطیفہ

ایک دلچسپ مکالمہ قابل غور ہے......

بچہ سکول سے گھر آیا، اپنے باپ سے کہنے لگا۔ ابو! جب آپ فیل ہوتے تھے تو کیا دادا جان آپ کو مارا کرتے تھے۔

باپ! ہاں

بچہ! جب دادا جان فیل ہوتے تھے کیا اُن کے ابو بھی اُن کو مارا کرتے تھے؟

Marfat.com

باپ! ہاں

بچہ! ابو ہمیں اس خاندانی دشمنی کو ختم کر دینا چاہئے' کیونکہ میں بھی امتحان میں فیل ہو گیا ہوں۔

بات تو معمولی ہے' مگر قابل غور ہے۔

رب پردہ پوش ہے

اللہ تعالیٰ ستار ہے (پردہ پوش) اللہ تعالیٰ کی اِس صفت ستاری کا عرفان بھی مجھے ماں کے ذریعے حاصل ہوا۔ بچپن میں جب کبھی ہم عمر لڑکوں کے ساتھ سینما دیکھنے چلا جاتا' رات کو دیر سے گھر آتا تو والد صاحب ڈانٹتے تو والدہ صاحبہ فوراً بول پڑتیں۔

حاجی صاحب اسے کچھ نہ کہو یہ تو مجھے بتا کر مسجد میں جلسہ سننے گیا تھا۔ یہ میرے عیبوں پر پردہ ڈال دیتی۔ مقامِ غور ہے کہ ماں جانتے ہوئے بھی کہ بیٹا غلط کار ہے۔ اس کے عیب کو چھپا لیتی ہے اور اس کا گناہ کھلنے نہیں دیتی تو اللہ تعالیٰ جو ستار (پردہ پوش) ہے وہ اپنے بندے کے عیب کب کھلنے دے گا۔ عرفانِ ذات بوسیلہ والدین کی بہت بڑی دلیل ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

کسی مہرباں نے آ کے میری زندگی بنا دی
میرے دل کی دھڑکنوں میں نئی شمع اک جلا دی
یہ دُنیا جگہ جی لگانے کی نہیں
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں

دُنیا عبرت کا گھر ہے' اسے تماشا بنانے والے ایک دن خود تماشا بن جاتے ہیں۔ خدا اگر دیدہ بینا عطا کرے تو قدم قدم پر سبق مل جاتے ہیں۔

Marfat.com

مدت ہوئی ریاض بٹالوی صاحب مشہور کالم نویس ''مشرق اخبار'' میں کالم لکھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ اُن کا کالم پڑھنے کا موقع ملا' اُن کا کالم بڑا ہی عبرت انگیز تھا۔ ملاحظہ ہو ریاض بٹالوی لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ایک بڑی شخصیت کا انٹرویو لینے اُن کی کوٹھی گیا۔

باتیں ہو رہی تھیں کہ اُن صاحب کی صاحبزادی کالج سے گھر آئی' وہ بچی رو رہی تھی۔ والد نے رونے کی وجہ پوچھی تو بچی اور زیادہ پھوٹ کر رونے لگی۔ باپ نے دلاسا دیا' اُسے چپ کرانے کی کوشش کی' رونے کی وجہ پوچھی۔ بچی نے ہچکیاں لیتے ہوئے بتایا: ابو میں کالج سے گھر آ رہی تھی کہ راستے میں چند غنڈے بیٹھے ہوئے تھے' جب میں اُن کے پاس سے گزری تو ایک غنڈے نے میرا دوپٹا کھینچ لیا۔ بیٹی کی فریاد سن کر باپ طیش میں آ گیا اور غراتے ہوئے کہنے لگا۔ وہ کون بدمعاش ہے۔ جس نے آج یہ حرکت کر کے اپنی موت کو دعوت دی ہے' میں ابھی دیکھ لیتا ہوں۔ دو منٹ بھی نہ گزرے ہوں گے کہ خاں صاحب یکدم ٹھنڈے پڑ گئے اور خاموشی اختیار کر لی۔ میں نے حیرت سے پوچھا! صاحب دو منٹ پہلے اتنا جوش اور اب اتنی خاموشی بات سمجھ میں نہیں آ رہی۔ اُن (لڑکی کے باپ) کی پیشانی سے پسینا بہہ رہا تھا۔ بڑے رازدارانہ لہجے میں بولے۔

صاحب کیا پوچھتے ہو کیے کی سزا مل گئی ہے۔

آج سے ۳۲ سال پہلے جب میں بھی لڑکا تھا تو میں نے بھی اسی جگہ ایک لڑکی کا دوپٹا کھینچا تھا۔

''فاعتبرو یا اولی الابصار''

ترجمہ:۔ آنکھوں والو! عبرت حاصل کرو۔

Marfat.com

دوسرا واقعہ

ایک دفعہ خواجہ بشیر احمد مرحوم (اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے) کی دُکان پر چند دوست بیٹھے ہوئے تھے کہ خوشی محمد بٹ نے ایک سکھ نوجوان کا واقعہ سنایا کہ پاکستان بننے سے پہلے ہمارے گاؤں میں ایک سردار صاحب رہتے تھے۔ اُس سردار کا بیٹا جو محکمہ ٹیلی فون میں ملازم تھا۔ چھٹی پر گھر آیا ہوا تھا۔ نوجوان مست شباب تھا' جوانی دیوانی ہوتی ہے۔ ڈیرے پر ورزش کر رہا تھا۔ پاس ہی ایک کتیا نے بچے دے رکھے تھے۔ ایک بچہ رینگتا ہوا سکھ نوجوان کے پاس آ گیا' بدمست نوجوان نے اُس بچے کو پاؤں سے ایسی ٹھوکر لگائی جیسے کوئی فٹ بال کو اُچھالتا ہے۔ بچے کا دماغ باہر نکل آیا' بیچاری کتیا دو منٹ شور کر کے چپ ہو گئی۔ باپ نے بیٹے کو جھڑکا کہ تو نے اچھا کام نہیں کیا۔ لڑکا کہنے لگا: ''ھو باپو کوئی گل نئیں''۔ چند دن گزرے کہ وہی سکھ نوجوان تیل کی مالش کر کے گھوڑی پر سوار ہو کر گاؤں کا چکر لگانے نکل گیا' قدرت کا کرنا ایسا ہوا کہ گھوڑی سرکش ہو گئی' نوجوان گھوڑی سے گرا۔ لطف کی بات ہے کہ اُس کا بھیجا (دماغ) اُسی طرح نکل آیا جیسا کتیا کے بچے کا نکلا تھا اور وہ موقع پر ہلاک ہو گیا۔

❖ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ❖

مالدار شخص فقیر ہو گیا

ایک مالدار سیٹھ آدمی اپنے گھر اپنی بیوی کے ساتھ کھانا کھانے میں مصروف تھا کہ دروازے پر ایک فقیر نے سوال کیا۔ اُس مالدار آدمی نے سائل کو جھڑک دیا۔ کچھ ہی عرصہ بعد اُس پر غضب نازل ہوا' نہ مال رہا نہ کاروبار بلکہ اُس نے عورت کو بھی طلاق دے دی۔ اُس عورت نے کسی اور جگہ نکاح کرلیا۔ سال کے بعد عید کے دن وہ عورت اپنے نئے خاوند کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے میں مصروف تھی کہ کسی سائل نے دروازے پر سوال کیا۔ اُس آدمی نے کہا پہلے اس سائل کو کھانا دو بعد میں ہم کھائیں گے۔ عورت کھانا لے کر گئی تو فقیر کو دیکھ کر حیران ہو گئی اور بیہوش ہو کر گر پڑی' اُس کے خاوند آ کر اُسے ہوش کرایا' پوچھا کیا معاملہ ہوا' وہ عورت کہنے لگی یہ سائل میرا پہلا خاوند ہے۔ وہ آدمی کہنے لگا اگر وہ تمہارا پہلا خاوند ہے تو میں بھی تمہارے دروازے پر آنے والا وہی سائل ہوں جسے دھکے مار کر دروازے سے ہٹا دیا گیا تھا۔

ہویا فقیر تے نعمت اُڈی اُڈیاں سب گلزاراں
عورت لے طلاق سدھائی چھوڑیا خوشیاں یاراں
عورت رو کر کرے قضیے ہائے افلاس ستایا
ایہہ خاوند میرا پہلا ہے جو سر میرے دا سایہ
اُوس آکھیا میں ہاں اوہ سوالی جدوں سوال سنایا
مینوں سی اک جھڑک سنایا کچھ نہ جھولی پایا
واہ مولٰی ایہہ قدرت تیری کدے بہار دکھاویں
تاج فقیراں دے سر رکھیں شاہاں بھیکھ منگاویں
کدے کدائیں وسدیاں تائیں عمراں رونا پاویں
تے عمراں روندیاں نوں کدے مولٰی خوشیاں عیش کراویں
تے آواز کرے رب مالک جاگو سُرت سمالو
کرے پکار پکارن والا دیکھیں عمر نہ جالو
نیکی والے ڈھک اگاڑی قدم نہ پچھاں ہٹاویں
تے بدیاں والیا کرماں ماریا ہن تے باز آ جاویں
رحمت دا دربار کھلا اج دوزخ تھیں آزادی
جے اج خالی وقت گوایا ہوسی پھر بربادی

Marfat.com

میدانِ عرفات میں خطبہ حجۃ الوداع

نوٹ:﴾...... چونکہ اس کتاب ''جیسی کرنی ویسی بھرنی'' کی تکمیل حج کے دن یعنی ۹ ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ کو ہوئی اِس لئے اِس کا انتساب حضور سرورِ کائنات' فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے عظیم الشان خطبۂ حجۃ الوداع کے نام ہے' اس مقدس خطبہ کی اہمیت اور فضیلت کے پیشِ نظر پورا خطبۂ حجۃ الوداع درج کیا جارہا ہے تاکہ جملہ مسلمان (خواتین وحضرات) اپنے پیارے آقا رہبرِ کائنات' تاجدارِ لولاک' محمد مصطفیٰ ﷺ کے ان ارشادات کا بغور مطالعہ کر کے عمل کرنے کی کوشش کریں' جس میں نوعِ انسانی کے مختلف اصناف کے حقوق وفرائض کا جامع اور خوبصورت تذکرہ کیا گیا ہے۔

خطبۂ حجۃ الوداع کی اہمیت

﴿✤:﴾... حضور سرورِ کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ کو غیر مسلموں نے نہ صرف ایک عظیم سکالر تسلیم کیا بلکہ آپ ﷺ کو سرفہرست رکھا اور حقوقِ اِنسانی کا عظیم علمبردار قرار دیتے ہوئے اقوامِ متحدہ کے منشور کے لئے آپ ﷺ کے خطبۂ حجۃ الوداع کو بنیاد بنایا۔

﴿✤:﴾... خطبہ حجۃ الوداع اسلامی تحریک کا نقطۂ عروج ہے جو کہ صدیوں پر محیط ہے' یہ خطبہ شرفِ انسانی کا روشن باب' حقوقِ انسانی کا اوّلین چارٹر' قیامت

تک کے لئے انسانی فلاح و بہبود کی دستاویز ہے۔ آپ ﷺ کے اس خطبے میں نوعِ انسانی کے جملہ حقوق کی نشاندہی کی گئی ہے۔

خطبۂ حجۃ الوداع کی فضیلت

(:۞:)... آپ ﷺ کا یہ مبارک خطبۂ حجۃ الوداع حقوقِ انسانی کا عظیم علمبردار..... تعلیماتِ قرآنی کا نچوڑ اور دینِ اسلام کا خلاصہ ہے۔ مسلمانوں کے لئے بیش بہا خزانہ اور پوری انسانیت کے لئے عظیم تحفہ ہے، جس کا اپنے پاس رکھنا باعثِ برکت ..... جس کا پڑھنا باعثِ ہدایت اور جس پر عمل کرنا باعثِ نجات ہے۔

خطبۂ حجۃ الوداع کا پس منظر

(:۞:)... ۹ ہجری میں حج کی فرضیت نازل ہوئی، اس سال آپ ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امیر الحجاج بنا کر مکہ روانہ فرمایا، اس سال مسلمانوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زیرِ امارت حج ادا کیا۔ ہجرت کے دسویں سال حضور نبی کریم ﷺ نے حج ادا فرمایا۔ اس حج کے موقع پر آپ ﷺ نے میدانِ عرفات میں مہاجرین و انصار اور اصحابِ جاں نثار کے تقریباً سوا لاکھ مجمع کے سامنے عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا، جو خطبۂ حجۃ الوداع کے نام سے مشہور و معروف ہے اس میں آپ ﷺ نے لوگوں کو شریعت اسلامی کی تعلیم دی، جاہلیت کے رسوم و رواج کا قلع قمع کیا، اسلام کی سربلندی کا اعلان کیا، دورانِ خطبہ تکمیل دین کے متعلق آیت کریمہ کا نزول ہوا کہ دین اسلام مکمل ہو گیا اور قیامت تک حضور ﷺ کا لایا ہوا نظام جاری و ساری رہے گا۔

(:۞:)... جب حضور نبی کریم ﷺ میدانِ عرفات میں پہنچے تو آپ ﷺ

Marfat.com

کے لئے مسجد نمرہ کے قریب خیمہ نصب کیا گیا' وہاں آپ ﷺ نے قیام فرمایا' جب سورج ڈھل گیا تو اپنی ناقہ قصویٰ طلب فرمائی' اُس پر کجاوہ کسا گیا' اُس پر سوار ہو کر حضور ﷺ حدودِ عرفات میں واقع وادیٔ عُرَنہ کے وسیع و عریض میدان میں تشریف لائے' وہاں پہنچ کر آپ ﷺ نے تاحد نظر پھیلے ہوئے عشاق سے مخاطب ہو کر وہ تاریخ ساز عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا جس میں اسلام کی جامع تعلیمات کو بڑے دلنشین انداز میں لوگوں کے سامنے پیش کیا۔

(:.:)... فصاحت و بلاغت کے اس شاہکار خطبے میں انتہائی اختصار و جامعیت کے ساتھ ہر وہ ہدایت موجود ہے جس کی نسل انسانی کو عموماً اور اہل ایمان کو خصوصاً زندگی کے مختلف مراحل میں ضرورت پڑ سکتی ہے۔

(:.:)... زمانۂ جاہلیت کے تمام رسم و رواج کو نیست و نابود کر دیا اور ان عزت و حرمت والے اُمور کو برقرار رکھا جو تمام مذاہب میں اور تمام زمانوں میں عزت و حرمت کے حامل تھے۔ یعنی انسانی جان' انسانی آبرو' اس کے اموال اور وہ قواعد و ضوابط جو انسانی زندگی کے معاشرتی یا معاشی پہلوؤں کو بری طرح متاثر کرتے تھے' ان کو کالعدم قرار دے دیا۔

خطبۂ حجۃ الوداع

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا......

(:.:)... اے لوگو! جو میں کہتا ہوں وہ میری باتیں غور سے سنو' کیونکہ شاید اس سال کے بعد میں اس مقام پر تم سے نہ مل سکوں' (شاید) تم بھی اس وقت تک اپنے رب سے جا ملو۔

(:.:)... اے لوگو! بے شک تم پر ایک دوسرے کا خون اور اموال حرام

Marfat.com

ٹھہرے یعنی عزت وحرمت والے ہیں یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملاقات کرو۔ یہ اس طرح ہے جس طرح تمہارا آج کا دن حرمت والا ہے' جس طرح تمہارا یہ مہینہ حرمت والا ہے۔اور جس طرح تمہارا یہ شہر حرمت والا ہے۔ بیشک تم جلد اپنے رب سے جاملو گے وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا۔

(❁)... سنو! میں نے تم تک اللہ کا پیغام پہنچادیا اور جس شخص کے پاس کسی نے امانت رکھی ہو اُس پر لازم ہے کہ وہ اس امانت کو اُس کے مالک تک پہنچادے۔

(❁)... سارا سود معاف ہے' تم اپنے اصل سرمائے کے حقدار ہو' نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ تم پر کوئی ظلم کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا ہے کہ کوئی سود نہیں ۔سب سے پہلے جس سود کو میں کالعدم کرتا ہوں وہ عباس بن عبد المطلب کا سود ہے۔ یہ سب کا سب معاف ہے۔

(❁)... زمانہ جاہلیت کی ہر چیز کو میں کالعدم قرار دیتا ہوں اور تمام خونوں میں سے جو خون میں معاف کر رہا ہوں' وہ حضرت عبد المطلب کے بیٹے حارث کے بیٹے ربیعہ کا خون ہے' جو اس وقت بنو سعد کے ہاں شیر خوار بچہ تھا اور ہذیل قبیلہ نے اُس کو قتل کردیا۔ یہ سب سے پہلا معاملہ ہے جس سے میں زمانہ جاہلیت کے خون کے دعووں کو ختم کرنے کا آغاز کرتا ہوں اور قتل عمد کے لئے قصاص ہے اور ارادۂ قتل سے جو قتل لاٹھی یا پتھر سے ہو جائے تو اس کے لئے سو اُونٹ دیت ہے' جس کسی نے اس مقدار کو بڑھایا تو وہ عہد جاہلیت میں سے ہو گا۔

(❁)... اس کے بعد فرمایا: اے لوگو! شیطان اس بات سے مایوس ہو گیا ہے کہ اس زمین میں کبھی اس کی عبادت کی جائے گی۔ لیکن اُسے یہ توقع ہے

Marfat.com

کہ وہ چھوٹے چھوٹے گناہ (جنہیں تم معمولی سمجھتے ہو) کرانے میں کامیاب ہو جائے گا۔اس لئے تم ان چھوٹے چھوٹے اعمال سے ہوشیار رہنا۔

(...) ...پھر فرمایا کہ جس روز اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا' سال کو بارہ مہینوں میں تقسیم کیا' ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں (ذیقعدہ' ذی الحجہ' محرم اور رجب) اِن مہینوں میں جنگ وجدال جائز نہیں۔کفار اپنے اغراض کے پیش نظر اِن مہینوں میں ردوبدل کرلیا کرتے تھے۔

(...) ...اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو' میں تمہیں عورتوں کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ تمہارے زیردست ہیں' وہ اپنے بارے میں کسی اختیار کی مالک نہیں اور یہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے امانت ہیں۔اور اللہ کے نام کے ساتھ وہ تم پر حلال ہوئی ہیں' تمہارے اُن کے ذمہ حقوق ہیں اور اُن کے بھی تم پر حقوق ہیں۔تمہارا اُن پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر کسی کو نہ سونے دیں' جو کہ تمہارے لئے ناگوار ہے۔اور اُن پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ کھلی بے حیائی کا ارتکاب نہ کریں۔اور اگر اُن سے بے حیائی کی کوئی حرکت سرزد ہو پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں اجازت دی ہے کہ تم اُن کو اپنی خوابگاہوں سے دور کردو'اور اگر پھر بھی باز نہ آئیں تو انہیں بطورِ سزا تم مار سکتے ہو۔ لیکن ضرب شدید نہ ہو اور اگر وہ باز آجائیں تو پھر تم پر لازم ہے کہ تم اُن کے خوردونوش اور لباس کا عمدگی سے انتظام کرو۔

(...) ...اے لوگو! میری بات کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرو' بیشک میں نے اللہ کا پیغام تم کو پہنچا دیا ہے اور میں تم میں ایسی دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں کہ اگر تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔واضح حقیقت یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآنِ کریم) اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت۔

Marfat.com

(❖:)... اے لوگو! میری بات غور سے سنو اور عقل سے کام لے کر اُسے سمجھو، تمہیں یہ چیز معلوم ہونی چاہیئے کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ کسی آدمی کیلئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کے مال سے اُس کی رضامندی کے بغیر کوئی چیز لے (صرف وہی لے جسے وہ اپنی رضامندی اور صاف دلی سے دے)۔ اس اصول کی خلاف ورزی اپنے نفوس پر ظلم کرنا ہے۔

(❖:)... جان لو! کہ دل ان تینوں باتوں پر حسد وعناد نہیں کرتے۔ کسی عمل کو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کرنا۔ حاکم وقت کو ازراہ خیر خواہی نصیحت کرنا۔ مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ شامل رہنا۔ اور بیشک ان کی دعوت ان لوگوں کو بھی گھیرے ہوئے ہے جو ان کے علاوہ ہیں۔ جس کی نیت طلب دُنیا ہو اللہ تعالیٰ اس کے فقر وافلاس کو اس کی آنکھوں کے سامنے عیاں کر دیتا ہے اور اس کے پیشہ کی آمدن منتشر ہو جاتی ہے اور نہیں حاصل ہوتا اس کو اس سے مگر اتنا جو اس کی تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے اور جس کی نیت آخرت میں کامیابی حاصل کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اور اس کا پیشہ اُس کے لئے کافی ہو جاتا ہے اور دُنیا اُس کے پاس آتی ہے اس حال میں کہ وہ اپنا ناک گھسیٹ کر آتی ہے۔

(❖:)... اللہ تعالیٰ اُس شخص پر رحم کرے جس نے میری بات کو سنا اور دوسروں تک پہنچایا۔ بسا اوقات وہ آدمی جو فقہ کے کسی مسئلے کا جاننے والا ہے وہ خود فقیہ نہیں ہوتا اور بسا اوقات حامل فقہ کسی ایسے شخص کو بات پہنچاتا ہے جو اس سے زیادہ فقیہ ہوتا ہے۔

(❖:)... تمہارے غلام، تمہارے غلام جو تم خود کھاتے ہو اُس سے اُن کو کھلاؤ، جو تم خود پہنتے ہو اُن سے ان کو پہناؤ، اگر ان سے کوئی ایسی غلطی ہو جائے

جس کو تم معاف کرنا پسند نہیں کرتے تو ان کو فروخت کر دو۔

(❖)... اے اللہ کے بندو! ان کو سزا نہ دو۔ میں پڑوسی کے بارے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ (یہ جملہ سرکار دو عالم ﷺ نے اتنی بار دُہرایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ اندیشہ لاحق ہو گیا کہ حضور پڑوسی کو وارث نہ بنا دیں)

(❖)... اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے' اس لئے کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ اپنے کسی وارث کیلئے وصیت کرے۔ بیٹا' بستر والے کا ہوتا ہے' یعنی خاوند کا اور بدکار کیلئے پتھر۔ جو شخص اپنے آپ کو اپنے باپ کے بغیر کسی دوسرے کی طرف منسوب کرتا ہے اُس پر اللہ تعالیٰ' فرشتوں اور سارے لوگوں کی لعنت ہو۔ نہ قبول کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے کوئی بدلہ اور کوئی مال۔

(❖)... جو چیز کسی سے مانگ کر لو اُسے واپس کرو۔ عطیہ ضروری واپس ہونا چاہیئے اور قرضہ لازمی طور اسے ادا کرنا چاہئے اور جو ضامن ہو اس پر اس کی ضمانت ضروری ہے۔

(❖)... اے لوگو! میرے بعد قطعی طور پر کوئی نبی نہیں آئے گا اور نہ تمہارے بعد کوئی اُمت' پس اللہ کی عبادت کرو اور نماز پنجگانہ ادا کرو اور ماہِ رمضان کے روزے رکھو اور اپنے مال کی پاکیزگی کے لئے زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے پروردگار کے گھر کا حج کرو اور اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرو تا کہ تم اپنے رب کی جنت پاؤ' پس میرے بعد کفر کی روش کی طرف نہ پلٹ جانا کہ تم میں سے کچھ لوگ بعض کی گردنیں مارنے لگیں۔

(❖)... اے لوگو! بیشک تمہارا رب ایک ہے اور تم سب کا باپ ایک ہے'

Marfat.com

تم سب آدم علیہ السلام سے ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے اُٹھائے گئے، بیشک تم میں سے وہی بارگاہِ الٰہی میں عزت و تکریم والا ہے جو تم میں سے زیادہ صاحب تقویٰ ہے اور سن لو کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں سوائے تقویٰ کے۔ نہ کسی عربی کو عجمی پر نہ عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت ہے، نہ کسی گورے کو کالے پر اور نہ کسی کالے کو گورے پر سوائے تقویٰ کے۔

(:❖:)... تم سے میرے بارے میں دریافت کیا جائے گا، تم کیا جواب دو گے؟ سب نے کہا، ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے اللہ کا پیغام پہنچایا، اس کو ادا کیا اور خلوص کی حد کر دی۔

(:❖:)... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشت شہادت کو آسمان کی طرف اُٹھایا، پھر لوگوں کی طرف موڑا اور فرمایا: اے اللہ! تو بھی گواہ رہنا...... اے اللہ! تو بھی گواہ رہنا...... اے اللہ! تو بھی گواہ رہنا۔

(:❖:)... پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ یہ باتیں اُن لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ اور تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو۔

(:❖:)... عرفات میں یہ جلیل الشان خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا: اُنہوں نے اذان کہی، پھر اقامت کہی۔ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ظہر کی دو رکعت پڑھیں۔ اس میں قرأت آہستہ دل میں پڑھی، پھر انہوں نے اقامت کہی اور عصر کی دو رکعتیں پڑھیں اس روز یوم الجمعہ تھا۔

(:❖:)... بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خداوند ذوالجلال کی حمد و ثناء، ذکر اور شکر، استغفار اور دُعا میں مشغول ہو گئے۔

(:❖:)... اسی اثناء میں تکمیل دین سے متعلق آیت کریمہ نازل ہوئی کہ

Marfat.com

دین اسلام مکمل ہو گیا اور قیامت تک حضور ﷺ کا لایا ہوا نظام جاری ہو گا اور اس آیت میں نعمتوں کے مکمل ہونے کی خوشخبری بھی سنائی گئی......

"اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا" ﴿پ ۶ ' سورۃ المائدہ: ۳﴾

ترجمہ:- آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور ہمیشہ کے لئے دین اسلام کو (مکمل نظامِ حیات کی حیثیت سے) تمہارے لئے پسند کر لیا۔

﴿ ✣ ﴾ اس خطبے کو مختلف مستند سیرت کی کتابوں سے مرتب کیا گیا ہے ﴿ ✣ ﴾

-•✣❋﴿صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ﴾❋✣•-

-•✣❋﴿صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ﴾❋✣•-

جیسی کرنی ویسی بھرنی ' نہیں مانتا تو کر کے دیکھ
تیرے لیے جنت بھی جہنم بھی ' نہیں مانتا تو مر کے دیکھ

طالبِ شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ

ریاست علی مجددی

کوٹ قاضی حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ

۲۲ ر رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ / ۲۳ ر اگست ۲۰۱۱ء

-•✣❋﴿صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ﴾❋✣•-

Marfat.com

فہرس المراجع المصادر

قرآن پاک...... کلام الہٰی

کتبِ احادیث

☆ بخاری شریف ☆ مسلم شریف ☆ سنن ابی داؤد شریف ☆ ترمذی شریف ☆ نسائی شریف ☆

☆ مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ☆ مؤطا امام مالک ☆ المستدرک للحاکم ☆ ابن ماجہ شریف ☆

☆ مشکوٰۃ شریف ☆ کنز العمال شریف ☆ طبرانی شریف ☆

کتبِ تفاسیر

☆ تفسیر دُرِ منثور ☆ تفسیر تبیانُ القرآن ☆ تفسیر نعیمی ☆ تفسیر ضیاءُ القرآن ☆

☆ تفسیر مظہری ☆ تفسیر روح البیان ☆ تفسیر عزیزی ☆

کتبِ سیرت

﴿۲۰﴾ معارج النبوت {حضرت مولانا ملا معین واعظ الکاشفی رحمۃ اللہ علیہ} مکتبہ نبویہ گنج بخش لاہور.......... ﴿٭﴾

﴿۲۱﴾ سیرت النبی بعد از وصال النبی صلی اللہ علیہ وسلم {محمد عبد المجید صدیقی ایڈووکیٹ} فیروز سنز لمیٹڈ لاہور........ ﴿٭﴾

﴿۲۳﴾ سیرت محبوب رحمٰن صلی اللہ علیہ وسلم {مولانا محمد الطاف حسین الازہری} ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور........ ﴿٭﴾

دیگر کتب

﴿۲۴﴾ نزہۃ المجالس {علامہ عبد الرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ} قادری رضوی کتب خانہ لاہور........ ﴿٭﴾

﴿۲۵﴾ انفاسُ العارفین {شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ} فرید بک سٹال لاہور........ ﴿٭﴾

﴿۲۶﴾ سعادۃُ الدارین {علامہ یوسف نبھانی رحمۃ اللہ علیہ} ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور........ ﴿٭﴾

﴿۲۷﴾ حلیۃ الاولیاء {امام حافظ علامہ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ}........ ﴿٭﴾

﴿۲۸﴾ سوہانِ ایمان {پیر سید مُلک علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ} شکریلہ شریف........ ﴿٭﴾

﴿۲۹﴾ بوستانِ سعدی {شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ}........ ﴿٭﴾

﴿۳۰﴾ یوسف ابن یعقوب علیہ السلام {مولانا محمد عبد العزیز} شبیر برادرز لاہور........ ﴿٭﴾

﴿۳۱﴾ داستانِ یوسف علیہ السلام {مولوی محمد اسحاق دہلوی} دار الاشاعت اُردو بازار کراچی........ ﴿٭﴾

﴿۳۲﴾ نور الابصار {شیخ مومن بن حسن مومن شبلنجی رحمۃ اللہ علیہ} دار العلوم سراجیہ رسولیہ رضویہ رحمۃ اللہ علیہ........ ﴿٭﴾

﴿۳۳﴾ تذکرۂ شہادت حضرات حسنین رضی اللہ عنہما {محمد ناصر علی} فرید بک سٹال لاہور........ ﴿٭﴾

۳۴ امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما {عبد العزیز سید الاھل} میری لائبریری لاہور............
۳۵ سیرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا {طالب ہاشمی}............
۳۶ احیاء العلوم {امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ} پروگریسو بکس غزنی سٹریٹ لاہور............
۳۷ رسالہ قشیریہ {امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ} مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور............
۳۸ روض الریاحین مترجم {علامہ یافعی یمنی رحمۃ اللہ علیہ} شبیر برادرز لاہور............
۳۹ جامع کرامات اولیاء {علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ} ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور............
۴۰ مثنوی شریف مترجم انوار العلوم {مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ}............
۴۱ کیمیائے سعادت {امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ} مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم اے جناح روڈ کراچی
۴۲ شواہد الحق {علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ} فرید بک سٹال لاہور............
۴۳ ماہنامہ دعوت تنظیم الاسلام گوجرانوالہ {مدیر اعلیٰ صاحبزادہ پیر محمد رفیق احمد مجددی سجادہ نشین درگاہ حضرت ابو البیان رحمۃ اللہ علیہ}
۴۴ حیات الحیوان {علامہ کمال الدین الدمیری رحمۃ اللہ علیہ} ادارہ اسلامیات لاہور............
۴۵ کمالات عزیزی {شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ}............
۴۶ اولیاء رجال الحدیث {علامہ عبد المصطفی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ} مکتبہ نبویہ لاہور
۴۷ تاریخ ابن خلکان {علامہ ابن خلکان} ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی
۴۸ روزنامہ اسلام رمضان ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۹ ستمبر ۲۰۰۷ء ''خواتین کا اسلام''............
۴۹ اخلاقی کہانیاں {قیوم نظامی ایم اے} گلوب پبلشرز چوک مینار انارکلی لاہور............
۵۰ اسلام کی بہادر بیٹیاں {مسعودہ بیگم} کتب خانہ انجمن حمایت اسلام ریلوے روڈ لاہور
۵۱ ماہنامہ السعید ملتان، مئی ۲۰۱۱ء۔............
۵۲ ماں {از سید محمد مختار شاہ}............
۵۳ تنبیہ الغافلین {فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ} شبیر برادرز لاہور............
۵۴ من عاش بعد الموت {امام حافظ ابو بکر ابن ابی الدنیا} ماہنامہ نوائے چترال لاہور
۵۵ قصص المحسنین {مولوی عبد الستار}............
۵۶ لطائف و نوادر............
۵۷ بڑھاپا............
۵۸ زیور اسلام {علامہ راشد الخیری} عصمت بک ڈپو دہلی
۵۹ ذکر اللہ والوں کا {شاہد حمید} بک کارنر جہلم............

....

Marfat.com

﴿۶۰﴾ روزنامہ سما' :۱۲ جولائی ۲۰۱۱ء

﴿۶۱﴾ آبِ کوثر {مفتی محمد امین} فیصل آباد

﴿۶۲﴾ فیروز اللغات اُردو {مولوی فیروز الدین رحمۃ اللہ علیہ} فیروز سنز لمیٹڈ لاہور

﴿۶۳﴾ قرآنی کہانیوں کا گلدستہ

﴿۶۴﴾ باتیں اللہ والوں کی

﴿۶۵﴾ تذکرہ اولیائے پاک وہند

﴿۶۶﴾ تذکرہ اولیائے لاہور {علامہ عالم فقری} ادارہ پیغام القرآن لاہور

﴿۶۷﴾ جنگ مڈویک میگزین ۲۲ راپریل ۲۰۰۹ء

﴿۶۸﴾ حق مجمع القواعد {مولانا محمد حسین مولوی فاضل} انصار بک سٹال اُردو بازار سرگودھا

﴿۶۹﴾ خطباتِ محرم {مولانا جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ علیہ انڈیا} شبیر برادرز لاہور

﴿۷۰﴾ تاریخ الخلفاء {امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ} مکہ پبلشنگ کمپنی لاہور

﴿۷۱﴾ پندرہ روزہ روضۃ الاطفال ۲۰ مئی ۲۰۱۱ء

﴿۷۲﴾ پریشانی کے بعد راحت {ابراہیم بن عبداللہ الحازمی} مکتبہ بیت العلم کراچی

﴿۷۳﴾ نوادر کلیوبی {---} ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی

﴿۷۴﴾ دروسِ بسم اللہ {علامہ معراج الاسلام}

﴿۷۵﴾ ملفوظات خواجہ محبوب رحمانی (کراچی)۔

﴿۷۶﴾ سہ ماہی المرتضیٰ / دسمبر، جنوری، فروری

﴿۷۷﴾ ذکرِ سیرانی {علامہ فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ} اویسی کتب خانہ بہاولپور

﴿۷۸﴾ شفقت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بر خلق بر خدا {علامہ فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ}

﴿۷۹﴾ فضائل صدقات

﴿۸۰﴾ قصے اللہ والوں کے

﴿۸۱﴾ ماں اور انتخابِ انمول موتی

﴿۸۲﴾ رُوحانی لطائف

﴿۸۳﴾ معاشرے کی مہلک بیماریاں

﴿۸۴﴾ بکھرے موتی

﴿۸۵﴾ صالحین کرام کے دلچسپ اور ایمان افروز واقعات

﴿۸۶﴾ ہاسے دی پٹاری ضمیمہ ہاسے دی ٹکساری { مسکین برکت علی } ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار لاہور

﴿۸۷﴾ گلزار جنت، گلدستہ بشیر { بشیر احمد بشیر بوپڑ اکلاں } سیٹھ آدم جی عبداللہ اینڈ کمپنی نولکھا بازار لاہور

﴿۸۸﴾ قرآنی کہانیوں کا گلدستہ { ڈاکٹر محمد افتخار کھوکھر } لاہور

﴿۸۹﴾ ماہنامہ عبقری لاہور

﴿۹۰﴾ سیف الملوک { میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ } شیخ سراج الدین تاجر کتب ۵ اُردو بازار لاہور

﴿۹۱﴾ بیگمات کے آنسو { خواجہ حسن نظامی رحمۃ اللہ علیہ } منتظم دفتر لوحِ محفوظ اُردو لائبریری دہلی

﴿۹۲﴾ سکینۃ الاولیاء { شاہزادہ داراشکوہ } پیکیجز لمیٹڈ لاہور

﴿۹۳﴾ قوسِ قزح { پروفیسر عزیز الدین خان } میر برادرز چندریگر روڈ کراچی

﴿۹۴﴾ تعارف والدین وشکر اللہ { الحاج عبدالمجید شیخ معصومی } نیوان کھوہ جی ٹی روڈ کامونکی

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

Marfat.com

جلوۂ دست قدرت
بارہ مسائل میلادِ مصطفیٰ ﷺ
چار زندہ نبی
سیرت غوث اعظم
جہان انبیاء
راہنمائے نقابت
مکاشفۃ القلوب
خطبات مجددیہ
خطبات نورانی
نورانی حکایات
شان حبیب الباری
قبروں کے حالات
مسلمان کا عقیدہ
تاریخ حبیب الٰہ
تاریخ گوجراں
تذکرۃ الاولیاء
سفر آخرت اور ہماری ذمہ داریاں

رسول معظم ﷺ اور خلفائے رسول
انعام یافتہ ہستیاں
انعام یافتہ تقریریں
مثالی خواتین اسلام
سر الاسرار
سیرت مصطفیٰ
امثال صحیح بخاری
یادگار تقریریں
جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز
کشف المحجوب
انوار الحدیث
انوار مبین
سعادت الکونین فی فضائل الحسنین
آئینہ کربلا
معجزات رسول کریم ﷺ
سیرت حضور مجدد اعظم
شاہان گوجر
ازواج الانبیاء
عامل بنانے والی کتاب
سیرت رسول عربی ﷺ
رسائل میلاد حبیب
چشمہ فیض گنج بخش
نزہۃ المجالس اردو
غنیۃ الطالبین
تحفۃ المسلمین
رسائل امام سیوطی
کردار یزید
محافل ایصال ثواب
جنتی زیور
مولانا [illegible] شان محمد قادری کی تقریریں
مصیبت کے بعد راحت
قرآنی تمثیلات
کیا آپ جانتے ہیں
فتوح الغیب
خطبات الحنفیہ

مکتبہ حنفیہ
گنج بخش روڈ، لاہور
042 37213575

Marfat.com